المدارج السنية في الرد على الوهابية

ويليه

العقائد الصحيحة في ترديد الوهابية النجدية

مع ترجمۂ اردو

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

İHLÂS VAKFI YAYINIDIR

HAKÎKAT KİTABEVİ
Darüşşefaka Cad. No: 57/A P.K. 35
34262-Fatih İSTANBUL
Tel: 523 45 56
TURKEY
1986

4368

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

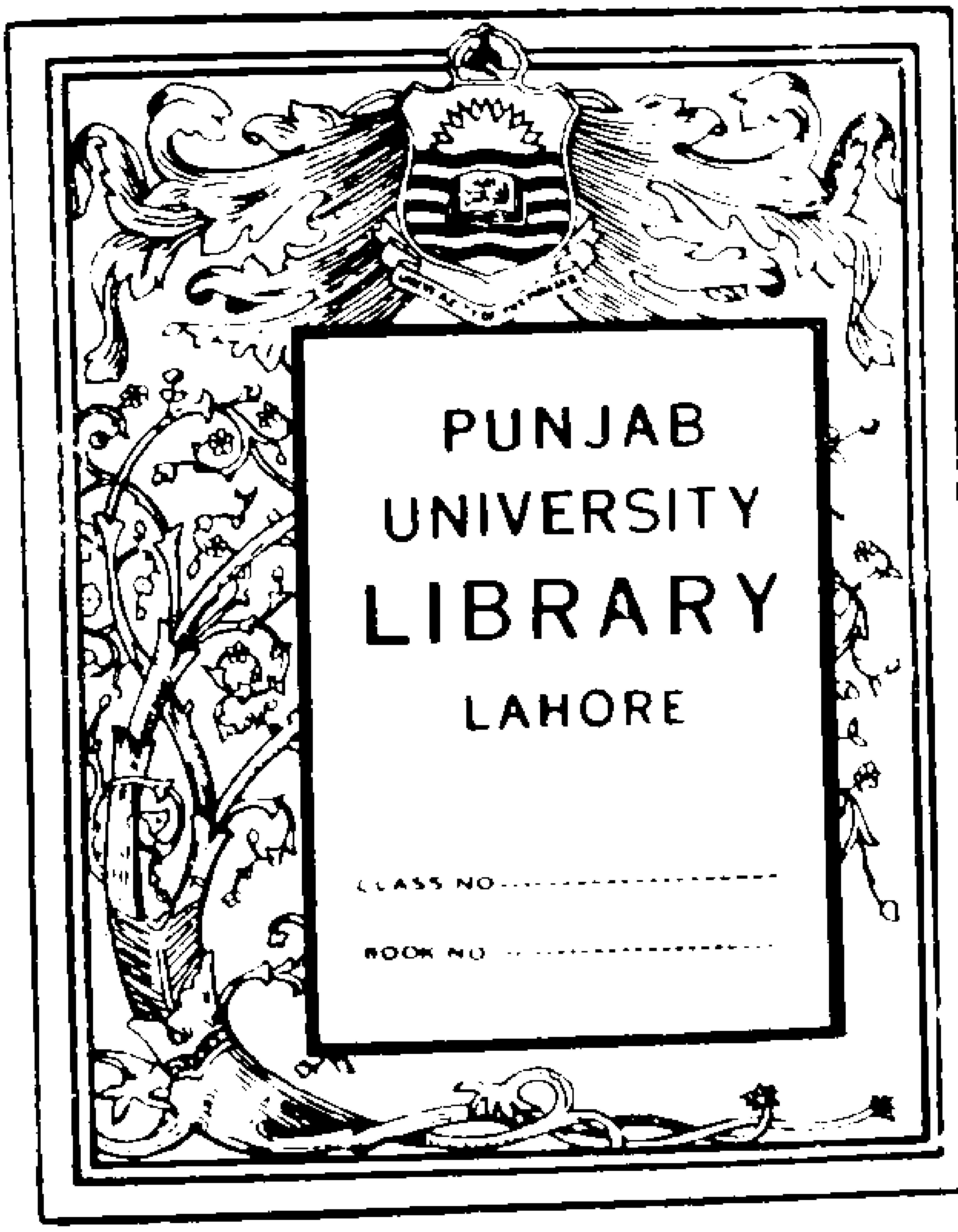

S-369 Punjab University Press 10,000 29-1-200

قال التوربشتي

ان اهل البدع على الايمان فلابد من

من العاصي في مشيئة الله تعالى

الخصيص الشدة ... بالعذاب فان عذابهم في النار يكون اشد عذابا من عصاة الفرقة الناجية

لسوء اعتقادهم في طريقتهم ... مجموع هذه الفرق في النار ومجموع هذه الفرقة

الناجية ... كل الفرق في النار ولا كل الفرقة في الجنة من غير سابقة عذاب

Baskı: Hizmet Gazetecilik ve Matbaacılık Limited Şirketi Cağaloğlu-İST. Tel: 526 18 00 (10 hat)

Marfat.com

المدارج السنية في الرد على الوهابية

مرتبہ۔ عامر القادری

مطبع دار العلوم القادریۃ السبحانیہ کراتشی ۲۵

ترجمہ۔ عبد العلیم القادری بیفتہ ۱۵ جنوری ۱۹۷۲

ويليه

جناب زبدۃ السالکین عمدۃ العارفین محی السنۃ ماحی البدعۃ حضرت مولانا و مرشدنا

خواجہ حاجی حافظ **محمد حسن** صاحب مجددی دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین

درگاہ ٹنڈہ سائیں داد ضلع حیدرآباد (سندھ) نے

المتوفى سنة ١٣٤٩ ھا . ١٩٣١ م .

العقائد الصحيحة في ترديد الوهابية النجدية

قد اعتنى بطبعه طبعة جديدة بالأوفست

IHLÂS VAKFI YAYINIDIR

يطلب من المكتبة الحقيقة بشارع دار الشفقة بفاتح ٥٧ استانبول - تركيا

هجري قمري	هجري شمسي	ميلادي
١٤٠٦	١٣٦٤	١٩٨٦

﴿ تنبيه ﴾

من اراد ان يطبع هذه الرسالة وحدها او يترجمها الى لغة اخرى فله من الله الاجر الجزيل و مني الشكر الجميل و كذلك جميع كتبي كل مسلم ماذون بطبعها بشرط جودة الورق و التصحيح

Marfat.com

67689

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین ۔ والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والاخرین وعلی الہ واصحابہ اجمعین ؁

اما بعد

فیقول عامر عبدالخالق القادری المدعو بعامر القادری لما وجدت من الوہابیۃ مسائل المختلفۃ۔ کما قولہم ان الانبیاء لیس یحی فی قبورہم والنداء الی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرک کما یقولون أہل السنۃ فی وقت الاذان عند شہادۃ الاولی۔ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ وھی شرک عندہم ومن قال یا رسول اللہ بالنداء والخطاب فہو مشرک عندہم۔ وحیلۃ الاسقاط کما روج فی السرحد او البنجاب۔ ھو حرام عندہم واخذ الاجرۃ علی تعلیم القرآن شرک ایضاً فلہذا اکتب الرسالۃ المسمی بالمدارج السنیۃ فی الرد علی الوہابیۃ

فالمسئلۃ الاول۔ الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام۔

الصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام ثبت بدلیل قطعی۔ لقولہ تعالیٰ

Marfat.com

اما بعد

پس کہتا ہے عامر عبدالحق القادری معروف بہ عامر القادری جب پائے میں نے وہابیہ
کے مسائل مختلف جیسے کہتے ہیں یہ کہ انبیاء اپنے قبور میں زندہ نہیں ہیں اور ندا رسول اللہ کی
طرف یہ شرک ہے جیسا کہ اہل السنۃ کہتے ہیں آذان کے وقت میں اول شہادت میں
قرۃ عینی بک یا رسول اللہ۔ اور یہ وہابیہ اسے شرک جانتے ہیں اور جس نے یا رسول اللہ کہا
ساتھ نداء اور خطاب کے وہ انکے ہاں مشرک ہے۔ اور حیلہ اسقاط کرنا جیسے صوبہ سرحد میں
مروج ہے اور پنجاب میں یہ انکے ہاں حرام ہے۔ اور تعلیم قرآن پر اُجرت لینا یہ بھی شرک ہے
اس وجہ سے میں نے رسالہ لکھا جو مدارج السنیہ فی رد علی الوہابیہ پر موصوف ہے پس اول
مسئلہ نبی علیہ السلام پر درود پڑھنے کا ہے۔
درود پڑھنا نبی علیہ السلام پر نص قطعی سے ثابت ہے۔ واسطے قول رب تعالیٰ کے۔

Marfat.com

صلوا علیہ وسلموا تسلیماً ای صلوا علیہ دائماً۔ فان قلت کیف یدل دوام؟

قلنا

قولہ تعالیٰ إن اللہ وملئکتہ یصلون الایۃ۔ وقع فی الآیت الاستمرار لان ھی (ای یصلون) صیغۃ المضارع والمضارع یدل علی الاستمرار فالحاصل صلوا علیہ بدوام۔

یاایھا الناس صلوا علی رسول اللہ صلوا علیہ ھو خیر البشر

ھو رسول ربنا ھو مختار کل شئی ھو یشیر الی قمر فشق القمر

وفی المشکوٰۃ۔ عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علیّ صلوۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشراً۔

وعن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام

ثبت ان صلوتنا یعرض علی النبی علیہ السلام۔

وعن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ

Marfat.com

درود پڑھو اس پر اور سلام بھیجو سلام بھیجنا۔ یعنی درود پڑھو ہمیشہ۔ پس اگر تو کہے کیسے ہمیشہ
ہم کہتے ہیں
یہ قول رب تعالیٰ کا ان اللہ و ملئکتہ یصلون۔ واقع ہوا استمرار اس لیے کہ یصلون
مضارع کا صیغہ ہے اور مضارع دلالت کرتا ہے استمرار پر۔
پس حاصل یہ ہے۔ کہ درود پڑھو اس پر ساتھ ہمیشگی کے
اے لوگو درود پڑھو نبی علیہ السلام پر۔ درود پڑھو اس پر وہ افضل بشر ہے
وہ ہمارے رب کا رسول ہے اور وہ دنیا رہے جملہ اشیاء کا اس نے چاند کو اشارے سے توڑ دیا
اور مشکوٰۃ میں ہے۔ روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ نے جو مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے
اللہ تعالیٰ اس پر دس بھیجے گا۔
اور روایت ہے ابن مسعود سے کہ فرمایا رسول اللہ نے اللہ کے فرشتے زمین میں پھرتے ہیں میری امت
کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔
اور روایت ہے ابو ہریرہ سے فرمایا رسول اللہ نے جب کوئی مسلمان سلام پڑھتا ہے مگر اللہ تعالیٰ
میری روح کو مجھ پر لوٹاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔
پس ثابت ہوا کہ ہمارا درود نبی علیہ السلام پر پیش کیا جاتا ہے۔
اور روایت ہے ابو ہریرہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جو

Marfat.com

صلی عَلَیَّ عند قبری سمعتہ ومن صلی عَلَیَّ نائیاً ابلغتہ ۔ فثبت کما یسمع
النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند قبرہ یسمع ایضاً من البعید لانہ
رسول للناس بالقرب والبعد ۔ کما ثبت بحدیث التی وجد فی دلائل
الخیرات ۔ اسمع صلوٰۃ اہل محبتی واعرفہم ۔ دلائل الخیرات ص ۵۲
واسمع منکم بلا واسطۃ ۔ انیس الجلیس للامام السیوطی ص ۲۴۵ ۔
انا جلیس من ذکرنی سعادت الدارین ص ۴۵۴ و مدارج النبوۃ ص ۵۲۰
ثم روح البیان جلد ۲ ص ۲۳۵ ۔ من قال عشر مرۃ الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ فقد اعتق رقبۃ ۔ نسیم الریاض جلد ۳ ص ۴۹۲
وقال حسین احمد الدیوبندی فی شہاب ثاقب ۔ الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ وجملۃ الصُور للصلوٰۃ لو بخطاب ونداء عند
علمائنا مستحب ومستحسن ۔ شہاب ثاقب ص ۶۵
فثبت جواز الصلوٰۃ بالنداءِ والخطاب ۔

۵ ۔ سلموا یا قوم بل صلوا علی صدر الامین
مصطفیٰ ماجاء الا رحمۃ للعالمین

Marfat.com

درود پڑھے میری قبر کے نزدیک میں اسے خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے مجھ پہنچایا جاتا ہے
پس ثابت ہوا جیسے کہ نبی علیہ السلام اپنی قبر پر نزدیک کا درود سنتے ہیں اسی طرح دور کا بھی
سنتے ہیں اس لیے کہ آپ نزدیک اور دور والوں کے رسول ہیں۔ جیسا کہ ثابت ہے حدیث میں جو
پائی ہم نے دلائل الخیرات میں۔ بے کہ سنتا ہوں میں درود اہل محبت کا اور پہچانتا بھی ہوں
اور میں تم سے بلاواسطہ سنتا ہوں۔ میں وہاں موجود ہوں جہاں میری یاد ہو رہی ہے
جس نے دس بار الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہا پس اسنے ایک غلام آزاد کیا
اور کہا حسین احمد دیوبندی نے شہاب ثاقب میں۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب وندا ہی کیوں نہ ہو علماء مستحب
ومستحسن جانتے ہیں
پس ثابت ہوا جواز درود کا ساتھ خطاب وندا کے

سلام پڑھو اے قوم بلکہ درود پڑھو اوپر سردار امانت داروں کے مصطفیٰ ہیں آئے مگر
رحمتہ دوجہان کیلیے۔

Marfat.com

والصلوٰۃ فی الدعاء کما یفعلون اہل السنۃ

رواہ معاذ بن الحارث عن ابی قرۃ عن سعید بن المسیب
عن عمرؓ موقوفاً وھذا رواہ رزین ابن معاویۃ فی کتابہ مرفوعاً
عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال الدعاء موقوف بین السماء والارض
لا یصعد حتی یصلی علیّ فلا تجعلونی کغمر الراکب صلوا علیّ اول
الدعاء واٰخرہ واوسطہ

فثبت ان فی اول الدعاء صلوٰۃ وفی اٰخرہ واوسطہ
وبحمد اللہ تعالیٰ ان اھل السنۃ والجماعۃ یداومون علیہ
ویستحسنون الصلوٰۃ فی الدعاء کما روج فی الکراتشی ۔

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

Marfat.com

اور درود دُعا میں جیسا کہ اہل السنۃ کرتے ہیں۔

روایت ہے معاذ بن حارث سے وہ ابی قرہ سے وہ سعید بن المسیب سے وہ عمر سے مرفوعاً اور اسی طرح روایت کیا ہے اسے رزین ابن معاویہ نے اپنی کتاب میں مرفوعاً نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ دُعا لٹکی رہتی ہے آسمان و زمین میں اوپر نہیں چڑھتی جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے پس نہ کرو مجھے مانند درود پڑھو مجھ پر دعا کی ابتدا درمیان اور آخر میں

پس ثابت ہوا کہ دعا کے ابتداء میں آخر میں اور درمیان میں درود ہے اور اللہ کے فضل سے اہل السنۃ والجماعت نے اس پر ہمیشگی اختیار کی ہے۔ اور دُعا میں درود کو مستحسن جانتے ہیں جیسا کہ رواج ہے کراچی میں۔

Marfat.com

الاکابر المخالفین

قال حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فی ضیاء القلوب ہر کسے را
کہ شوقِ دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم می شود بعد نمازِ عشاء با طہارت کامل و جامہ
نو و استعمال خوشبو باادب تمام روبسوئے مدینہ منورہ بنشیند و ملتجی از جناب
قدس حقیقت محمدی برائے حصولِ زیارت جمال مبارک صلے اللہ علیہ وسلم و
دل را از جمیع خطرات خالی کردہ صورتِ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بر
لباس بسیار سفید و عمامہ سبز و چہرہ منور مثل بدر بر کرسی تصور کند الصلوٰۃ
والسلام علیک یا رسول اللہ راست ، الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ چپ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ ، در دل ضرب کند و ایں درود شریف
را ہر قدر کہ تواند پے در پے تکرار کند انشاء اللہ تعالیٰ مطلوب خواہد رسید۔
ضیاء القلوب ص ۸۳

وایضاً قال الحاجی امداد اللہ الصلوٰۃ والسلام علیک
یا رسول اللہ بصیغۃ النداء والخطاب یکلمون الناس فیہ
ھذا مبنی علی اتصال المعنوی لہ الخلق والامر عالم الامر

Marfat.com

مخالفین کے اکابر

کہا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے ضیاء القلوب میں جس کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شوق ہو نمازِ عشاء کے بعد تنہا طہارت کامل کے اور نئے کپڑوں کے اور استعمال خوشبو کر ساتھ ادب تمام کے منہ مدینہ منورہ کی طرف کرکے بیٹھے اور التجا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال مبارک کی زیارت کی کرے اور دل کو تمام خطرات سے خالی کرکے یہ تصور کرے حضور اکرم سفید کپڑے پہنے اور سبز عمامہ باندھے کرسی پر بدر کے چاند جیسے جلوہ افروز ہیں اور دائیں طرف الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ اور بائیں الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ اور دل میں الصلوٰۃ والسلام علیک یا نبی اللہ کی ضرب لگا اور اس درود شریف کو جسقدر ہو سکے متواتر تکرار کرے انشاء اللہ مطلب کو پہنچے گا

اور اسی طرح حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے کہا کہ الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں اور یہ مبنی ہے اتصال معنوی پر لہ الخلق و الامر عالم امر

Marfat.com

لیس مقید بالطرف والقرب والبعد فلا شک فی جوازہ

امداد المشتاق ص۵۹

اشرف علی تانوی

ثبت ان اقروا الصلوۃ بکثرۃ وھو ایضاً الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص۱۸

وھذا مقام فکر وتأمل ان اکابر الدیوبندیۃ ھم یتبعونہ والوھابیۃ زماننا والمودودیۃ والنیچیریۃ وغیرھم یقولون الشرک للصلوۃ علی النبی بالنداء والخطاب فثبت ان اکابرھم کلھم مشرکون ولکن لا یفقھون العلم لئن کلھم جہال

حسین احمد مدنی

سمعت من الوھابیۃ اکثرھم یمنعون من الصلوۃ علی النبی علیہ السلام بالخطاب مع الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ وھم یستھزؤن ویقولون الکلام الفاحش وعلمائنا ھذا الصورۃ وجملۃ الصور صلوۃ لو بخطاب و نداء یقولون مستحب ومستحسن وللمتعلقین یأمرون بذالک۔ شہاب ثاقب ص۶۵

Marfat.com

نہیں مقید ساتھ طرف کے قرب و بُعد میں بس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔

اشرفعلی تھانوی

کہ یوں دل چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اور یہ مقام غور فکر ہے کہ اکابر دیوبند اسے مستحب جانتے ہیں اور ہمارے زمانے کے وہابی اور مودودی اور پنجپیری وغیرہ ہم درود کو شرک کہتے ہیں جو ساتھ نداء و خطاب کے ہو پس ثابت ہوا انکے قول سے کہ ان کے اکابر تمام مشرک ہے ولیکن یہ نہیں سمجھتے علم کو اس لیے کہ یہ جاہل ہیں۔

حسین احمد مدنی

وہابیہ کی زبان سے بارہا سنا کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اس کا استہزاء (مذاق) اڑاتے ہیں اور برے کلمات کہتے ہیں اور علماء ہمارے اس صورت کو اور تمام صور درود کو اگرچہ بخطاب و ندا ہی کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔

Marfat.com

محمد ذکریا السہارنپوری

قال فی فضائل درود وفی فہمی ان یجمع الصلوٰۃ والسلام فافضل
اعنی مکان السلام علیک یا رسول اللہ والسلام علیک یا حبیب اللہ
یقال الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ اعنی ان ازید علیہ لفظ صلوٰۃ
فضائل درود ص۱۳۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ ص۲۹

وقال حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فی
احیاء العلوم واحضر فی قلبک النبی علیہ السلام وشخصہ الکریم وقل
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولیصدق املک
فی انہ یبلغہ ویرد علیک ما ھو اوفی منہ انتہی احیاء العلوم ص۱۴۹ جلد ۱ ۵
وھذہ العبارۃ وجدت فی اکثر کتب الفقہاء ۔ عمدۃ القاری شرح بخاری
جلد ۶ ص۱۱۱ مواہب اللدنیہ جلد ۲ ص۳۲۰ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ جلد ۷ ص۲۲۹
زرقانی شرح موطا امام مالک جلد ۱ ص۱۷۰ سعایہ جلد ۲ ص۲۲۷ فتح الملہم جلد ۲ ص۱۴۳
اوجز المسالک جلد ۱ ص۲۶۵ مسک الختام شرح بلوغ المرام ص۲۵۹

نبطل اثبات الوہابیۃ وقولھم من حضر فی قلبہ النبی علیہ السلام
وقت الصلوٰۃ فصلوٰتہ فاسدۃ ۔ نعوذ باللہ من انفسھم ویرحم اللہ علیھم

۵ مطبوع فی بیروت

Marfat.com

محمد ذکریا سہارنپوری
فضائل درود میں کہا کہ بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیک یارسول اللہ اور السلام علیک یا حبیب اللہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ۔ یعنی صلوٰۃ کا لفظ بڑھا دیا جائے۔

اور کہا امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں۔ اور حاضر کر اپنے دل میں نبی علیہ السلام کو اور تصور آپ کا رکھ اور کہہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور یقین جان کر سلام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پہنچ رہا ہے۔ اور اس کا جواب آپ بجا لا رہے ہیں۔
اور یہی عبارت میں نے اکثر کتب فقہاء میں پائی ہے۔

پس باطل ہوا اثبات وہابیہ کا کہتے ہیں کہ جس نے نماز میں نبی علیہ السلام کا خیال لایا پس اُس کی نماز فاسد ہوئی۔ العیاذ باللہ۔

Marfat.com

وَالنِّدَآءُ

وایضاً سمعتُ من الوهابیۃ والنداءُ لغیر اللہ شرک فتاویٰ رشیدیہ۔

قلنا

والندآء للنبی علیہ السلام وللاولیاء جائزٌ اما للنبی علیہ السلام فھو من حدیث عبدالرحمٰن بن سعد خدرت رجل ابن عمرؓ فقال لہ رجلٌ اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ادب المفرد ص۱۴۲

وایضاً فی فضائل درود لزکریا السہارنفوری دیوبند ص۱۳۲

وایضاً اخرج النوویؒ فی کتابہ (اعنی شرح مسلم) خدرت رجل ابن عباس فقال ابن عباس یا محمداہ صح الرجلُ فی الوقت کتاب الاذکار ص۳۶۔

واما النداء لولی اللہ تعالیٰ فھو جائزٌ ایضاً ان الولی تابع للنبی کما فی فتاوی حدیثیہ لابن حجر الھیتمی المکیؒ

Marfat.com

اور اسی طرح سُنا ہے میں نے وہابیہ سے کہ نداء غیر اللہ کو شرک ہے

قلنا

اور پکارنا نبی علیہ السلام کو یا اولیاء کو یہ جائز ہے وہ نداء جو نبی علیہ السلام کو ہے وہ ثابت ہے حدیث عبد الرحمان بن سعد سے ابن عمر کا پاؤں نعاس ہوگیا پس کسی آدمی نے اسے کہا یاد کر اس کو جو تجھے تمام لوگ سے اچھا اور محبوب ہو پس کہا اس نے یا محمد

اور اسی طرح امام نوویؒ نے کہا شرح مسلم میں کہ سوگیا پاؤں ابن عباس کا پس کہا اس نے یا محمداہ صحیح ہوا پاؤں اس کا اسی وقت میں

اور بہر حال نداء جو ولی اللہ سے ہے وہ بھی ایسا ہی جائز ہے اس لیے کہ ولی تابع ہے نبی کے جیسا کہ فتاوی حدیثیہ میں ہے جو ابن حجر الھیتمی مکیؒ کا ہے۔

Marfat.com

وقال علامہ خیر الدین رملی فی فتاوی خیریہ ھو اُستاد لصاحب در المختار فقال یا شیخ عبد القادر جیلانی فھو نداء واذا اضیف الیہ شیئاً فھو طلب شیئ اکراماللہ فما الموجب لحرمتہ فتاوی خیریہ مطبوعہ مصر المجلد الثانی صـ ۱۸۲

وقال فی الھدایۃ والصلوٰۃ علی النبی علیہ السلام خارج الصلوٰۃ واجبۃ کما قال الکرخی او کلما ذکر علیہ الصلوٰۃ کما اختارہ الطحاوی انتھی بخاری جلد ثانی علے الحاشی۔

فافھموا وافکر یا منکر النداء والخطاب الیٰ اقوال العلماء والمفتیین وقل۔

یا نبی درود جناب تو

وردِ زباں است مہ و سال صبح شام

نزدیک چو تحفہ فرستیم ماز دور

درداست راہیں صلوٰۃ ست وسلام

ابو المجاہد عامر محمد عبد الخالق القادری ۱۹۷۶ء

Marfat.com

اور کہا علامہ خیرالدین رملی نے فتاویٰ خیریہ میں جو کہ استاد ہے مصنف درمختار کا پس کہا یہ ندا ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اور جب ساتھ اسکے پڑھا جاوے پس وہ طلب شیئی ہے ازروئے اکرام اللہ کے پس کیا سبب ہے اسکی حرمت کیلئے

اور ہدایہ میں ہے اور درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نماز سے باہر واجب ہو جیسا کہ کرخی نے کہا اور جب ذکر ہو آپؐ پر درود جیسا کہ مختار کیا ہے اسے طحاوی نے پس غور و فکر کر اے منکر ندا و خطاب کے طرف اقوال علماء کے اور مفتیو نکے اور ؟

Marfat.com

ویلیہ ھٰذہٖ الیٰ ماقبلہ۔ قول حین وقت الاذان عند شہادۃ الاولیٰ او الثانیۃ القائل۔ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ

قال جلال الدین السیوطیؒ والقہستانی فی شرح الکبیر نقلاً عن کنز العباد اعلم انہ یستحب ان یقال عند السماع الاولیٰ من الشہادۃ الثانیۃ صلے اللہ علیک یا رسول اللہ وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بک یا رسول اللہ ثم یقال اللّٰھم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علے العینین وقال علیہ السلام من سمع اسمی فی الاذان فقبل ظفری ابہامیہ ومسح علیٰ عینیہ لم یعم ابداً الخ حاشیہ جلالین مطبوعہ اصح المطابع ثم روح البیان ما تحت ان اللہ وملئکتہ الآیۃ وموضوعات کبیر لملا علی قاری ص ۳۴۹ ثم البصائر لمولانا حمد اللہ داجی وایضاً قال العلامۃ الشامی ص ۲۷۹ تتمہ

Marfat.com

اور یہ ملا ہوا ہے ساتھ گزشتہ کے۔ قول قائل کا وقت اذان کے نزد شہادت اول
کے یا ثانیہ کے۔ یا رسول اللہ تم میری آنکھوں کے ٹھنڈک ہو۔

کہا جلال الدین سیوطی نے اور قہستانی نے شرح کبیر میں نقل کیا کنز العباد جان کہ
بے شک یہ مستحب ہے کہ کہا جاوے سماع اول کے نزدیک شہادت ثانیہ سے درود ہو تم پر اے
اللہ کے رسولؐ اور وقت شہادت ثانیہ کے ٹھنڈک ہو تم یا رسولؐ اللہ میری آنکھوں کے
پھر کہے اے اللہ دے مجھے قوت سماع و بصارت کی یہ کہے بعد رکھنے ناخن انگوٹھوں دونوں
کے آنکھوں پر اور کہا نبی علیہ السلام نے جس نے سنا اذان میں نام میرا اور چوما ناخن
دونوں انگوٹھوں کے اور آنکھوں پر لگایا کبھی آنکھیں خراب نہ ہوں گی۔

Marfat.com

حيلة الاسقاط

جمع الحيل وتعريفه ما يحتال به الرجل بحمد الله تعالى وعونه اهل السنة يفعلون حيلة الاسقاط من زمان عمر الى الآن وفي جوازه كثرة الاثبات ۔

فان قلت كيف اجاز العلماء الحيل مع ان البخاري اورد في كتابه الحيل احدا وثلثين حديثا في منع الحيل ؟

قلنا

تحقيق المقام ان ادلة باب الحيل قد جاءت مختلفة فبعضها يقتضي عدمه وبعضها يقتضي وجوده والبخاري اختار الاول فاورد الاحاديث التي تراها ولكن بعضها لا يدل على الحيل اصلا ولم يذكر مايدل على الجواز من الكتاب والسنة بل شنع على من اجاز الحيل قال الحافظ ابن حجر العسقلاني في شرح البخاري بعد ما ذكر اقسام الحيل واختلاف العلماء فيها ما نصه ولمن اجازها مطلقا او ابطلها مطلقا ادلة كثيرة فمن الاول قوله تعالى وخذ بيدك ضغثا فاضرب به ولا تحنث وقد عمل به صلى الله عليه وسلم

Marfat.com

حیلہ اسقاط

جمع اس کی حیل ہے اور تعریف یہ ہے مایحتال به الرجل۔ اللہ کے فضل و کرم سے اسقاط اہل السنۃ کر رہے زمانہ نبیؐ سے اب تک اور اسکے جواز میں اثبات بہت ہیں اگر تو کہے کہ علماء نے حیلہ کو کیسے جائز قرار دیا حالانکہ بخاریؒ نے کتاب الحیل میں اکتیس احادیث عدم جواز میں لکھی ہیں ؟

قلنا

تحقیق مقام یہ ہے کہ دلائل بارے حیل میں مختلف ہیں پس بعض تقاضہ عدم رکھتی ہیں اور بعض اسکے جواز پر مقتضی ہیں اور بخاریؒ نے اول یعنی عدم جواز کو اختیار کیا پس وارد کی احادیث جو سامنے ہیں ولیکن بعض دلائل نہیں حیل پر اصلاً اور ذکر نہیں کیا بخاریؒ نے وہ جو دال ہیں جواز پر کتاب وسنت سے بلکہ زجر کیا اس پر جس نے حیلہ کو جائز کہا کہا حافظ ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری میں بعد ذکر کرنے اقسام حیل کے اور اختلاف علماء کا وہ جو منصوب ہے اس میں اور جس نے مطلقاً جائز قرار دیا۔ یا مطلقاً باطل کیا اسے دلائل کثیرہ سے پس اول یہ قول رب تعالیٰ کا اور پکڑ ہاتھ میں جھاڑو پس مار اس سے اور حانث نہ ہو اور تحقیق عمل کیا اسکے ساتھ نبی علیہ السلام نے

87689

Marfat.com

فی حق الضعیف الذی زنیٰ وھو من حدیث ابی امامۃ بن سہل
فی السنن ومنہ قولہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا وفی الحیل
من المخارج من المضائق ومنہ مشروعیۃ الاستثناء فان فیہ
تخلیصا من الحنث وھذہ تلک الشروط کلھا فان فیھا سلامۃ
من الوقوع فی الحرج۔ ومنہ حدیث ابی ھریرۃ وابن سعید
فی قصۃ بلالؓ بع الجمع بالدراھم ثم ابتع منھا۔ ومن الثانی
قصۃ اصحاب السبت وحدیث حرمت علیھم الشحوم فجملوھا
فباعوھا واکلوا اثمانھا وحدیث النھی عن النجش وحدیث لعن
المحلل والمحلل لہ اھ وقال شمس الائمۃ السرخسیؒ فی حیل المبسوط
ان الحیل فی الاحکام المخرجۃ عن الامام جائزۃ عند جمھور
العلماء انما کرہ ذلک بعض المتقشفۃ بجھلھم وقلۃ تاملھم
فی الکتاب والسنۃ والدلیل علی جوازہ من الکتب قولہ تعالےٰ
وخذ بیدک ضغثا فاضرب بہ ولا تحنث ھذا التعلیم المخرج
لایوب علیہ السلام عن یمینہ التی حلف لیضربن زوجتہ
مائۃ سوط فانہ حین قالت لو ذبحت عناقا باسم الشیطان

Marfat.com

بیچ حق ضعیف کے وہ جس نے زنا کیا تھا اور وہ حدیث ابی امامۃ بن سھل کی ہے
سنن میں اور اسی سے یہ فرمان رب تعالیٰ کا اور جو ڈرے اللہ سے کر دیگا واسطے اس کے
نکلنے کی راہ اور حیل میں راستہ ہے آسانی ہے تنگیوں سے اور اسی سے ہے مشروعیت ہے استثناء کا
اس لیے کہ اسمیں خلاصی ہے حنث سے اور اسی طرح تمام شروط پس اس میں سلامتی ہے حرج میں
پڑنے کی۔ اور اسی نے حدیث ابو ہریرہؓ کی اور ابن سعید کی قصہ بلال میں (بع الجمع بالدراہم
ثم ابتع بہا) اور دوسرے سے قصہ اصحاب سبت کا اور حدیث حرمت علیہم الشحوم والی
اور حدیث نہی عن النجش کی اور حدیث لعن المحلل اور محلل لہٗ کی الخ
اور کہا شمس الائمہ سرخسی نے حیل مبسوط میں کہ حیل احکام مخرجہ میں امام اعظمؒ سے جائز ہے
تمام علماء کے نزدیک اور یہ کہ مکروہ جانا بعض بدبختوں نے واسطے جہالت اُن کے اور کمی فکر
کے کتاب و سنت میں اور دلیل جواز پر کتاب سے یہ قول رب تعالیٰ کا وَخُذْ بِيَدِكَ الخ
یہ تعلیم مخرج ہے ایوب علیہ السلام کیلئے اُس یمین سے جو اُٹھائی تھی کہ البتہ ضرور ماروں گا
میں بیوی اپنی کو سو درے جب کہا تھا اُسکی عورت نے اگر ذبح کرے تو عناق ساتھ
اسم شیطان کے۔

فی قصة طویلة اوردها اهل التفسیر رحمہم اللہ وقال اللہ تعالیٰ فلما جہزہم بجہازہم جعل السقایة فی رحل اخیہ الی قولہ ثم استخرجہا من وعاء اخیہ کذلک کدنا لیوسف وکان ھذا منہ حیلة لامساک اخیہ عندہ علی وجہ لا یقف اخوتہ علیٰ مقصودہ وقال جل جلالہ حکایة عن موسیٰ علیہ السلام ستجدنی ان شاء اللہ صابرا ولم یغلب علیٰ ذلک لانہ قید سلامتہ بالاستثناء و ھو مخرج صحیح قال اللہ تعالیٰ ولا تقولن لشیئ انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ۔

واما السنة فما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یوم الاحزاب لعروة بن مسعود فی شان بنی قریظة فلعلنا امرناھم بذلک فلما قال لہ عمرؓ فی ذلک قال علیہ السلام الحرب خدعة وکان ذلک منہ الکتاب حیلة ومخرجا من الاثم بتقیید الکلام بلعل ولما اتاہ رجل اخبرہ انہ حلف بطلاق امرأتہ ثلاثا ان لا یکلم اخاہ قال لہ طلقہا

Marfat.com

لیے قصہ میں جیسے لکھا مفسرین کرام نے اور کہا اللہ تعالیٰ نے پس جب تیار کیا واسطے ان کے
سامان رکھ دیا پیالہ پانی والا کجاوے میں اسکے بھائی کے پھر نکال لیا اُسے بھائی کے کجاوے سے
اور اسی طرح کام سنوارا ہم نے یوسفؑ کا اور تھا یہ اس سے حیلہ امساک کا بھائی سے اُس کے ہاں
اور پر وجہ نہ موقوف ہونے بھائی اُسکے کے اوپر مقصود کے اور کہا رب تعالیٰ نے حکایت موسیٰؑ
سے پائیگا تو مجھے صابر اگر اللہ نے چاہا اور نہ غالب ہوا وہ اس صبر پر اس لیے کہ یہ قید سلامتی کی ہے ساتھ
استثناء کے اور یہ مخرج صحیح تھا اور فرمایا رب تعالیٰ نے اور ہرگز نہ کہو کسی چیز کیلئے کہ کروں گا
میں اسے کل مگر یہ کہ اللہ چاہے

اور وہ جو حدیث ہے پس وہ روایت کی گئی ہے نبی علیہ السلام سے جو کہ فرمایا یوم احزاب پر
عروہ بن مسعود کو شان بنی قریظہ میں پس کہ شاید مامور ہیں ہم اسی پر پس جب کہا عمرؓ نے اسمیں
فرمایا نبی علیہ السلام نے الحرب خدعۃ۔ اور تھا اسی طرح اس سے کتاب حیلہ اور مخرج گناہ سے
پس مقید رکھا کلام لفظ لعل سے اور جب اسکے پاس آدمی اور خبر دی کہ اُس نے حلف اٹھایا
طلاق کیساتھ اپنی عورت کو کہ نہ کلام کرے ساتھ بھائی اُسکے سے کہا اُسے طلاق دے اسے ایک

Marfat.com

واحدۃ فاذا انقضت عدتہا فکلم اخاک ثم تزوجہا وھذا تعلیم الحیلۃ والاثار فیہ کثیرۃ ومن تأمل احکام الشرع وجد المعاملات کلہا بھذہ الصفۃ وقال فمن کرہ الحیل فی الاحکام فانما یکرہ فی الحقیقۃ احکام الشرع واللہ اعلم بخاری المجلد الثانی ص۲۳ مقدمۃ

وصیۃ الاموات فی حیلۃ الاسقاط

الدلیل الاول لوصیت الاموات بقولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ توصی بہا او دین۔

وجہ الاستدلال۔ لفظ وصیۃ مطلق لقید الدوران

وجہ الاستدلال۔ المطلق یجری علی اطلاقہ لان کل افراد ثابتۃ بالمطلق کمنصوص علیہ

وجہ الثانی۔ وقع لفظ وصیۃ بقولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ یوصین بہا او دین۔ وجہ الثالث۔ وقع وصیۃ بقولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ توصون بہا او دین۔

وجہ الرابع۔ لفظ وصیۃ ثبت بقولہ تعالیٰ من بعد وصیۃ یوصی

Marfat.com

پس جب پوری ہو عدت اس کی بس بات کر اپنے بھائی سے پھر نکاح میں لا اس کو اور یہ تھی
تعلیم حیلہ کی اور احادیث اس میں بکثرت ہیں اور جس نے فکر کیا احکام شرع میں گویا تمام معاملات
پائے اُس نے اس صفت کے ساتھ اور کہا پس جس نے مکروہ جانا حیلہ کو احکام میں پس اس نے مکروہ جانا
درحقیقت احکام شرع کو (اور جس نے احکام شرع کو مکروہ جانا وہ کافر ہے۔ بابت الیوم اکملت لکم)

وصیت اموات کی حیلہ اسقاط میں

دلیل اول وصیت اموات کی ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ توصی بہا او دین
وجہ استدلال کی۔ لفظ وصیت مطلق ہے قید دوران کو
وجہ استدلال کی۔ مطلق اپنے اطلاق پر جاری ہوتا ہے اسلئے کہ تمام افراد ثابت ہیں مطلق
جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔
وجہ ثانی۔ واقع ہوا لفظ وصیت ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ یوصین بہا او دین
وجہ ثالث۔ واقع ہوئی وصیت ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ توصون بہا او دین
وجہ رابع۔ لفظ وصیت ثابت ہے ساتھ قول رب تعالیٰ کے من بعد وصیۃ یوصی بہا او دین

Marfat.com

بھا اور دین۔

وعن ابن عباسؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یصوم احد من احد ولا یصلی احد عن احد ولکن یطعم عنہ۔ رواہ النسائی عینی بخاری ص ۲۶۲ مجموعہ رسائل شامی جلد اول ص ۲۱۳ مجمع الانہار صوم ص ۲۴۲ مشکل الآثار جلد اول ص ۱۴۱ والسنن الکبری ثم جوہر النقی جلد رابع زیلعی جلد ثانی ص ۴۶۳ و درایہ ص ۱۷۷

عن ابن عمر عن النبی قال من مات وعلیہ صیام شہر رمضان فلیطعم مکان یوم مسکینا ترمذی ثم مشکوٰۃ الصوم قضا ص ۱۷۴

دوران القرآن

قال المورخ صاحب الفتوح محمد ابن عمر الواقدی اخبر المعاصم عن ابن جریح عن ابی شہاب عن ام سلمۃ عن ابی موسی الاشعری قال فعل عمرؓ تداور جزء القرآن من مالی لا الی عمر یتساءلون فی عشرین رجلا بعد صلاۃ الجنازۃ لامرۃ ملقبۃ بحبیبۃ زوجۃ قلاب (وفی نسخۃ ملاب) فتاوی سمرقندی لابی اللیث و منہاج الواضح ص ۲۶۴ و درۃ البدر لامام الغزالی۔

Marfat.com

اور روایت ہے ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ روزہ رکھے ایک آدمی دوسرے کیلئے اور نہ نماز پڑھے ایک دوسرے کیلئے مگر طعام دے ایک دوسرے کیلئے۔

اور مروی ہے ابن عمرؓ وہ نبی علیہ السلام سے کہ فرمایا آپؐ نے جو فوت ہوا اور اس پر رمضان کے روزے تھے پس لازم ہے کہ کھانا کھلائے جگہ مسکینوں کو ایک دن۔

دوران قرآن

کہا مؤرخ صاحب الفتوح نے جو محمد ابن عمر الواقدی ہیں خبر دی مجھے ابو عاصم نے اُنہوں نے ابن جریج سے اُنہوں نے ابی شہاب سے ام سلمہ سے وہ ابوموسیٰ اشعری سے فرمایا کہ پھرایا عمرؓ نے جزو قرآن کی تیسویں پارے تیسویں تک بیس آدمیوں میں نماز جنازہ کے بعد واسطے ایک عورت کے جو لقب دی گئی ہے ساتھ جبیبہ کے جو زوجہ ہے تلاب کی (اور ایک نسخہ میں ملا ہے)

Marfat.com

حدثنا العباس بن سفیان عن ابی علیۃ عن عون عن محمد عن عبداللہ بن عمر قال قال عمر ایہا المسلمون اجعلوا القرآن وسیلۃ لنجاۃ الموتی فتحلقوا وقولوا اللّٰھم اغفر لھذا المیت بحرمۃ قرآن المجید وثبت بھذا السند ایضا اخبر سعد عن ایوب عن جمیع عن عبد الرحمن عن ابی بکر انہ وجد دوران القرآن عمر والقرآن شافع للمؤمنین حیاتا وبعد مماتا۔ فتاوی سمرقندی ثم منہاج الواضح ص ۲۶۴۔

قال الامام احمد اسہل طریقۃ ان یبیع الوارث علی الفقیر مصحفا جدید اای صحیحا) قابلا للقرءۃ لغبن فاحش ثم یھب الفقیر ثم نشم حتی یتم لحل اللہ تعالیٰ یجعلہ فدیۃ فی مقابلۃ الصوم والصلوٰۃ والزکوٰۃ والمنذورات الخ کتاب الحیل لامام محمد۔

وفی الحیل اختلاف لسرفراز خان النجدی ھو یقول کتاب الحیل لیس لامام محمد۔ فثبت انہ جاھل ان کل العلماء یقولون ان الکتاب الحیل لامام محمد ودرۃ البرر لامام الغزالی ثم منہاج الواضح ص ۲۶۵

فانکروا فھم لامنکر الحیلۃ۔ فیہ حق وایات الحیلۃ

Marfat.com

روایت ہے ابن عباسؓ سے وہ ابی علیہ سے وہ عون سے وہ محمد سے وہ عبداللہ بن عمر سے کہ فرمایا ~~علیہ السلام~~ عمرؓ نے اے مسلمانو قرآن کو وسیلہ پکڑو پس حلقہ بناؤ اور کہو اے اللہ بخشدے اس میت کو بوسیلہ قرآن مجید کے اور ثبت ہے اس سند سے اسطرح کہ روایت ہے سعد سے وہ ابو یحییٰ وہ مجمع سے وہ عبدالرحمان سے وہ ابو بکرؓ سے کہ پایا انہے عمرؓ کو دوران قرآن کرنے ہوئے اور قرآن شافع ہے مومنین کو زندگی میں اور بعد موت کے

اور کہا امام محمد نے کہ آسان طریقہ اس کا یہ ہے کہ دے وارث فقیر کو قرآن مجید نیا دینی صحیح، قابل قرأت واسطے عین فامش کے ختم پھر دے فقیر پھر اور پھر یہاں تک کہ تام ہو جائے شاید پھیر دے اللہ تعالےٰ فدیہ اس کو مقابلہ روزوں کے اور نماز کے اور زکوٰۃ کے اور نذروں کے
اور کتاب حیل میں اختلاف ہے سرفراز خان نجدی کو وہ کہتا ہے کہ کتاب الحیل امام محمد کی نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ وہ جاہل ہے اسلئے کہ تمام علما رکھتے ہیں کتاب الحیل امام محمد کی ہے۔

پس سوچ کر اور فکر کر اے منکر حیلہ کے۔ یہ حق ہے اور اسمیں نشانیاں بزرگ بین ہیں

Marfat.com

والمستحق للصدقة من قلنا

له وفي المطبوع مصر ص ۴۹۲
۲ه الآخر

المنصوص عليها في المذهب وعليها العمل اليوم ان يجمع الوارث عشرة رجال ليس فيهم غني ولا عبد ولا صبي ولا مجنون الخ وما تعارفه الناس ونص عليها اهل المذهب ان الواجب ادارة مشتملة على نقود او غيرها كجواهر وحلي وبنوا الامر على اعتبار القيمة ولا دارة الصورة طرايق - مجموعه رسائل شامي المجلد الاول ص ۲۱۲-۲۱۱
وان كانت الصلوٰة كثيرة والحنطة قليلة يعطى ثلثة اصوع عن صلوٰة يوم وليلة مع الوتر مثلاً الى الفقير ثم يدفعها الفقير الى الفقير ثم يدفعها الفقير الى الوارث هكذا يفعل مرارا حتى يستوعب الصلوٰة ونحوها كبيري جلد فوائت ص ۵۸۳ تتار خانيه قم جواہر النفيس ص ۳۰ المتقط - اشباه والنظائر وشرح بدیة ابن العماد جامع الرموز کتاب الصوم ص ۱۶۲ وقاضی خان المجلد الاول ص ۱۷۰ وشامی جلد اول ص ۲۱۲-۲۱۰ ان تبرع الولی بالاسقاط يجوز الخ ويجوز التبرع الاجنبي به - مراقي الفلاح ص ۲۶۳ طحطاوي وشامي جلد اول ص ۴۹۲ ومنحة الخالق المجلد الثاني ص ۹۷

Marfat.com

اور مستحق صدقہ کا کون ہے
تلنا

منصوص علیہ مذھب میں یہ ہے اور آج تک اس پر عمل ہے کہ جمع ہوں وارث دس آدمی نہ ہو ان میں غنی اور نہ غلام اور نہ بچہ اور نہ دیوانہ ابو اور وہ جسے لوگ جانتے ہوں ۔
اور ثابت ہیں ہمارے اہل مذہب واجب یہ ہے کہ دائرہ بنائیں جو مشتمل ہو جمع نقود پر یا غیر اس پر جیسے جواہر و حلی وغیرہ اور ہو الامرا اعتبار قیمت پر ہے

اگر نمازیں بہت ہوں اور گندم تھوڑی ہو دی جائے تین[۳] اور تھوڑی نمازیں ایک دن رات کی سمیت وتر کے مثلاً طرف فقیر کے پھر دے اُسے وارث فقیر کو پھر آئے فقیر وارث کو اسی طرح کرے تکرار کیا جائے یہاں تک پوری ہوں نمازیں ما در مثل اس کے

حیوٰۃ الانبیاء والشہداء

اعلم ان الانبیاء احیاءٌ ویصلّون فی قبورھم والشہداء ھم احیاء لقولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء وفی المقام الثانی بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون۔

وقال جلال الدین السیوطیؒ فی الحاوی للفتاوٰی الانبیاء افضل من الشہداء۔ ای افضل فی حیوٰۃ القبر وافضل فی اکل الرزق

حدّثنا ابوبکر بن شیبۃ عن حسین بن علی عن عبد الرحمٰن بن یزید بن جابر عن ابی الاشعث الصنعانی عن شداد بن اوس قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق اٰدم وفیہ النفخۃ وفیہ الصعقۃ فاکثروا علیّ من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم معروضۃ علیّ فقال رجل یارسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمتَ یعنی بلیت فقال ان اللّٰہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء۔ رواہ ابن ماجۃ ص ۷۶

فائدۃ۔ ان الانبیاء احیاء ویقولون الوہابیۃ زماننا ھم اموات العیاذ باللّٰہ من شرور انفسھم فثبت ان الوہابیۃ کاھم

Marfat.com

حیات انبیاء اور شہداء کے بارے میں

جان لے بے شک انبیاء زندہ ہیں اور اپنے قبور میں نماز پڑھتے ہیں اور شہدا بھی زندہ ہیں واسطے قول رب تعالیٰ کے اور نہ کہو مردہ اُن کو جو اللہ کے راستے میں قتل کیے جائیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور دوسرے مقام پر فرمایا بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اور کہا جلال الدین سیوطیؒ نے حاوی الفتاوٰی میں کہ انبیاء افضل ہیں شہداء سے۔ اسی افضل ہیں حیوٰۃ قبریہ میں اور رزق کے کھانے میں

روایت ہے ابوبکر بن شیبہ سے وہ حسین بن علی سے وہ عبدالرحمان بن یزید بن جابر سے وہ ابی الاشعث صنعانی سے وہ شداد بن اوس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے افضل ایام میں سے جمعہ ہے اسی میں آدمؑ پیدا ہوا اور اسی میں نفخ ہے اور اسی میں صعقہ ہے پس کثرت کرو مجھ پر درود سے اسمیں پس تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے پس کہا ایک آدمی نے یارسول اللہ ہم آپ پر درود کیسے پیش کریں کہ تحقیق آپ تو رخصت ہوئے پس فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حرام کیا زمین پر کہ وہ انبیاء کے اجسام کو کھائے

فائدہ ۔ یہ ہوا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں اور ہمارے زمانے کے وہابیہ کہتے ہیں کہ وہ مر گئے نعوذ باللہ من شرور انفسہم پس ثابت ہوا کہ وہابیہ تمام

Marfat.com

قال مفتی کمافی الصاوی علی الجلالین[له] وکذلک سائر الاموات
ایضا یسمعون السلام والکلام ویعرض علیهم اعمال اقاربهم
نعم الانبیاء یکون حیاتهم علی الوجه الاکمل صفحہ ۱۱ حاشیہ ابن ماجہ

ثبوت الرزق هم یاکلون فی قبورهم

ففی اکل الرزق احادیث کثیرة وللثبوت یکفی واحد وهم تعالیٰ کثیرة للمجنون
حدثنا عمرو بن سواد المصری عن عبد الله بن وهب عن عمرو بن
الحارث عن سعید بن ابی هلال عن زید بن ایمن عن عبادة بن
نسی عن ابی الدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
اکثروا الصلوٰة عَلَیَّ یوم الجمعة فانه مشهود تشهده الملٰئکة وان احدًا
لن یصلی عَلَیَّ الا عرضتْ عَلَیَّ صلوته حتی یفرغ منها قال قلتُ
وبعد الموت ان الله حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء
فنبی الله حیٌّ یرزق رواه ابن ماجہ ص ۷۶

ثبوت صلوٰة الانبیاء فی قبورهم

واخرج البیهقی فی کتاب حیوٰة الانبیاء عن انس ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم قال الانبیاء احیاء فی قبورهم یصلون ۔ رواه البیهقی ۔

[له] وفی اللآلی الجلد الثالث ص ۱۳۹

Marfat.com

گمراہ ہیں اور گمراہ کرنے والے ہیں جیساکہ صاوی میں مذکور ہے اور ایسے ہی تمام اموات سنتے ہیں سلام و کلام کو اور ان کے رشتہ داروں کے اعمال ان پر پیش کیے جاتے ہیں تو ایسا ہی حیوۃ انبیاء ہو گی وجہ اکمل سے۔

ثبوت انبیاء کا قبور میں رزق کھانا

پس اکمل امر رزق ہیں احادیث بہت ہیں ایک ہی کافی ہے اور بہت بھی۔ روایت ہے عمرو بن سواد مصری سے وہ عبداللہ بن وہب سے وہ عمرو بن حارث سے وہ سعید بن ابی بلال سے وہ زید بن ایمن سے وہ عبادہ بن نسی سے وہ ابی الدرداء سے کہ فرمایا رسول اللہ نے جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو اسلئے کہ یہ مشہود ہے گواہی دیتے ہیں فرشتے اور تم میں جب کوئی درود پڑھتا ہے تو مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے فارغ ہوتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں اور بعد موت کے اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجساد حرام کردئیے ہیں اکل کے۔ پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

ثبوت انبیاء کا قبور میں نماز پڑھنا

اور کہا بیہقی نے حیاۃ انبیاء میں روایت ہے انس سے کہ فرمایا رسول اللہ نے انبیاء زندہ ہیں اپنے قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔

Marfat.com

واخرج ابونعیم فی الحلیۃ عن یوسف بن عطیۃ قال سمعت ثابتاً البنانی یقول لحمید الطویل ھل بلغک ان احداً یصلی فی قبرہ الا الانبیاء؟ قال لا ۔ الحاوی للفتاوی المجلد الثانی ص ۲۶۴

وذکر عینی البخاری لان الانبیاء علیھم السلام احیاء عند ربھم یرزقون فلا مانع ان یحجوا فی ھذا الحال کما ثبت فی صحیح مسلم من حدیث انس انہ علیہ السلام رأی موسیٰ قائماً فی قبرہ یصلی ۔ عینی البخاری الجلد الرابع ص ۵۴۳

واخرج البیھقی فی حیٰوۃ الانبیاء والاصبھانی فی الترغیب عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من صلّی علیّ فی یوم الجمعۃ ولیلۃ الجمعۃ قضی اللہ لہ مائۃ حاجۃ، سبعین من حوائج الاٰخرۃ و ثلاثین من حوائج الدنیا ثم وکل اللہ بذلک ملکاً یدخلہ علیّ فی قبری کما یدخل علیکم الھدایا ان علمی بعد موتی کعلمی فی الحیٰوۃ ولفظ البیھقی یخبرنی من صلّی علیّ باسمہ فاثبتہ عندی فی صحیفۃ بیضاء ۔

والثانی عن انس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان الانبیاء

Marfat.com

اور کہا ابونعیم نے حلیہ میں روایت ہے یوسف بن عطیہ سے کہ سنا میں نے ثابت بنانی سے حمید طویل سے کہہ رہے تھے کہ کیا تجھے معلوم ہوتے کہ انبیاء کیسو اکوئی اپنی قبر میں نماز پڑہتا ہے فرمایا کہ نہیں۔

اور ذکر کیا عینی بخاری نے کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اپنے رب سے رزق ملتا ہے پس کیا ہے کہ ہم حجت پکڑیں اس حال میں جیسا کہ ثابت ہے صحیح مسلم سے حدیث انس رضؓ سے کہ تحقیق نبی علیہ السلام نے دیکھا موسیٰؑ کو اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے

اور کہا بیہقی نے حیات انبیاء میں اور اصفہانی نے ترغیب میں روایت ہے انس رضؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ نے جو مجھ پر جمعہ کے دن یا رات کو درود پڑھے گا پوری کریگا اللہ تعالیٰ اس کیلیے سو حاجت ستر حاجات آخرت سے اور تیس دنیا سے پھر موکل بنایا رب تعالیٰ نے اس کے ایک فرشتہ کو جو داخل ہوتا ہے قبر میں جیسے داخل ہوتے تم پر تحفے بیشک میرا علم بعد موت کے مثل علم حیات کا ہے اور لفظ بیہقی کا کہ بتایا گیا ہوں جس نے مجھ پر نام لیکر درود پڑھا پس وہ ثبوت ہے میرے پاس سفید صحیفہ میں

اور دوسری حدیث راویت ہے انس رضؓ سے وہ رسول اللہ سے فرمایا کہ بے شک انبیاء

Marfat.com

لا یتزکون فی قبورھم بعد اربعین لیلۃ ولکنھم یصلون بین یدی اللہ حتی ینفخ فی الصور۔ حاوی الفتاوی المجلد الثانی ص ۲۶۵

واخرج ابو یعلی عن ابی ھریرۃ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسی بن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ۔

واخرج ابن سعد فی الطبقات وابو نعیم فی دلائل النبوۃ عن سعید بن المسیب انہ کان یلازم المسجد فی ایام الحرۃ والناس یقتتلون قال فکنت اذا حانت الصلوۃ اسمع اذانا یخرج من قبل القبر الشریف وایضا اخرج ابو نعیم فی دلائل النبوۃ الخ فثبت ان الانبیاء والشہداء احیاء ومن انکر من حیاتہم فھو خارج عن مذاھب الاربعۃ وھو ضال مضل۔

للمؤلف

انما الرسل والشہداء لا یموتون
بل احیاء عند ربھم یرزقون
بل الکفار لیس یحی فی قبورھم کنینا
والانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

عامر القادری یوم الاحد ۱۵ نوامبر ۱۹۷۶ء میلادی

Marfat.com

نہیں چھوڑے جاتے اپنی قبور میں چالیس رات کے بعد ولیکن وہ اللہ کیلئے نمازیں پڑھیں گے تا قیامت۔

اور کہا ابو یعلیٰ نے وہ راوی ہیں ابو ہریرہ سے کہ سنا میں نے نبی علیہ السلام سے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضے میں میری جان ہے جب نازل کیا عیسیٰ ابن مریم پھر اگر کھڑا ہو میری قبر پر اور کہے یا محمد البتہ میں ضرور جواب دوں گا۔

اور کہا ابن سعد نے طبقات میں اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ وہ لازماً جایا کرتے تھے مسجد کو شدید گرمی میں اور لوگ کہا پس جب میں تیار ہوتا نماز کیلئے سنتا میں اذان قبر کے آگے حصہ سے اور شہداء زندہ ہیں جس نے اُنکی حیات سے انکار کیا پس وہ خارج ہے مذاہب اربعہ سے اور وہ گمراہ ہے اور اوروں کو گمراہ کرنے والا ہے۔

یہ شعر مصنف کے لیے

بے شک شہداء اور رسول نہیں مرے ہوئے
بلکہ زندہ ہیں رب کے پاس سے رزق کھاتے ہوئے
ولیکن زندہ ہیں کفار قتل نبی ہمارے کے
اور انبیاء زندہ ہیں قبور میں نمازیں پڑھتے ہوئے۔

Marfat.com

الوسیلۃ بالانبیاء والاولیاء

الوسیلۃ ثابتۃ بنص قطعی لقولہ تعالی وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔
ولما جاءھم کتاب من عند اللہ مصدق لما معھم وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکفرین۔
ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا الرحیما۔
ان قلت الانبیاء والاولیاء لیس الوسیلۃ بھم عند اللہ بل الوسیلۃ عند اللہ العمل الصالح؟

قلنا

قولک بل الوسیلۃ العمل الصالح فای الحجۃ عندک ان عملک مقبول عند اللہ فثبت وسیلۃ العمل الصالحۃ جائز ولکن شک فی قبولیتہ والوسیلۃ الانبیاء لیس فیہ شک ومن اوشک فی مقبولیتھم فقد کفر۔ وایضا یسئل الوسیلۃ الامام

Marfat.com

وسیلہ انبیاء و اولیاء کا

وسیلہ ثابت ہے قطعی نص سے یہ قول رب تعالیٰ کا اور طلب کرو اسکی طرف وسیلہ
اور جب آئی انکے طرف کتاب اللہ کی طرف سے تصدیق کرنے والی گزشتہ کتابوں کو اور تھے
قبل ازیں طلب فتح کرتے تھے کافروں پر پس جب آئی انکے طرف نہ پہچانا انہوں نے بلکہ منکر
ہوئے اس سے پس لعنت ہو اللہ کی کافروں پر۔
اور اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کرکے آپ کے پاس آئیں پس بخشش ان کو رب تعالیٰ اور
بخشش مانگے ان کیلئے رسول البتہ ضرور پائینگے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان
اگر تو کہے کہ انبیاء اولیا وسیلہ نہیں بلکہ وسیلہ عند اللہ عمل صالح ہے۔

قلنا

قول تیرا کہ عمل صالح وسیلہ ہے۔ پس کیا دلیل ہے تیرے پاس کہ تیرے عمل اللہ کے ہاں مقبول ہیں
پہلا ثابت ہوا کہ وسیلہ اعمال صالح کا جائز ہے لیکن اسکی مقبولیت میں شک ہے اور وسیلہ میں
انبیاء کا اس میں کوئی شک نہیں اور جس نے شک کیا ان کی مقبولیت میں وہ کافر ہے اور اسی طرح
وسیلہ پکڑا امام اعظمؒ نے

Marfat.com

الاعظم رضی اللہ عنہ فی قصیدۃ النعمان بن ثابت
یا سید السادات جئتک قاصدا۔ ارجوا رضاک واحتمی بحماک
قصیدۃ النعمان ومجموعہ قصائد صـ۲ مطبوعہ مجتبائی دہلی
وایضا قال امام شرف الدین بوصیری فی قصیدۃ البردۃ
یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ۔ سواک عند حلول الحادث العمم
وایضا قال مولانا جامیؒ المصنف لشرح جامی فی زلیخا
زمہجوری برآمد جان عالم۔ ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی۔ زمحجوراں چرا غافل نشینی (زلیخا)
وقال مولانا شاہ عبد العزیز محدث الدہلوی فی تفسیر عزیزی پارہ عم سورۃ والضحیٰ

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا ای بزرگ توئی قصہ مختصر

وایضا قال رئیس المخالفین مولوی اشرف علی التھانوی

Marfat.com

قصیدہ نعمان میں۔ کہ اے سرداروں کے سردار آیا ہوں تیرے پاس قاصد۔ اُمید رکھتا ہوں تیری رضاجوئی کی اور حمایت کر ساتھ حمایت اپنی کی۔

اور اسی طرح کہا امام بوصیریؒ نے قصیدہ بردہ میں۔ اے مہربان مخلوق کے اخلاق والے آپکے سوا میرا کوئی نہیں مصیبتوں کے وقت جسکی پناہ لوں۔

اور اسیطرح کہا مولانا جامیؒ نے جو شرح جامی کے مصنف ہیں زلیخا میں
جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے یارسول اللہ رحم فرمایئے کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں؟ پھر ہم مجبوروں سے کیوں فارغ ہو بیٹھے۔

اور کہا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر عزیزی میں
اے صاحب جمال والے اور اے بشر کے سردار آپکے چہرہ مبارک سے چاند منور ہے نہیں ممکن تعریف تمہاری جیسا کہ حق ہے مختصر یہی ہے کہ خدا کے بعد آپ کی ذات بزرگ ہے
اور اسی طرح کہا مجالفین کے سردار مولوی اشرف علی تھانوی نے

Marfat.com

یاشفیع العباد خذ بیدی، انت فی الاضطرار معتمدی
نشر الطیب مطبوعہ تاج کمپنی ص ۱۹۴ حوالہ نمبر ۳ اتاج
فتویٰ درجواز التوسل بالانبیاء والاولیاء عند الوہابیہ
عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعاء من الانبیاء
والاولیاء والشہداء والصالحین عند حیاتہم وعند
بعد وفاتہم بہذ اللفظ اللہم یسئلک بوسیلۃ فلان
و یقول لہذ الکلمات شیخ مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی ثم
المکوی و فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۹۳
اللہم انصرنا علیہم بالنبی المبعوث فی اخر الزمان بجد
صفتہ فی التوراۃ وبہذا الکلام یستفتحون الیہود الوسیلۃ
بجاہ النبی الکریم کما فی معالم التنزیل والخازن و
تفسیر الکبیر وتفسیر مظہری لقاضی ثناء اللہ پانی پتی ص ۱۹۴ ج ۱
وتفسیر جمل المجلد الاول ص ۷۷ مطبوعہ مصر
وعن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب انا کنا نتوسل
الیک بنبینا علیہ السلام فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم النبیؐ

Marfat.com

اے شفاعت کرنے والے بندوں کے میرا ہاتھ پکڑ لیجیے اس لئے کہ تو میرا آپ پر اعتماد ہے مصائب میں
فتوای جواز توسل میں انبیاء واولیاء کیا تھ وہابیہ کے نزدیک۔ ہم اور ہمارے علماء توسل کو
دعاؤں میں جائز سمجھتے ہیں اولیاء انبیاء وشہداء اور صالحین کا اُنکی حیات میں اور
بعد وفات میں ان الفاظ سے اے اللہ تجھ سے سوال کرتا ہوں بحق فلاں کے اور اس جیسے اور
کلمات کہے۔

اے اللہ مددگار ہو ہمارا نبی سے جو مبعوث ہو گئے آخر زمانہ میں نعت اُنکی ہم توراۃ میں پائی
اس کلام سے یہود وسیلہ کرتے تھے ساتھ بزرگی نبی علیہ السلام کے جیسا کہ معالم التنزیل اور خازن
میں، اور تفسیر کبیر میں

اور روایت ہے انس بن مالک سے کہ عمر بن الخطاب ہم توسل کرتے تھے تیری طرف
نبی علیہ السلام سے پس تو ہم پر بارش برسا دیتا تھا اور اب ہم توسل کرتے ہیں تیری طرف
نبی علیہ السلام سے

Marfat.com

فاسقنا قال فیسقون رواہ البخاری ص ۱۳۷ ج ۱ والمشکوٰۃ فی باب صلوٰۃ الاستسقاء۔

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اعترف آدم علیہ السلام بالخطیئۃ قال یا رب اسئلک بحق محمد لما غفرت لی فقال اللہ یا آدم کیف عرفت محمدا الخ فقال اللہ تعالیٰ اذ سئلتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک۔ شفاء السقام ص ۱۶۲، ۱۶۱

وقال شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔ انا المرید ی جامع لشتاتہ اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ فناد بیا زروق آت بسرعۃ بستان المحدثین ص ۱۳۵ واردو ص ۲۰۶

ومن انکر التوسل بہ بأحد ھذین المعنیین فھو کافر مرتد یستتاب فان تاب والا قتل مرتداً۔ التوسل والوسیلۃ ص ۱۳۱ بیروت

واما دعاءہ وشفاعتہ وانتفاع المسلمین بذالک فمن انکرہ فھو ایضاً کافر۔ التوسل والوسیلۃ ص ۱۳۱ مطبوعہ بیروت لبنان

Marfat.com

پس برسا ہم پر پس برسی بارش ۔

روایت ہے عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے جب سرزد ہوئی خطا آدم علیہ السلام سے کہ اے رب سوال کرتا ہوں تجھ سے بوسیلہ محمدؐ کے بخش دے مجھے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم کیا جانتا ہے تو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الخ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تو مجھ سے محمدؐ کی وسیلہ سے مانگتا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ۔

اور کہا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے میں اپنے مرید کا اس کی پراگندیوں میں جامع ہوں جبکہ جور زمانہ سمیتو نکے ساتھ اس پر حملہ کرے گا اگر تو تنگی اور سختی میں ہو تو یارزوق کہہ کر مجھے پکار میں جلدی آؤں گا

اور جس نے انکار کیا توسل کا ان معنیٰ سے پس وہ کافر و مرتد ہے توبہ کرے ورنہ قتل ہو کر مرتد

اور وہ موجود ہے اور شفاعت ہے آپؐ کی اور نفع پہنچانا مسلمانوں کو آپؐ کے ساتھ پس جس نے انکار کیا اس سے پس وہ اسی طرح کافر ہے ۔

Marfat.com

استفتاء

اخذ الاجرة بلا شرط علیٰ تعلیم القرآن جائز ام لا
بینوا و توجروا ؟

الجواب بعون الملک الوهاب

اخذ الاجرة بلا شرط علیٰ تعلیم القرآن جائز فی زماننا
کما فی کتب الفقهاء۔ والمفتیٰ الیوم بصحتها لان المنع فی
ذلک الزمان لرغبة الناس فی التعلیم وحسبة ومروة
المتعلمین فی مجازات الاحسان بالا متحسان بلا شرط
فی زماننا۔ شرح الیاس المجلد الثالث ص ۱۲۳

وبعض مشائخنا استحسنوا الاستیجار علیٰ تعلیم القرآن الیوم
لانه ظهر التوانی فی الامور الدینیة ففی الامتناع یضیع حفظ
القرآن وعلیه الفتویٰ۔ ہدایہ جلد الثالث ص ۳۰۳

وقال فی البریقة شرح الطریقة المحمدیة اذ المریکن عقد ولا
شرط فقرء الروح المیت رضاءلله تعالیٰ فاعطاه قریب
المیت شیئًا من المال فجائز۔ البریقة ص

ویجوز الاستیجار علی القرءة والدعاء حادی القنایٰ ص ۱۴۷ مطبوعہ

Marfat.com

فتوٰی

اُجرت بلا شرط تعلیم قرآن پر لینا جائز ہے یا نہیں بینوا وتوجروا ؟

جواب

اُجرت بلا شرط تعلیم قرآن پر لینا ہمارے زمانہ میں جائز ہے جیسا کہ کتب فقہاء میں
اور فتوٰی اسکے صحیح ہونے پر ہے اس لئے کہ منع اس زمانہ میں واسطے رغبت لوگوں
کے تعلیم میں از روئے حسبت اور کسانی متعلمین کیلئے بارے احسان بالاحسان
بغیر شرط کے جائز ہے۔

اور علماء ہمارے نے مستحسن جانا اُجرت تعلیم قرآن پر آج کل اس لئے کہ ظاہر
ہوا اپنا نا اُمور دینیہ میں پس اسکے منع کرنے سے ضائع ہوتا ہے حفاظت قرآن کی
اور اسی پر فتوٰی ہے۔
اور کہا بر لیقہ شرح طریقہ محمدیہ میں جب کہ نہ ہو عقد اور شرط پس پڑھا جائے
میت کی روح کیلئے اجر کی رضا کی خاطر پس دے قریب میت سے کچھ مال سے
پس جائز ہے۔
اور جائز ہے اُجرت قرءت اور دُعا پر۔

Marfat.com

ویجوز الاستیجار علی تعلیم القرآن وقرءۃ القرآن عند القبر
عالمگیری تعلیم اللغۃ والادب ص ۲۷۲ جلد خامس۔
فثبت ان الاستیجار علی تعلیم القرآن جائز فی زماننا کما اختارہ
علماء المتاخرین۔
مفتی اعظم سرحد علامہ شائستہ گل صاحب المتوی ومولانا عبد السبحان القادری
ومولانا عامر القادری ہو الصحیح المجیب المصیب مولانا محمد یعقوب قادری

الغیب العطائی للنبی علیہ السلام

تعریف ما غاب عن العباد
اثبات بالآیات۔ قولہ تعالیٰ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا
من ارتضیٰ من رسول پ ۲۹ الجن
وما ہو علی الغیب بضنین ای ماہو البخیل علی الغیب
فان اللہ لا یخفی الغیب علی النبی علیہ السلام بل یظاہر
علیہ جمیع المغیبات
فان قلت النبی علیہ السلام لیس العالم بغیب لقولہ تعالیٰ
وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو۔ قل لا یعلم الغیب الا اللہ

Marfat.com

اور جائز ہے اُجرت تعلیم قرآن پر اور پڑھنا قرآن کا قبر کے نزدیک
پس ثابت ہوا کہ اُجرت تعلیم قرآن پر ہمارے زمانہ میں جائز ہے جیسا کہ علماء متاخرین نے مختار کیا ہے۔

غیب عطائی النبی علیہ السلام

تعریف جو غائب ہو آدمیوں سے
یہ قول رب تعالیٰ کا پس نہیں ظاہر کرتا ہے غیب کو کسی پر مگر جس رسول پر راضی ہو جائے۔
اور نہیں وہ غیب بتانے میں بخیل پس اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ کرتا غیب کو بلکہ ظاہر کرتا ہے تمام مغیبات کو آپ پر

پس اگر کہے کہ نبی علیہ السلام عالم الغیب نہیں واسطے قول رب تعالیٰ کے اور اسکے ہاں غیب کی کنجیاں ہیں نہیں جانتا کوئی اسے مگر وہی۔ نہ زیادہ نہیں جانتا کوئی غیب

Marfat.com

ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ما تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔

قلنا

یعطی الغیب للنبی علیہ السلام کما قال اللہ تعالی ذالک من انباء الغیب نوحیہ الیک وقال قاضی عیاض فالنبوۃ فی لغۃ من همز ما خوذۃ من النبأ وهو الخبر والمعنی ان اللہ تعالی اطلعہ علی غیبہ شفا شریف المجلد الاول ص ۱۱۶

وقال اللہ تعالی وما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء فامنوا باللہ ورسولہ وان تؤمنوا وتتقوا فلکم اجر عظیم۔ وقال الشاعر۔ تو دانائے ما کان وما یکون ہے

مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں۔

ای یا رسول اللہ ان اللہ تعالی یعطی لک الغیب ولکن الوهابیۃ لا ینظرون الی غیبک۔

وقال حسین احمد الدیوبندی للنبوۃ علم الملائکۃ وعلم التقدیر وعلم احوال الساعۃ وعلم الحشر والنشر وعلم الجنۃ والنار وعلم الحلال والحرام

Marfat.com

سوائے اللہ کے اور اللہ کے نزدیک علم ہے قیامت کا اور نزول بارش کا اور جانتا ہے ارحام میں سب کچھ اور نہیں جانتا کوئی کس زمین پر مرے گا اللہ تعالیٰ عالم ہے باخبر ہے

قلنا

سر نبی علیہ السلام کو علم غیب دیا گیا ہے جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ غیب کی خبریں ہیں ہم نے آپ کی طرف وحی کیں اور کہا قاضی عیاضؒ نے پس نبوت لغت میں ہمز ماخوذ ہے نبا اور خبر ہے اور معنیٰ یوں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا آپ پر غیب کو اور یہ قول رب تعالیٰ کا اور نہیں رب تعالیٰ کہ اطلاع دے تم کو غیب پر ولیکن اللہ جس رسول کو چن لے پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اسکے رسول پر اگر تم ایمان لائے اور ڈرے پس تمہارے لئے اجر عظیم ہے

شعر کا مطلب۔ جی یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم غیب عطا فرمایا ولیکن دشمن آپکے غیب کو نہیں دیکھتے۔
اور کہا حسین احمد مدنی نے دیوبندی نے نبوت کیلئے ملائکہ کا علم تقدیر کا علم اور قیامت کا علم حشر و نشر کا علم جنت و دوزخ کا علم حلال و حرام کا علم۔

Marfat.com

٥٧

الشہاب الثاقب ص۱۰۱

من استوعب علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم او اہانۃ فقد کفر کما فی خلاصۃ الفتاوی فی بیان الفاظ وکلمۃ الکفر۔

والوہابیہ یقولون وا ما الغیب للنبی علیہ السلام فعالم علیہ زید وعمر العیاذ باللہ۔

علم ما فی الارحام للنبی علیہ السلام

اخرج الخطیب وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال حدثتنی ام الفضل قال مررت بالنبی علیہ السلام فقال انک حامل بغلام الخ طبرانی فی الکبیر وقال السیوطیؒ سند حسن صحیح کما فی جامع الکبیر۔

علم بای ارض تموت

وفی صحیح مسلم عن انسؓ ندب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الناس فانطلقوا حتیٰ نزلوا بدراً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا مصرع فلان ویضع یدہٗ علے الارض ھٰہنا وھٰہنا فقال فما ماط (ای ما زال) وما تجاوز احدھم عن موضع ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی حدیثہ عن امیر المؤمنین عمرؓ والذی بعثہ بالحق ما اخطؤا الحدود التی حدہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم

Marfat.com

جس نے نبی علیہ السلام کی عیب جوئی کی اور اہانت کی پس تحقیق وہ کافر ہے کما فی خلاصۃ الفتاویٰ
بیان الفاظ الکفر اور کلمہ الکفر میں ہے ۔
اور وہابیہ کہتے ہیں کہ غیب نبی علیہ السلام جیسا زید و عمر کیلئے بھی ہے ۔ نعوذ باللہ

ما فی الارحام کا علم

کہا خطیب نے اور ابونعیم نے دلائل کے اندر روایت ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ بتایا مجھے ام الفضل نے
کہ گزری میں نبی علیہ السلام پر پس فرمایا آپؐ نے بیشک تو حاملہ ہے لڑکے پر

علم کہ کونسی جگہ مرے گا

اور صحیح مسلم میں ہے روایت ہے انسؓ سے
یہاں تک کہ پہنچے بدر کو پس فرمایا نبی علیہ السلام نے کہ یہ فلاں کی مرنے کی جگہ ہے
اور ہاتھ رکھا اپنا زمین پر جگہ جگہ پس راوی کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی تبدیل جگہ کسی کی جہاں
آپؐ نے ہاتھ رکھا تھا اور ایک حدیث میں روایت ہے امیر المؤمنین عمرؓ سے کہ قسم ہے جس نے
بھیجا آپؐ کو حق کے ساتھ نہیں خطا ہوئی حدیں وہ جو حد رکھی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

علم وينزل الغيث

اخرج البيهقی عن ابن عباس قال اصابتنا سحابة فخرج علینا النبی ﷺ
فقال ان ملكا موكلا بالسحاب دخل علی انفا فسلم علی واخبرنی
ان یسوق السحاب الی واد بالیمن یقال له ضریح فجاء نا راكب بعد ذلك
نسألناه عن السحابة فاخبرانهم مطروا فی ذلك الیوم قال البیهقی وله
شاهد مرسل عن بكر بن عبد الله المزنی ان النبی علیه السلام اخبرنا عن
مالك السحاب انه یجیئ من بلد كذا وانهم مطروا یوم كذا واثر

صلے اللہ علیہ وسلم ۔ الدولۃ المکیہ

علم وما تدری نفس ماذا تکسب غدا

وفی الصحیحین عن سهل بن سعد فی حدیث خیبر قوله
صلی الله علیه وسلم لاعطین هذه الرایة غدا رجلا یفتح
الله علی یدیه یحب الله ورسوله ویحبه الله ورسوله فاعطاها
علیا ۔ فثبت انه علیه السلام كان یقول موكدا باللام
والنون فقد علم ۔ الدولۃ المکیہ ۔ لاحمد رضا خان بریلوی

Marfat.com

علم بارش کا

روایت کی ابن عباس سے بیہقی نے کہ پہنچا ہمیں بادل پس نکلے ہم پر نبی علیہ السلام پس فرمایا کہ بادل کا فرشتہ میرے پاس آیا اور مجھ پر سلام کیا اور مجھے بتایا کہ بارش ہوگی وادیِ یمن میں جسے ضریح کہتے ہیں پس آیا ایک مسافر سوار اسکے بعد پس ہم نے بادل کا پوچھا پس بتایا کہ یہ بارش کریگے اسی دن میں لفظ بیہقی کا اُس واسطے شاہد مرسل تھا۔ روایت ہے بکر بن عبداللہ المزنی سے کہ تحقیق نبی علیہ السلام نے ہم کو بتایا بادل کے فرشتہ سے کہ یہ آئے فلاں شہر کو اور اس دن بارش کریگے

علم کہ صبح کوئی کیا کریگا۔

اور صحیحین میں ہے روایت سہل بن سعد سے حدیث خیبر میں کہ یہ قول آپؐ کا کہ البتہ ضرور دوں گا یہ جھنڈا صبح اُس آدمی کو جس کے ہاتھوں اللہ فتح دے گا جسے محبوب رکھتا ہے اللہ اور رسول اُس کا اور وہ محبت رکھتا ہے اللہ ورسولؐ کے ساتھ پس دیا وہ جھنڈا علیؓ کو پس ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام فرمارہے تھے ساتھ لام اور نون تاکیدی کے ساتھ پس تحقیق اُن کو علم تھا۔

Marfat.com

قول غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وقد ذکر شاہ عبد العزیز محدث الدہلوی فی تفسیر فتح العزیز
والاطلاع علی اللوح المحفوظ بمطالعۃ النقوش ایضاً منقول
عن بعض الاولیاء اللہ تعالیٰ۔ کما قال سیدنا غوث اعظمؓ
عینی فی اللوح المحفوظ قال الامام القسطلانی فی ارشاد الساری
شرح بخاری ولا یعلم متیٰ تقوم الساعۃ احد الا اللہ والا
من ارتضی من رسول فانہ یطلعہ علی ما یشاء من غیبہ
والولی تابع لہ یاخذ عنہ۔

وقال العلامۃ حسن بن المدابغی فی حاشیۃ فتح المبین و
فی شروح الاربعین للنووی، جمع ای اللہ تعالیٰ لم یقبض روح
نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام حتیٰ اطلعہ علیٰ کل ما ابھمہ عنہ
الا انہ امر بکتم بعض والاعلام ببعض۔ انتہی۔

وقال ابراھیم بیجوریؒ فی شرح قصیدۃ البردۃ۔ انہ لم
یخرج النبی علیہ السلام من الدنیا الا بعد ان علمہ اللہ
تعالیٰ بھذہ الامور (اعنی الخمس)

Marfat.com

ارشاد غوث اعظم کا

اور تحقیق ذکر کیا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے تفسیر فتح العزیز میں کہ اطلاع لوحِ محفوظ پر بمطالعہ نقوش کے اسی طرح منقول ہے بعض اولیاء اللہ تعالیٰ سے جیسا کہ فرمایا سیدنا غوث اعظمؓ نے میری آنکھیں لوح محفوظ پر ہیں امام قسطلانی نے بخاری کی شرح ارشاد الساری میں اور نہیں جانتا کوئی کہ کب قیامت قائم ہوگی سوائے اللہ کے مگر جس رسول پر اللہ راضی ہو جائے پس وہ مطلع کرتا ہے اُسے جس پر چاہے غیب سے اور ولی تابع ہے نبی کو اُس سے لیتا ہے۔

اور کہا علامہ حسن بن مدابغی نے حاشیہ فتح المبین اور شرح اربعین نووی میں اجماع ہے اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی روح قبض نہیں کی حتیٰ کہ مطلع کیا آپؐ کو تمام پر اُس سے مگر کہ آپؐ مامور ہیں پوشیدہ کرنے پر اُسے بعض پر اور بتانے بعض پر

اور کہا ابراہیم بیجوریؒ نے شرح قصیدہ بردہ میں کہ نبی علیہ السلام نہیں گئے دُنیا سے مگر بعد کہ علم دیا آپ کو اُمور خمسہ کا۔

Marfat.com

شفاعة النبی علیه السلام للمؤمنین

ثبت بنص قطعی لاریب فیه لقوله تعالیٰ : یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمٰن ورضی له قولا سورہ طٰہٰ۔

وفی هذه عقیدة الوهابیة ایضا فیه لیس احد بشافع من النبی والولی ومن اعتقد انهما شفیع هو مشرك کابوجهل تقویة الایمان ص

ثم قلنا قوله تعالیٰ ولا تنفع الشفاعة عنده الا لمن اذن له سورۂ سبا وقوله تعالیٰ ما من شفیع الا من بعد اذنه سورہ یونس۔

واما السنة فما روی عن عثمان یشفع یوم القیمة ثلاثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء۔ جامع صغیر ص ۲۳۷ ج ۲
شفاعتی لاهل الکبائر من امتی مشکوٰۃ ص ۴۹۴
شفاعتی لأهل الذنوب من امتی جامع صغیر ص ۳۳ ج ۲

فثبت ان الانبیاء والاولیاء شفیع للمذنبین یوم القیمة ومن انکر من الشفاعة کالوهابیة فالنبیؑ لا یشفع له والوهابیة حرم علیهم الشفاعة کما فی فتح الباری من کذب بالشفاعة فلا نصیب له فیها فتح الباری ص ۱۹۰ پ ۲۷ رض

Marfat.com

شافع ہونا نبی علیہ السلام کا مومنوں کیلئے۔
شفاعت نصِ قطعی سے ثابت ہے اسمیں کوئی شک نہیں واسطے قول رب تعالیٰ کے اُس دن
نفع نہ دی گی شفاعت مگر کہ جسے اِذن دے رب تعالیٰ اور راضی ہو اس پر
اور اس جگہ ہیں وہابیہ کا عقیدہ ہے کہ کوئی نبی ولی شفاعت نہیں کر سکتا اور جس نے اُن کو شفیع
اعتقاد کیا وہ ابوجہل جیسا مشرک ہے

پھر ہم کہتے ہیں کہ فرمان رب تعالیٰ کا اور اسکے نزدیک شفاعت نفع نہیں دیتی مگر جسے حکم دے
اور یہ قول رب تعالیٰ کا کوئی شفیع نہیں مگر اُس کے حکم کے بعد

اور حدیث میں جو روایت ہے عثمانؓ سے شفاعت کرینگے قیامت کے دن تین انبیاء
علماء شہداء۔
میری شفاعت بڑے گنہگاران اُمت کیلئے۔

Marfat.com

وقال الامام الاعظم شفاعة الانبیاء حق و شفاعة نبینا علیه الصلوٰة والسلام للمؤمنین المذنبین ولأهل الکبائر منهم المستوجبین للعقاب حق ثابت۔ شرح عقائد ص ۸۷ وفقہ اکبر ص ۳

وا انکار شفاعت بدعت و ضلالت است چنانکہ خوارج و بعض معتزلہ براں رفتند۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد الرابع ص ۴۰۸

وشفاعت الاولیاء ایضا ثابت باحادیث کثیرۃ فمن الاول۔ عن ابن عباس قال النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سیکون فی امتی رجل یقال لہ اویس بن عبداللہ القرنی وان شفاعتہ فی امتی مثل ربیعۃ ومضر جامع الصغیر ص ۳۰ ج ۲

فان قلت الولی لیس بشافع یوم القیمۃ

قلنا

الولی تابع للنبی فکیف شفاعۃ الاولیاء لا ینتفع للمذنبین لما ذکرنا۔ والولی کان عالما۔ ان کان الولی لیس بعالم فھو لیس بولی۔

ونعتقد ان شفاعۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع الانبیاء والصالحین حق ولکن بعد اذن اللہ للشافع۔

قواعد الاربعۃ ص ۱۴ مطبوعہ بیروت

Marfat.com

پس ثابت ہوا کہ انبیاء اولیاء شافع ہونگے مؤمنین کیلئے قیامت کے دن۔ اور جسنے انکار کیا شفاعت سے جیسے وہابیہ کے پس نبی علیہ السلام اُس کیلئے شفاعت نہیں کرینگے۔ اور وہابیہ پر شفاعت حرام ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے جس نے شفاعت کو جھٹلایا اُس کیلئے اُس میں کوئی حصہ نہیں۔

اور کہا امام اعظمؒ نے شفاعت انبیاء کی حق ہے اور شفاعت نبی علیہ السلام کی مؤمن گنہگاروں کیلئے اور بڑوں کیلئے جو مستوجب ہیں عذاب کے حق ہے ثابت ہے۔

اور انکار شفاعت بدعت و گمراہی ہے جیسا کہ خوارج و معتزلہ کا عقیدہ ہے۔

اور شفاعت اولیاء اللہ کی بھی احادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔ روایت ہے ابن عباس سے کہ فرمایا نبی علیہ السلام نے عنقریب میری اُمت میں ایک ادریس بن عبداللہ قرنی نامی شخص ہوگا۔

اور اُسکی شفاعت میری اُمت میں مثل ربیعہ و مضر کی ہوتی۔
اگر تعجب ہے کہ ولی دن قیامت کے شفیع نہیں ہوسکتا

قلنا

ولی تابع ہوتا ہے نبی کے پس کیونکر اولیاء کی شفاعت گنہگار مؤمنین کو نہ ہوگی جیسے ہم نے ذکر کیا ہے اور ولی ہوتا ہے عالم۔ اگر وہ عالم نہ ہو تو وہ ولی ہی نہیں۔

اور ہمارا عقیدہ ہے کہ شفاعت نبی علیہ السلام کی اور تمام انبیاء کی حق ہے۔ ولیکن اللہ کے اذن کے بعد۔

Marfat.com

ایصال الثواب للاموات

هی ثابت بدلیل قطعی وقد تواترت بہ الاخبار ان کان .
بالدعاء والمال

قوله تعالیٰ وصلّ علیهم ان صلوٰتک سکن لهم التوبہ پ ۱۱ .
واستغفر لذنبک وللمؤمنین والمؤمنات سورہ محمد پ ۲۶
والملٰئکة یسبحون بحمد ربهم ویستغفرون لمن فی الارض شوریٰ پ ۲۵
واما السنة فما روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن جابر
قال شهدت مع رسول اللہ الاضحیٰ فی المصلّی فلما قضی خطبتہ نزل
من منبرہ واتی بکبش فذبحہ رسول اللہ بیدیہ وقال بسم اللہ
واللہ اکبر هذا عنی وعمن لم یضح من امتی رواہ ابوداؤد باب العیدین
عن ابی هریرة اذا مات الانسان انقطع عملہ الا من ثلث صدقة
جاریة او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ جامع الصغیر ص ۲۹ ج ۱
وفی دعاء الاحیاء للاموات وصدقتهم عنهم نفع لهم خلافاً
للمعتزلة شرح عقائد نسفی ص ۱۲۲ الطحاوی ص ۳۴۱ شرح القاری للفقہ اکبر ص ۱۵۶
وفتح القدیر المجلد الاول ص ۴۰۴ ۔

Marfat.com

مُردوں کیلئے ایصال ثواب

یہ ثابت ہے دلیل قطعی سے اور اس پر احادیث بھی دلالت کرتی ہیں اگرچہ ہو
ساتھ مال کے اور دُعا کے۔
یہ قول رب تعالیٰ کا اور دعا بھیجو ان پر تحقیق آپؐ کی دُعا اُن کیلئے تسکین ہے۔
اور بخشش مانگیں آپ گنہگار مومنوں اور مومنات کیلئے
اور ملائکہ تسبیح کرتے ہیں ساتھ حمد اپنی رب کے اور زمین والوں کیلئے بخشش مانگتے ہیں۔
اور حدیث جو ہے نبی علیہ السلام کی روایت ہے جابر سے کہا کہ حاضر تھے ہم ساتھ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عید الضحےٰ میں عیدگاہ میں جب آپؐ خطبہ پڑھکر فارغ
ہوئے اُترے منبر سے لایا گیا ایک گوسفند پس ذبح کیا اُسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے
اور کہا بسم اللہ اللہ اکبر۔ یہ میری قربانی اور جو میری اُمت سے نہیں کرسکتا اُسکیلئے
ہے یہ۔
روایت ہے ابو ھریرۃؓ سے جسوقت فوت ہوا انسان منقطع ہوتے ہیں عمل اُسکے سوائے تین کے
صدقہ جاریہ۔ اور علم کہ نفع حاصل کرے اُس سے یا بچہ صالح کہ دُعا کرے اس کیلئے۔
اور دُعا کرنا زندوں کا اور صدقہ دینا مردوں کیلئے نفع ہے اُن کے لیئے خلاف ثابت
ہے معتزلہ کیلئے۔

اور شرح بخاری میں ہے کہ صدقہ نافلہ مٹانے والا ہے بہت گناہوں کو جو داخل کرتے ہیں
دوزخ میں۔
آزاد کیا اگر غلام تو ثواب میت کو ہوگا اور اسی طرح صدقات اور دعوات مال

Marfat.com

وفی شرح البخاری القسطلانی۔ الصدقۃ النافلۃ ماحیۃ لکثیر من الذنوب المدخلۃ النار کتاب العلم ص ۱۹۰ ج ۱ فتح القدیر ص ۴۰۲ ج ۱
اعتق عبدہ عن ابیہ فالاجر للمیت ان شاء اللہ تعالیٰ و کذا الصدقات والدعوات لابویہ وکل مؤمن یکون الاجر لھم من غیر ان ینقص من اجر الابن شئی علی الصحیح من مذھب جمھور العلماء۔ درمختار۔ شامی ص ۷۹ ج ۵
ویستحب ان یتصدق علی المیت بعد الدفن الیٰ سبعۃ ایام کل یوم بشئی مما تیسر طحطاوی کتاب الجنایز ص ۳۷۳ اشعۃ اللمعات ص ۴۳۴ برھنہ ۱۲ ص ۳۶۲ شامی جنائز ص ۶۲۰ ج ۱ فتح القدیر ص ۳۶۵ کبیری ص ۶۵۸

الضیافۃ ممنوع عند اھل المیت

وقال بعض الجھال من الوھابیۃ ان الطعام مکروہ عند اھل المیت الیٰ ثلثۃ ایام؟ قلنا

صرح الفقہاء ان الطعام مکروہ عند اھل المیت ھو الضیافۃ کما فی خلاصۃ الفتاوی۔ لایباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام خلاصۃ الفتاوی جلد ثانی ص ۵۳۸ تتارخانیۃ والھندیۃ جلد اول ص ۲۳۵

Marfat.com

ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من اهل المیت - فتح القدیر جلد اول ص ۳۰۲ و
کبیری الجنائز ص ۶۵۵ و شامی ص ۶۰۳ جنائز
ولبعض الجهال من الوهابیۃ والنجبیریۃ ان اتخاذ الطعام فی
اهل المیت منع مطلقا بدلیلهم وهو الحدیث روی عن جریر
بن عبد اللہ قال کنا نعد وفی روایۃ نری الاجتماع الی اهل المیت
وصنعهم الطعام من النیاحۃ رواہ احمد وکبیری ص ۶۵۵

قلنا

ان الفقهاء رحمهم اللہ تعالیٰ صرح ان هذا الحدیث فی حق الضیافۃ
قط - ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من أهل المیت لانہ شرع فی السرور
لا فی الحزن وقالوا هی بدعۃ مستقبحۃ لما روی امام احمد عن
جریر بن عبد اللہ الحدیث - کبیری ص ۶۵۵ وشامی جلد اول ص ۶۰۳
فثبت جواز ایصال الثواب فیا ایها الوهابیۃ کلوا باسم اللہ لان
ایصال الثواب سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -

عامر القادری غلام از غلامان مصطفیٰ و عبد المصطفیٰ ۱۰ / ۱۹۷۶ ء
دار العلوم قادریہ سبحانیہ ڈرگ کالونی ۵ کراچی ۲۵ پاکستان

Marfat.com

فہرس العقائد الصحیحۃ

صفحہ	مضمون
۱	خطبۃ الکتاب دیباچہ کتاب ہٰذا
۴	خطبۃ الامام الغزالی رح امام غزالی رحمہ اللہ کا مضمون
۶	التنزیہ للہ تعالیٰ خدا تعالیٰ کے تقدس کا بیان
۸	الحیوۃ و القدرۃ لہ تعالیٰ خدا کی زندگی اور قوت کا بیان
۹	العلم خدا کے علم اور خدا کے معلومات کا بیان
۱۰	الارادۃ والسمع والبصر خدا کے ارادہ، قوت شنوائی اور بینائی کا بیان
۱۲	الکلام خدا کے کلام کا بیان
۱۴	الافعال افعال خداوندی کا بیان
۱۵	الکلمۃ الثانیہ دوسری فصل
۱۹	قال المؤلف مقولہ مصنف
۲۰	افتراق الامۃ علی ثلاث وسبعین فرقۃ امت محمدیہ کا ۷۳ فرقے بننا
۲۲	الحقیقۃ والمجاز قرآن مجید میں حقیقت و مجاز کا بیان
۲۷	مسئلۃ علم الغیب للنبی صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کا حاصل ہونا
۳۴	مسئلۃ ایصال الثواب لارواح الموتیٰ میت کو ثواب پہنچانا
۴۷	مسئلۃ البشریۃ لرسول اللہ صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت
۵۰	مسئلۃ التعظیم لغیر اللہ تعالیٰ غیر اللہ کی تعظیم
۵۴	مسئلۃ سماع الموتیٰ مُردوں کا سُننا
۵۷	مسئلۃ التوسل عند اللہ تعالیٰ بارگاہِ الٰہی میں وسیلہ لانا
۵۹	مسئلۃ نداء الغائب غائب کو بُلانا
۶۱	مسئلۃ زیارۃ قبور الصلحاء صالحین کے مقبروں کی زیارت
۶۳	مسئلۃ الشفاعۃ للنبی صلعم نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا شفاعت کرنا
۶۹	مسئلۃ اعراس المشائخ مزاراتِ اولیاء اللہ پر عرس
۷۳	مسئلہ تصورہٖ علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آجانا
۷۵	مسئلۃ اللفظۃ السید مع اسمہٖ صلعم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ تعظیمی لفظ
۷۵	مسئلۃ اشتراک الغیر مع اللہ تعالیٰ خدا سے کسی مخلوق کو شریک کرنا
۷۶	مسئلۃ امکان الکذب معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا
۷۸	مسئلہ الاستمداد اولیاء اللہ سے امداد طلب کرنا
۷۹	مسئلۃ تسمیۃ الاولاد بچوں کا نام انبیاء و اولیاء سے منسوب کرنا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله وكفى والصلوة والسلام
على نبيه ورسوله المصطفى وعلى
اله واصحبه البررة التقى
امابعد فيقول العبد الضعيف
محمد حسن الفاروقي الحنفي
انى رأيت فى هذا الزمان اختلافا
كثيرا بين الحنفية والوهابية
فى العقائد حتى فى الالهيات و
الرسالة ومسائل الشريعة
المتعلقة بالعقائد وانجر اختلافهم
الى تكفير البعض بعضا وافترقت
الامة افتراقا فاحشا فاردت
اظهار عقائد اهل السنة
والجماعة فى جزء مراعيا للاختصار
مجتنبا عن ذكر اقاويلهم الا
بقدر الضرورة راجيا حفظ
عقائد المسلمين من الزيغ والزلل
لعل الله ينفع به عباده
فانه على ما يشاء
قدير وبالاجابة
جدير - وليعلم انى ما
استدل فى هذه الرسالة
بالاحاديث الشريفة و

الحمد للہ وکفی ۔ والسلام علی نبیہ
ورسولہ المصطفی وعلی الہ
واصحابہ البررۃ اہل التقی ۔
حمد وصلوۃ کے بعد عبد ضعیف محمد حسن فاروقی
حنفی گذارش کرتا ہے کہ عہد حاضر میں وہابیہ
اور حنفیہ کے درمیان کمال اختلاف پڑا ہوا
ہے عام عقائد میں حتی کہ الہیات میں اور مفہوم
رسالت میں اور ان مسائل شرعیہ میں بھی اختلاف
ہے جو عقائد سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ اختلاف
اب ایک دوسرے کی تکفیر تک پہنچ چکا ہے
جس کی وجہ سے امت محمدیہ میں ناگفتہ بہ
تشتت وافتراق پڑگیا ہے اس لئے میں نے یہ
ارادہ کرلیا ہے کہ اس مختصر سی کتاب میں
اہل السنت والجماعۃ کے عقائد مختصر طور پر
بیان کروں ۔ اور حتی الوسع مخالفین کے اقوال
نقل کرنے سے کنارہ کش رہوں مگر بقدر
ضرورت نقل بھی کروں گا اور خدا سے امید کرتا
ہوں کہ وہ مسلمانوں کو کجروی اور اغلاط سے محفوظ
رکھے کہ اس کتاب کی طفیل سے ان کو فائدہ بخشیگا
آئندہ خدا مالک ہے جو چاہے کرے اسی کی
بارگاہ عالی میں میری درخواست منظور ہوسکتی
ہے ۔ واضح رہے کہ میں اس رسالہ میں عموماً نہ
احادیث شریفہ سے دلیل پیش کروں گا نہ

Marfat.com

اقوال الائمة والعلماء الا قليلا
توقيا لساحتهم السنية عن
شر السنتهم الشنيعة فانهم
ان لم يوافق حديث بمعتقداتهم
قالوا هذا ضعيف او موضوع
وان استدل بذلك الحديث
اكابر الامة كالغزالیؒ والسیوطیؒ
وامام الحرمين والشيخ
عبد الحق الدهلویؒ
والشيخ علیؒ القاری وامثالهم
فی کتبهم وان لم یوافق رایهم
قول الائمة واکابر الدین تعرضوا
لقدحهم وسبهم فالی الله المشتکی
فاستمسک غالبا فی تردید
اباطیلهم بالایات القرانیة
التی لا یاتیه الباطل من بین
یدیه ولا من خلفه تنزیل من
حکیم حمید ومع ذلک اراعی
الانصاف فی محل الاختلاف وما
اصر علی باطل وسمیت الرسالة
(بالعقائد الصحیحة) واقدم ما ذکره
الامام حجة الاسلام محمد الغزالی
رحمه ربه فی باب التوحید
والالهیات والرسالة

اقوال ائمہ سے اور نہ اقوال علمائے اسلام سے
مگر بقدر ضرورت پیش کرتا جاؤں گا۔ تاکہ ان کی
قابل قدر قیاسات شرعیہ مخالفین کی بدزبانی
سے محفوظ رہیں کیوں کہ ان کی عادت
ہے کہ کوئی حدیث جب ان کے خیال کے
مطابق نہ ہو تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ وہ ضعیف
ہے یا موضوع ہے اگرچہ اکابر اسلام
نے اس حدیث کو استدلال کے موقعہ پر
پیش کیا ہو۔ چنانچہ جناب امام غزالیؒ امام سیوطیؒ شیخ
عبدالحق محدث دہلویؒ اور محدث ملا علی قاریؒ
وغیرہم ایسے استدلال پیش کر چکے ہیں
اور مخالفین حسب عادت ائمہ دین اور اکابر
اسلام کے ایسے استدلات جب دیکھتے ہیں تو
ان کے حق میں گستاخی کرنا شروع کر دیتے ہیں
خدا ہی ان کو سنبھالے۔ اس لئے میں عموماً اس
موقعہ پر قرآنی آیات ہی پیش کروں گا جس کی
مخالفت ادھر ادھر سے نہیں ہو سکتی کیونکہ
وہ خدائے حکیم وحمید کا کلام ہے۔ علاوہ ازیں
موضع اختلاف میں انصاف سے فیصلہ کروں گا
اور قول باطل پر قدم نہ جماؤں گا۔ اس کے بعد
اس رسالہ کا نام میں نے اَلْعَقَائِدُ الصَّحِیْحَۃُ
رکھا ہے۔ اب سب سے پہلے میں وہ مضمون
لفظ بلفظ پیش کرتا ہوں، جو حضرت امام حجۃ الاسلام
محمد الغزالی رحمہ اللہ نے توحید الٰہیات اور منصب

Marfat.com

بلفظه من كتابه قواعد العقائد
فانه فى غاية الجودة فقال رحمة
الله عليه الحمد لله
المبدء المعيد الفعال لما
يريد ذى العرش المجيد
والبطش الشديد الهادى صفوة
العبيد الى المنهج الرشيد و
المسلك السديد المنعم عليهم
بعد شهادة التوحيد بحراسة
عقائدهم من ظلمات التشكيك
والترديد السالك بهم الى
اتباع رسوله المصطفى صلى الله
عليه وسلم واقتفاء اثار
الصحابة الاكرمين المكرمين
بالتائيد والتسديد المتجلى
لهم فى ذاته وافعاله
بمحاسن اوصافه التى
لا يدركها الا من القى السمع
وهو شهيد المعرف
اياهم انه فى ذاته واحد
قديم لا اول له ازلى
لا بداية له مستمر الوجود
لا اخر له ابدى لا نهاية
له قيوم لا انقطاع له

رسالت کے متعلق اپنی کتاب قواعد العقائد
میں بیان کیا ہے کیوں کہ وہ مضمون اس مقام
کے لئے بہت ہی موزوں ہے۔ آپ لکھتے
ہیں کہ الحمد للہ المبدیٔ المعید
الفعال لما یرید ذی العرش المجید
والبطش الشدید الھادی صفوۃ
العبید الی المنہج الرشید۔ و
المسلک السدید۔ المنعم علیہم
بعد شہادۃ التوحید بحراسۃ
عقائدہم من ظلمات التشکیک
والتردید۔ خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ
بندوں کو جناب رسالت مآب حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے لئے
انتخاب کرلیا ہوا ہے اور آپ کے صحابہ کرام
رضوان اللہ علیہم کے نقش قدم پر چلنے
کے لئے چن لیا ہے اپنی تائید اور توفیق سے
خدائے تعالیٰ اپنی ذات اور اپنے افعال میں
اپنے اوصاف حسنہ کے ذریعہ ان کے لئے جلوہ گر ہے
مگر ان صفات کو وہی دریافت کرسکتا ہے جو
غور سے سنے اور خدا کو حاضر و ناظر سمجھے۔ اس
نے یہ بھی ان کو بتادیا ہے کہ وہ اپنی ذات میں یگانہ ہے
ایسا قدیم ہے جس کی ابتدا نہیں۔ ہمیشہ موجود ہے
جس کی آخری حد نہیں۔ ازل و ابد میں موجود ہے
جس کی انتہا نہیں مستقل بالذات ہے کسی قسم

Marfat.com

دائم لا انصرام له لم یزل
ولا یزال موصوفا بنعوت
الجلال لا یقضی علیه بالانقضاء
ولا انفصال بتقدم الآباد
وانقراض الآجال بل هو
الاول والآخر والظاهر
والباطن وهو بکل
شئ علیم۔

(التنزیه) وانه لیس بجسم
مصور ولا جوهر محدود
مقدر وانه لا یماثل
الاجسام فی التقدیر ولا فی قبول
الانقسام وانه لیس بجوهر
ولا تحله الجواهر ولا بعرض
ولا تحله الاعراض بل لا
یماثل موجودا ولا یماثله
موجود لیس کمثله شئ ولا
هو مثل شئ وانه لا یحده
المقدار ولا تحویه الاقطار
ولا یحیط به الجهات ولا تکتنفه
الارضون ولا السموات وانه
مستو علی العرش
علی الوجه
الذی قاله

کی کسر اس کی ذات میں باقی نہیں، دائم
وقائم ہے، جس کا خاتمہ نہیں۔ صفات جلالیہ
کے ساتھ ازلی وابدی موجود ہے۔ اس کے
متعلق یہ کبھی فیصلہ نہیں دیا جاسکتا کہ
اس کی دائمی زندگی کے اوقات ختم ہوچکے
ہیں یا اس کی مدت حیات گذر چکی ہے
وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے
وہی باطن ہے اور وہی ہر چیز کو ہمیشہ سے
جانتا بھی ہے (تقدس الٰہی یوں ہے کہ)
خدا کسی جسم اور صورت میں نہیں۔ نہ محدود
چیز ہے جس کا تخمینہ لگایا جائے۔ کسی جسم کی
مثل بھی نہیں کہ اس میں قیاس لگایا جائے
یا اس کی تقسیم ہو سکے۔ نہ وہ ٹھوس مخلوق ہے
نہ غیر مستقل چیز ہے جو دوسرے کے آسرے
سے پائی جائے۔ نہ وہ صفاتی چیز ہے نہ صفاتی
ناپائدار چیزوں کا مرکز ہے۔ وہ کسی ہستی کی
مثل نہیں۔ نہ کوئی ہستی اس کی مثل ہے
بلکہ اس کی مثال کی بھی مثال نہیں نہ وہ
اس کی مثال کسی چیز کی مثل ہے۔ کوئی مقدار
اس کو محدود نہیں کرتی۔ نہ اطراف اس کو
اپنے اندر سمیٹ سکتے ہیں۔ کوئی جہت اسے
اپنے احاطہ میں نہیں لاسکتی۔ زمین و آسمان
بھی اسے نہیں سنبھال سکتے۔ وہ اپنے عرش
پر قائم ہے مگر اسی طرح جو اس نے خود کہا ہے

Marfat.com

وبالمعنى الذي اراده
استواءً منزّهاً عن المماسة
والاستقرار والتمكن والحلول
والانتقال لا يحمله العرش
بل العرش وحملته محمولون
بلطف قدرته ومقهورون
في قبضته وهو فوق العرش
والسماء وفوق كل شيء الى
تخوم الثرى فوقيةً لا
تزيده قربًا الى العرش
والسماء كما لا تزيده
بعدا عن الارض والثرى
بل هو رفيع الدرجات
عن العرش والسماء كما
أنه رفيع الدرجات عن
الارض والثرى وهو مع ذلك
قريبٌ من كل موجود
وهو اقرب الى العبد من
حبل الوريد وهو على
كل شيء شهيد ولا يماثل
قربه قرب الاجسام كما لا
يماثل ذاته ذات الاجسام
وانه لا يحل في شيء ولا
يحل فيه شيء تعالى عن ان

اور اسی کیفیت سے جو اس کے اپنے ارادہ
میں ہے اس کا وہ قیام اتصال اور چھونے
سے بالاتر ہے۔ اور اندراج اور جذب سے
الگ ہے۔ اس میں انتقال بھی نہیں۔
عرش اُسے اٹھائے ہوئے بھی نہیں بلکہ
وہ خود اپنے عرش کو اور اس کے اٹھانے
والے فرشتوں کو اپنے دستِ قدرت
سے اٹھائے ہوئے ہے اور اس کے
قبضہ میں مغلوب ہیں۔ وہ عرش پر ہے
اور آسمان پر بھی بلکہ تحت الثریٰ تک
ہر چیز پر فائق ہے۔ یہ فوقیت نہ اسے
آسمان اور عرش کے قریب کرتی ہے
اور نہ زمین اور تحت الثریٰ سے دُور لے
جاتی ہے۔ وہ عرش و آسمان سے بالاتر
مرتبہ رکھتا ہے جس طرح کہ زمین اور تحت
الثریٰ سے بالاتر ہے، تاہم وہ ہر چیز کے
قریب ہے اور شہ رگ سے زیادہ اپنے
بندہ کے قریب ہے اور ہر چیز کا نگرانِ حال
بھی ہے کیوں کہ وہ اس طرح قریب نہیں
جس طرح کہ جسم قریب ہوتے ہیں اور اسی
طرح اس کی حقیقت کسی جسمانی حقیقت
سے نہیں ملتی۔ نہ وہ کسی میں حل اور
تبدیل ہوتا ہے اور نہ کوئی چیز اس میں
حل اور تبدیل ہو سکتی ہے۔ وہ اس امر

Marfat.com

يحويه مكان كما تقدس
عن ان يحده زمان بل كان
قبل ان خلق الزمان والمكان
وهو الآن على ما عليه
كان وانه بائن من خلقه
بصفاته ليس في ذاته
سواه ولا في سواه ذاته
وانه مقدس عن التغير
والانتقال لا تحله الحوادث
ولا تعتريه العوارض بل
لا يزال في نعوت جلاله
منزها عن الزوال وفي
صفات كماله مستغنيا
عن زيادة الاستكمال و
انه في ذاته معلوم الوجود
بالعقول مرئي الذات
بالابصار نعمة منه ولطفا
بالابرار في دار القرار واتماما
للنعيم بالنظر الى وجهه الكريم
الحيوة والقدرة وانه تعالى
حيٌّ قادرٌ جبارٌ قاهرٌ لا
يعتريه قصور ولا
عجز ولا تاخذه
سنة ولا نوم

سے بھی بالاتر ہے کہ کوئی مکان اسے اپنے
اندر سمیٹ لے جس طرح کہ اس امر سے بھی
بالاتر ہے کہ کوئی زمانہ اسے محدود کرے
بلکہ وہ خود زمانہ اور مکان پیدا کرنے سے
پہلے موجود تھا۔ اور اب بھی اسی طرح موجود
ہے، جیسا کہ پہلے تھا۔ وہ اپنے صفات
میں اپنی مخلوق سے نرالا ہے۔ اس کی ذات
میں اس کا غیر موجود نہیں نہ غیر میں وہ موجود
ہے۔ وہ تغیر و تبدل سے پاک ہے نہ حوادث
اس میں جاگزیں ہیں اور نہ صفاتی ناپائدار
حالات اس میں موجود ہیں بلکہ وہ اپنے
جلال میں موجود ہے اور زوال سے پاک
ہے۔ وہ اپنے صفات کاملہ میں موجود ہے
کسی اور تکمیل کی اسے ضرورت نہیں صرف
عقل سے اس کا وجود معلوم ہو سکتا ہے
اس کی ذات بھی آنکھ سے دیکھی جا سکتی
ہے، جب کہ دوسری دنیا میں اپنے نیک
بندوں پر فضل و کرم کی نگاہ کرے گا اور
اپنے مبارک چہرہ کے دیدار سے ان کی
تکمیل نعمت کرے گا۔ (خدا کی زندگی اور طاقت
کا بیان یہ ہے کہ) وہ زندہ، طاقتور، صاحب
قدرت، ہر چیز پر غالب، ہر شکستہ دل کا
سہارا ہے۔ اس میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں
اور نہ عاجزی۔ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اونگھ۔

Marfat.com

ولا یعارضہ فناء ولا موت
وانہ ذو الملک والملکوت
والعزۃ والجبروت لہ
السلطان والقہر والخلق
والامر والسمٰوات مطویات
بیمینہ والخلائق مقہورون
فی قبضتہ وانہ المنفرد
بالخلق والاختراع
المتوحد بالایجاد و
الابداع خلق الخلق
واعمالہم وقدر ارزاقہم
وآجالہم لا یشذ عن
قدرتہ مقدور ولا
یعزب عن قدرتہ
تصاریف الامور لا
تحصی مقدوراتہ ولا
تتناہی معلوماتہ العلم
وانہ عالم بجمیع
المعلومات محیط
علمہ بما یجری
فی تخوم الارضین
الی اعلی السمٰوات
وانہ عالم لا یعزب
عن علمہ مثقال

اسے فنا اور موت سے پالا پڑا ہے۔
وہ حکومت اور بندوبست کا مالک ہے
عزت اور غلبہ کا بھی مالک ہے۔ مخلوق
پر تسلط اور غلبہ اُسی کا ہے۔ وہی نسل
سے پیدا کرتا ہے اور وہی کُن کہنے سے
پیدا کرتا ہے۔ تمام آسمان اس کے
دستِ قدرت کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے
ہوئے ہیں۔ تمام مخلوقات اس کے قبضہ
میں مغلوب ہے۔ صرف وہی مادہ اور مادہ
کے بغیر پیدا کر سکتا ہے۔ اپنی ایجاد و
اختراع میں یکتا ہے۔ اس نے ہی اپنی
مخلوقات کو اور اس کے اعمال کو پیدا
کیا ہے۔ اسی نے اس کی روزی اور
موت کا صحیح اندازہ لگایا ہے۔ کوئی مخلوق
اس کی قدرت سے خارج نہیں ساری
کائنات کے تصرفات بھی اس کی
قدرت سے باہر نہیں۔ اسکی قدرتوں
کا اندازہ نہیں لگایا جاتا۔ اور نہ ہی اس
کے معلومات کی کوئی انتہا ہے (خدا
کے علم کا بیان یوں ہے کہ) وہ تمام
اشیاء کا عالم ہے۔ اس کا علم تمام ان
چیزوں پر حاوی ہے، جو زمین کے
کناروں سے لے کر اوپر کے آسمانوں
تک جاری ہیں۔ ایسا عالم ہے کہ اسکے

Marfat.com

ذرة فی الارض ولا فی السماء بل یعلم دبیب النملة السوداء علی الصخرة الصماء فی اللیلة الظلماء ویدرک حرکة الذر فی جو الهواء ویعلم السر واخفی ویطلع علی هواجس الضمائر وحرکات الخواطر وخفیات السرائر بعلم قدیم ازلی لم یزل موصوفا فی ازل الآزال لا بعلم متجدد حاصل فی ذاته بالحلول والانتقال۔ الارادة وانه تعالی مرید للکائنات مدبر للحادثات فلا یجری فی الملکوت قلیل او کثیر صغیر او کبیر خیر او شر نفع او ضر ایمان او کفر عرفان او نکر فوز او خسران زیادة او نقصان طاعة او عصیان الا بقضائه وقدره وحکمته ومشیئته فما شاء کان وما لم یشاء

علم سے ذرہ بھر بھی زمین و آسمان کی کوئی چیز باہر نہیں، بلکہ ٹھوس پتھر پر جب چیونٹی سخت اندھیری رات میں دبے پاؤں چلتی ہے، تو اس کی رفتار سے بھی آگاہ ہے اور جو ذرات ہوا میں اڑتے ہیں، اُن کی حرکت کو بھی جانتا ہے۔ وہ راز اور راز سے پوشیدہ تر بات کو بھی جانتا ہے، دل کے خیالات اور خیالات کی حرکات بھی جانتا ہے۔ اور پوشیدہ سے پوشیدہ بھید کو بھی جانتا ہے۔ مگر اس کا یہ علم ازلی ہے، جو ہمیشہ سے ہمیشہ میں اس کی صفت ہے۔ وہ کسی نو پیدا علم سے نہیں جانتا جو کبھی اس کی ذات میں آئے اور کبھی نکل جائے۔ (اللہ تعالے کے ارادہ کا بیان یوں ہے کہ) وہ مخلوقات میں اپنا ارادہ برتتا ہے تمام نو پیدا مخلوق میں انتظام کرتا ہے جو بھی اس کی بادشاہت میں کم و بیش، خورد وکلاں، دکھ سکھ، نفع و ضرر، ایمان و کفر، خدا شناسی یا انکار، کامیابی یا ناکامی، زیادتی یا نقصان، فرمانبرداری یا بیفرمانی ہوتی ہے۔ اسی کی قضا و قدر اور حکمت و مشیت سے ہوتی ہے۔ جسے چاہے، وہ موجود ہوجاتا ہے اور جسے نہ چاہے وہ موجود نہیں ہوتا

Marfat.com

لم يكن لا يخرج عن مشيئته
لفتة ناظر او فلتة خاطر بل
هو المبدئ المعيد الفعال
لما يريد لا راد لحكمه ولا معقب
لقضائه ولا مهرب لعبد من
معصيته الا بتوفيقه ورحمته
ولا قوة على طاعته الا بمشيئته
وارادته فلو اجتمع الانس والجن
والملئكة والشياطين على ان
يحركوا في العالم ذرة او يسكنوها
دون ارادته ومشيئته لعجزوا
عن ذلك وان ارادته
قائمة بذاته في جملة صفاته
لم يزل كذلك موصوفا بها
مريدا في ازله لوجود الاشياء
في اوقاتها التي قدرها
فوجدت في اوقاتها كما
اراده في ازله من غير تقدم
ولا تاخر بل وقعت على
وفق علمه وارادته من غير
تبديل ولا تغيير دبر الامور
لا بترتيب افكار ولا تربص
زمان فلذلك لم يشغله شأن
عن شان۔ السمع۔ والبصر۔ وانه

اسکی مرضی سے آنکھ کی ایک نگاہ بھی باہر نہیں
اور دل کا کوئی خیال بھی باہر نہیں، بلکہ وہی
نو پیدا کرنے والا اور دوبارہ پیدا کرنے والا ہے
جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے۔ کوئی
اس کے حکم کو روکنے والا نہیں۔ نہ ہی اسکے
فیصلہ پر کوئی نکتہ چین ہے۔ انسان کو کسی برائی
سے بچنے میں اسکی توفیق اور رحمت کے بغیر چارہ نہیں
اور فرمانبرداری میں اسکے ارادہ اور مشیت کے سوا
مجال نہیں۔ اگر تمام انسان جن، فرشتے اور شیطان
بھی جمع ہو کر سلسلہ کائنات میں ایک ذرہ کو بھی
حرکت دیں یا اسکے ارادہ کے بغیر اسے ساکن کرنا
چاہیں تو اس سے عاجز ہو جائینگے۔ خدا کا ارادہ
اسکی اپنی ذات میں باقی صفات کیطرح قائم ہے۔
وہ بدستور اس سے موصوف رہا ہے۔ زمانہ ازل
میں اس نے ارادہ کیا کہ سلسلہ مخلوقات اپنے اپنے وقت
پر پیدا ہو جو اس نے تجویز کیا تھا چنانچہ جسطرح
اس نے زمانہ ازل میں کسی تقدم و تاخر کے بغیر چاہا تھا
اسی طرح کائنات معرض ظہور میں آ گئی بلکہ اسکے علم
کے اور اس کے ارادہ کے مطابق بغیر کسی تغیر و
تبدل کے موجود ہو گئی۔ نہ اسے کسی تجویز کے سوچنے کی
ضرورت پڑی نہ اسے کسی وصیت کا انتظار تھا۔
یہی وجہ ہے کہ اسے ایک مصروفیت دوسری
مصروفیتوں سے غافل نہیں کرتی۔ (خدا
کی قوت شنوائی اور بینائی کی حقیقت یہ ہے کہ)

Marfat.com

تعالیٰ سمیع بصیر یسمع ویریٰ
لا یعزب عن سمعہ مسموع وان
خفی ولا یغیب عن رؤیتہ
مرئی وان دق ولا یحجب سمعہ
بُعدٌ ولا یدفع رؤیتہ ظلامٌ
یریٰ من غیر حدقۃ واجفان
ویسمع من غیر اصمخۃ وآذان
کما یعلم بغیر قلب ویبطش
بغیر جارحۃ ویخلق بغیر آلۃ
اذ لا تشبہ صفاتہ صفات الخلق
کما لا تشبہ ذاتہ ذوات الخلق ۔
الکلام ۔ وانہ تعالیٰ متکلم امرٌ ناہٍ
واعد متوعدٌ بکلامٍ ازلی قدیمٍ
قائمٍ بذاتہ لا یشبھہ کلام الخلق
فلیس بصوت یحدث من
انسلال الھواء او اصطکاک
اجرام ولا بحرف ینقطع باطباق
شفۃ او تحریک لسان وان القرآن
والتوراۃ والانجیل والزبور کتبہ
المنزلۃ علی رسلہ علیہم السلام
وان القرآن مقروٌ بالالسنۃ
مکتوب فی المصاحف محفوظ
فی القلوب وانہ مع ذلک قدیم
قائم بذات اللہ تعالیٰ لا یقبل

وہ خدا سُنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ اسکی شنوائی
سے کوئی بات باہر نہیں۔ اگرچہ وہ کتنی ہی
مخفی ہو اور اسکی بینائی سے کوئی چیز خارج نہیں
اگرچہ کتنی ہی باریک ہو اس کی قوت سماعت
کو کوئی دُوری مانع نہیں اور اس کی قوت بینائی
کو کوئی تاریکی نہیں روکتی۔ وہ بغیر آنکھ اور
پلک کے دیکھتا ہے اور سوراخ گوش
اور کان کے بغیر سنتا ہے۔ اسی طرح دل کے
بغیر جانتا ہے اور ہاتھ کے بغیر حملہ کرتا ہے
اور اوزار کے بغیر پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ
اس کے صفات مخلوق کی صفات جیسے
نہیں اور نہ ہی اس کی ذات مخلوق کی
ذات کی مثل ہے۔ (خدا کا کلام یوں ہے کہ)
وہ کلام کرتا ہے، حکم کرتا ہے، روکتا ہے،
خوشخبری دیتا ہے۔ عذاب کی خبر دیتا ہے مگر اسکا
کلام ازلی ابدی قدیم ہے، جو اس کی ذات میں قائم
ہے اور مخلوق کے کلام کی طرح نہیں کہ ہوا کی مخلت
اور حرکت سے پیدا ہو یا دو چیزوں کے ٹکرانے سے
پیدا ہو حروف سے مرکب نہیں کہ ہونٹ کی بندش
سے ختم ہو جائے اور زبان کے چلنے سے جاری ہو۔
قرآن، توراۃ، انجیل اور زبور اسی کی کتابیں ہیں جو کہ
انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں چنانچہ قرآن اگرچہ
زبان سے پڑھا جاتا ہے یا اوراق میں لکھا جاتا ہے اور دلوں
میں محفوظ ہے تاہم وہ قدیم ہے خدا کی ذات میں قائم ہے

Marfat.com

الانفصال ولا افتراق بالانتقال
الى القلوب ولا الاوراق وان موسى
عليه السلام سمع كلام الله تعالى
بغير صوت ولا حرف كما يرى الابرار
ذات الله تعالى فى الآخرة من غير
جوهر ولا عرض واذا كان له هذه
الصفات كان حيا عالما قادرا
مريدا سميعا بصيرا متكلما بالحيٰوة
والعلم والقدرة والارادة و
السمع والبصر والكلام لا بمجرد
الذات - انتهى كلام الغزالى
رحمه الله تعالى قال المؤلف عفى
الله عنه الصفات السبعة التى
ذكرها الغزالى مبنىّ على مسلك
الاشعرية من المتكلمين وزاد الما
تريدية صفة ثامنة تسمى بالتكوين
قالوا لا تكفى فى وجود الخلق الارادة
ولا بد فى وجود الخلق من التكوين
مستدلين بقوله تعالى انما امره
اذا اراد شيئا ان يقول له كن
فيكون فالارادة امر والتكوين
المشار اليه بلفظة كن امر آخر
والمريد للامر لا يسمى فاعلا له
الا اذا اخرجه من العدم الى الوجود

اوراق میں یا دلوں میں منتقل ہونے کے باوجود
بھی وہ خدا کی ذات سے الگ اور منتقل نہیں۔
کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو کلام الٰہی سنا
تھا، اس میں آواز تھی اور نہ حروف تھے۔ اسی
طرح نیک انسان عالم آخرت میں خدا کا دیدار پائیں گے
مگر وہ نہ ٹھوس ہوگا نہ عارضی چیز۔ جب خدا ایسا ہے تو
ماننا پڑتا ہے کہ وہ اپنے ان صفات میں حی۔ عالم
قادر۔ مرید۔ سمیع۔ بصیر اور متکلم ہے اور اس میں یہ
سات صفات موجود ہیں۔ حیوٰۃ، علم، قدرۃ، ارادہ
سمع، بصر اور کلام۔ اور اسکی ذات اپنی صفات سے
خالی نہیں (امام غزالی رحمہ اللہ کا کلام یہاں ختم
ہو چکا ہے) اب مؤلف کہتا ہے (خدا اس کے گناہ
معاف کرے) کہ امام صاحب نے جو خدا کے سات
اوصاف بیان کئے ہیں وہ مذہب اشعری کے
مطابق ہیں۔ ورنہ مذہب ماتریدیہ میں ایک آٹھواں
اور بھی خدا کا وصف ہے جسے تکوین کہتے ہیں کیونکہ
مخلوقات کے پیدا کرنے میں صرف ارادہ ہی کافی
نہیں کچھ تکوین کی بھی ضرورت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ
نے خود فرمایا ہے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا
ہوں تو اسے کُن کہتا ہوں تو پھر وہ موجود ہو جاتی
ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ارادہ اور چیز ہے اور
تکوین جو لفظ کُن سے اشارۃً سمجھی جاتی ہے اور
چیز ہے۔ اسکے علاوہ صرف ارادہ کرنے والا فاعل
نہیں کہلاتا سوائے اسکے کہ اسکو نیست سے ہست کردے

Marfat.com

فلفظة كن منه سبحانه وتعالى
لامر باخراج ما اراده من القوة
الى الفعل ومحل بسط هذا
المبحث كتب علم الكلام كشرح
العقائد وشرح المواقف ونجئنا
في كلام حجة الاسلام فقال رح تعالى
وانه سبحانه وتعالى لا موجود سواه
الا وهو حادث بفعله وفائض
من عدله على احسن الوجوه واكملها
واتمها واعدلها وانه حكيم في
افعاله وعادل في اقضيته ولا يقاس
عدله بعدل العباد اذ العبد يتصور
منه الظلم بتصرفه في ملك غيره
ولا يتصور الظلم من الله تعالى
فانه لا يصادف لغيره ملكا حتى يكون
تصرفه فيه ظلما فكل ما سواه من
انس وجن وشيطان وملك وسماء
وارض وحيوان ونبات وجوهر
وعرض ومدرك ومحسوس حادث
اخترعه بقدرته بعد العدم
اختراعا وانشاءه بعد ان لم يكن
شيئا اذ كان في الازل موجودا
وحده ولم يكن معه غيره فاحدث
الخلق بعد اظهار القدرته

پس لفظ کُن خدائے تعالیٰ کا امر ہے اسکو جس کا
وہ ارادہ کرتا ہے کہ نیست سے ہست کردے۔ اس
مسئلہ کی تفصیل کا مقام علم کلام کی کتابیں ہیں مثلاً
شرح عقائد، شرح مواقف وغیرہ۔ ہم دوبارہ
امام غزالی رحمۃ اللہ کا کلام درج کرتے ہیں۔ آپ
فرماتے ہیں کہ (افعال خداوندی کی حقیقت یوں
ہے کہ) جو بھی اللہ کے بغیر ہے وہ اسی کے فعل سے
پیدا ہوا ہے اور بہترین عدل کے طریق پر اور کامل
و اکمل طرز پر صورت تمام ہوا ہے۔ خدا اپنے افعال
میں حکمت استعمال کرتا ہے۔ اپنے فیصلہ میں عدل کرتا
ہے۔ مگر اسکا عدل انسانی عدل کے مشابہ نہیں
کیونکہ انسان سے تو ظلم کا بھی امکان ہے جبکہ وہ
غیر کی ملکیت پر متصرف ہو اور خدا سے ظلم کا امکان ہی
نہیں کیونکہ جبکہ یہاں غیر کی ملکیت ہی نہیں تو یہ کیسے کہا
جائے گا کہ وہ غیر کی ملکیت پر تصرف کرتا ہے تاکہ اسکا
عمل ظلم قرار پائے کیوں کہ اس نے یہ تمام چیزیں خود
پیدا کی ہیں۔ انسان، جن، شیطان، فرشتے، آسمان
زمین، حیوان، نباتات، جوہر، عرض، مدرک بالحس
اور مدرک بالعقل وغیرہ چنانچہ اس نے اپنی قدرت
کاملہ سے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو وجود عطا کیا
ہے بعد اس کے کہ وہ نیست تھیں اور وہ خدا تو
زمانہ ازل میں موجود تھا اور اس کے ساتھ کوئی
غیر موجود نہ تھا۔ پھر اس نے اپنی اظہار
قدرت کے لئے کائنات کو پیدا کیا

Marfat.com

وتحقيقاً لما سبق من ارادته وحق
فى الازل من كلمته لا لافتقاره اليه
وحاجته وانه تعالى متفضل بالخلق
والاختراع والتكليف لا عن وجوب
ومتطول بالانعام والاصلاح لا
عن لزوم له الفضل والاحسان
والنعمة والامتنان اذ كان قادراً
على ان يصب على عباده انواع
العذاب ويبتليهم بضروب
الالام والاوصاب ولو فعل
ذلك لكان منه عدلاً ولم يكن قبيحاً
ولا ظلماً وانه يثيب عباده على
الطاعات بحكم الكرم والوعد
لا بحكم الاستحقاق واللزوم
اذ لا يجب عليه فعل ولا يتصور
منه ظلم ولا يجب لاحد عليه
حق وان حقه فى الطاعات واجب
على الخلق بايجابه على لسان انبيائه
لا بمجرد العقل ولكنه بعث الرسل
واظهر صدقهم بالمعجزات الظاهرة
فبلغوا امره ونهيه ووعده
ووعيده فوجب على الخلق
تصديقهم فيما جاؤا به معنى
الكلمة الثانية وهى رسالة الرسول

اور اس سے اپنے ارادہ کا ثبوت دیا جو اس نے پہلے کیا ہوا تھا اور اس قول کو پیدا کرنے کے لئے جو ازل میں کہہ چکا تھا ورنہ اسکو کائنات کی کوئی حاجت اور ضرورت نہ تھی۔ یہ اس کی مہربانی ہے کہ اسے پیدا کیا۔ نیست سے ہست کیا اور صاحب اختیار بنایا ورنہ یہ سب کچھ اسپر واجب نہ تھا اور وہ ہمپر فضل کرنیوالا ہے کہ اس نے ہمپر احسان کیا اور ہماری اصلاح کی حالانکہ یہ بھی اس کا فرض نہ تھا پس یہ سب کچھ اسکا فضل ہے احسان اور نعمت اور انعام ہے کیونکہ وہ ہر وقت قادر ہے کہ اپنے بندوں پر ہر قسم کے عذاب ڈالے اور رنگ برنگ مصائب میں گرفتار کرے اگر یہی کرے تو پھر بھی اسکا عدل ہی ہوگا اور اس کیلئے کوئی عیب یا ظلم نہ تھا اور نہ ہوگا خدا اپنے حسب وعدہ اور فضل و کرم سے بندوں کو اپنی اطاعت قبول کرنے پر ثواب دیتا ہے ورنہ بندوں کا کوئی اس کے ذمہ نہیں اور نہ ہی انکا کوئی فرض اسپر عائد ہوتا ہے کیونکہ اسپر کوئی فعل بھی واجب نہیں ہو سکتا اور نہ اس سے ظلم متصور ہو سکتا ہے اور کسی کا حق اسکے ذمہ پر واجب نہیں مگر مخلوق پر اسکا حق اطاعت واجب ہے جو اس نے اپنے انبیاء کے ذریعہ سے بیان کیا ہے۔ اور وہ حق انکی صرف عقل دریافت نہیں ہوتا تھا اسلئے اس نے اپنے رسول بھیجے اور کھلم کھلا معجزات سے انکی صداقت کا اظہار فرمایا تو پھر انہوں نے خدا کا امر نہی، وعدہ اور وعید کی خبر دی۔ اس لئے مخلوق پر واجب ہوگیا کہ جو کچھ بھی وہ کہتے ہیں اسکی تصدیق کریں دوسرا کلمہ ثانیہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم. وانہ تعالیٰ بعث النبی الامی القرشی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم برسالتہ الی کافۃ العرب والعجم والجن والانس فنسخ بشرعہ الشرائع الا ما قررہ وفضلہ علی سائر الانبیاء وجعلہ سید البشر و منع کمال الایمان بشہادۃ التوحید وھی قول لا الہ الا اللہ ما لم تقترن بہ شہادۃ الرسول وھی محمد رسول اللہ فالزم الخلق تصدیقہ فی جمیع ما اخبر بہ من الدنیا والآخرۃ وانہ لا یقبل ایمان عبد حتی یوقن بما اخبر عنہ بعد الموت واولہ سوال منکر ونکیر وھما شخصان مہیبان ھائلان یقعدان العبد فی قبرہ سویا ذا روح وجسد فیسئلانہ عن التوحید والرسالۃ ویقولان لہ من ربک و ما دینک ومن نبیک وھما فتانا القبر وسوالھما اول فتنۃ القبر بعد الموت وان یومن بعذاب القبر وانہ حق وحکمۃ وعدل علی الجسم والروح علی ما یشاء ویوقن

رسالت کا بیان یوں ہے کہ، خدا ہی نے اپنا نبی اُمّی قرشی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر مبعوث کیا ہے خواہ عرب ہوں یا عجم یا جن ہوں یا انسان سوائے چند اصولی احکام کے تمام شرائع سابقہ کے احکام کو منسوخ کر دیا اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کو فضیلت بخشی۔ آپ کو سید البشر بنایا اور جبتک محمد رسول اللہ کا اقرار نہ ہو، اقرار توحید یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہنے سے روکتا اور مخلوق پر آپ کی تصدیق فرض کر دی۔ ان احکام کے متعلق جو آپ نے دنیا و آخرت کی بابت بیان کئے ہیں اور یہ بھی فرض کیا کہ کسی کا ایمان معتبر نہیں جب تک وہ باتیں نہ مانے جن کی خبر آپ نے انسان کی موت کے بعد دی ہیں جن میں سے اوّل منکر نکیر کا سوال ہے۔ یہ دو فرشتے با ہیبت خوفناک ہیں، جو مُردہ کو قبر میں سیدھا بٹھا دیتے ہیں جس میں روح اور جسم دونوں ہوتے ہیں۔ پھر توحید اور رسالت نبوی کا سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے، تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ اور یہ دو فرشتے قبر کا امتحان ہیں کیونکہ موت کے بعد قبر میں پہلا امتحان ان کے سوالات ہیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ مومن عذاب قبر کو تسلیم کرے کہ وہ حق ہے اور حکمت اور عدل ہے جسم اور روح پر جس طرح کہ خدا چاہے۔ یہ بھی مانے کہ

Marfat.com

بالمیزان ذی الکفتین واللسان
وصفتہ فی العظم انہ مثل طباق
السموات والارضین توزن فیہ
الاعمال بقدرۃ اللہ تعالیٰ والصنج
یومئذ مثاقیل الذر والخردل
تحقیقا لتمام العدل وتطرح صحائف
الحسنات فی صورۃ حسنۃ فی کفۃ
النور فیثقل بہا المیزان علی قدر
درجاتہا عند اللہ بفضل اللہ
تعالیٰ و تطرح صحائف السیئات
فی کفۃ الظلمۃ فیخف بہا المیزان
بعدل اللہ تعالیٰ وان یؤمن بان
الصراط حق وھو جسر ممدود علی
متن جہنم احد من السیف وارق
من الشعر تزل علیہ اقدام الکفرین
بحکم اللہ تعالیٰ فیھوی بہم الی النار
و تثبت علیہ اقدام المؤمنین فیساقون
الی دار القرار و یؤمن بالحوض
المورود وحوض محمد صلے اللہ علیہ
وسلم یشرب منہ المؤمنون قبل
دخول الجنۃ وبعد جواز الصراط من
شرب منہ شربۃ لایظماء بعدھا
ابداء عرضہ السماء فیہ میزابان
یصبان من الکوثر و یؤمن بیوم الحساب

میزان عمل کے دو پلڑے ہیں اور ایک قبضہ کی سی
اس کی بُرائی کا بیان یوں ہے کہ وہ زمین و آسمان
کی وسعت کے برابر بڑی ہے۔ اس میں قدرت الٰہیہ
سے اعمال تولے جائیں گے اور اس کے بٹے چیونٹی
اور رائی کے دانے کے برابر بھی ہونگے تاکہ پورا پورا
انصاف ہو۔ پھر اس کے نورانی پلّہ میں نیک اعمال
کے صحیفے ڈالے جائیں گے جن سے وہ ترازو بوجھل
معلوم ہوگا۔ ان نیک اعمال کے درجہ کے مطابق
خدا کے فضل و کرم سے۔ پھر دوسرے تاریک پلڑے
میں بداعمالیوں کے صحیفے ڈالے جائیں گے تو وہ خدا
کے عدل و انصاف سے ہلکا ہو جائے گا۔ مؤمن یہ بھی
مانے کہ پل صراط حق ہے اور جہنم کی پشت پر یہ ایک
لمبا پل بچھایا جائے گا جو تلوار سے تیز ہوگا اور بال سے باریک
اس سے کفار کے قدم پھسل جائیں گے اور خدا
کے حکم سے جہنم رسید ہوں گے۔ مؤمنین کے
قدم اس پر ٹک جائیں گے تو جنت کو بھجائے
جائیں گے۔ یہ بھی مانے کہ حوض کوثر حق ہے
جس پر لوگ آئیں گے اور حضور علیہ السلام
کے حوض محمدی سے دخول جنت سے پہلے
مؤمنین پانی پئیں گے اور پل صراط سے گذر کر
بھی اس کا پانی پئیں گے۔ اور جو شخص اس کا
ایک گھونٹ بھی پی لیگا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اس
کی وسعت آسمان کے برابر ہے اسمیں دو نالیاں حوض کوثر
سے نکل کر کھلتی ہیں۔ مؤمن یہ بھی مانے کہ حساب کا دن حق

سلہ صحیح پاسنگ ترازو۔

Marfat.com

وتفاوت الخلق فيه الى مناقش
في الحساب والى مسامح فيه والى
من يدخل الجنة بغير حساب
وهم المقربون فيسئل الله من
شاء من الانبياء عن تبليغ الرسالة
ومن شاء من الكفار عن تكذيب
المرسلين ويسأل المبتدعين
عن السنة ويسأل المسلمين
عن الاعمال ويؤمن باخراج الموحدين
من النار بعد الانتقام حتى لا يبقى
في جهنم موحدٌ بفضل الله تعالى
ويؤمن بشفاعة الانبياء ثم العلماء
ثم الشهداء ثم سائر المؤمنين
كلٌ على حسب جاهه ومنزلته و
من بقي من المؤمنين ولم يكن له شفيع
اخرج بفضل الله تعالى ولا يخلد
في النار مؤمن بل يخرج منها من
كان في قلبه مثقال ذرة من
الايمان وان يعتقد فضل الصحابة
وترتيبهم وان افضل الناس
بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابوبكر ثم عمر ثم عثمان ثم علي
رضي الله عنهم وان يحسن الظن
بجميع الصحابة وان يثني عليهم

ہے، جس میں مخلوقات مختلف طریق پر مبتلا ہوگی۔
کسی سے خوب باز پرس ہوگی اور کسی سے چشم پوشی
کی جائے گی۔ اور کئی ایک بغیر حساب کے ہی داخل
جنت ہوں گے اور یہ لوگ خدا کے مقرب ہوں گے
خدا کا منشاء ہوگا تو انبیاء علیہم السلام سے بھی
سوال ہوں گے کہ تبلیغ کیسے کی؟ جی چاہیگا تو کفار
اور مکذبین سے بھی سوال ہوں گے کہ تم لے رسول
کی تکذیب کیوں کی؟ بدعتی اور مخالف سنت سے سوال
ہوگا کہ تم نے سنت طریق کیوں چھوڑا اور اہل اسلام
سے اعمال کے متعلق سوال ہوگا اور مومن یہ بھی مانے کہ
اہل توحید جہنم سے بدلہ پاکر آخر نجات پائیں گے یہاں تک
کہ خدا کے فضل و کرم سے وہاں کوئی اہل توحید نہ رہیگا
یہ بھی مانے کہ انبیاء علیہم السلام شفاعت کریں گے۔ انکے
بعد اہل علم پھر شہادت یافتہ اور سب سے آخر باقی اہل اسلام
اپنی اپنی قدر و منزلت کے مطابق شفاعت کریں گے
اور جو مومن جہنم میں بغیر شفاعت کے پڑا رہیگا اور اسکا
کوئی شفیع نہ ہوگا تو خدا کے اپنے فضل سے جہنم سے نکالا
جائیگا اور دوزخ میں کوئی اہل ایمان باقی نہ رہیگا بلکہ
جسکے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہوگا وہ بھی جہنم سے
نکال دیا جائے گا۔ یہ بھی مانے کہ صحابہؓ کی فضیلت برحق
ہے اور ان میں ترتیب وار فضیلت یوں ہے کہ حضور علیہ السلام
کے بعد افضل الناس حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں
پھر حضرت فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی رضی
اللہ عنہم یہ بھی ضروری ہے کہ مومن صحابہؓ کے متعلق حسن ظن رکھے

Marfat.com

كما اثنى الله تعالى ورسوله صلى الله عليه وسلم عليهم اجمعين فكل ذلك مما وردت به السنة وشهدت به الآثار فمن اعتقد جميع ذلك موقنا به كان من اهل الحق وعصابة السنة وفارق رهط الضلال والبدعة فنسأل الله تعالى كمال اليقين والثبات فى الدين لنا ولكافة المسلمين انه ارحم الراحمين وصلى الله على سيدنا محمد واله وصحبه اجمعين۔ انتهى ما اردنا نقله من كتاب (قواعد العقائد) للامام حجة الاسلام رحمة الله عليه قال المؤلف عفى الله عنه بسم الله الرحمن الرحيم وبه نستعين اللهم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه اما بعد فقد اختلفت الامة فى العقائد اختلافا كثيرا وتفرقت آراؤهم ووقع بينهم التنافر والتباغض وادعت كل طائفة انها على الحق وما سواها على الباطل كيف

اور جس طرح اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے یہ بھی ان کی تعریف کرے۔ ان تمام عقائد کے متعلق شاہد احادیث نبوی وارد ہیں اور اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم مشابہ ہیں جو شخص ان تمام عقائد کو تسلیم کرے وہ اہل حق اور اہل سنت ہو گا۔ اور اہل بدعت اور گمراہ فرقوں سے الگ سمجھا جائے گا۔ ہم سب کا فرض ہے کہ خدا تعالیٰ سے کمال یقین اور دین میں استقلال کی درخواست کریں اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے کیونکہ وہی ارحم الراحمین ہے وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین یہاں تک جو ہمیں امام صاحب کی کتاب قواعد العقائد سے نقل کرنا تھا نقل کر دیا ہے۔ اب مؤلف رسالہ ہذا (عفی عنہ) اپنا مضمون شروع کرتا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین یا اللہ ہمیں جو حق بات ہے وہ سچ سچ دکھا دے اور باطل کو واقعی طور پر باطل دکھا اور ہمیں اس سے کنارہ کشی نصیب کر۔ اس کے بعد واضح ہو کہ آج اس امت محمدیہ میں عقائد کا اختلاف بہت ہے اور ان کی رائیں مختلف ہیں اور ان میں باہمی نفرت پیدا ہو چکی ہے۔ اور بغض پیدا ہو گیا ہے۔ ہر ایک فرقہ کا یہی دعویٰ ہے کہ میں ہی حق پر ہوں اور دوسرے باطل پر ہیں۔ کیوں ایسا نہ ہو جب کہ حضور

Marfat.com

لا وقد اخبرنا بهذه الحالة
سيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم حيث قال ستفترق
امتى على ثلاث وسبعين
فرقة الحديث وقد ذكرت
هذا الحديث بماله وما عليه
فى آخر كتابى المسمى (بالاصول
الاربعة فى ترديد الوهابية)
بالفارسية وها انا اذكره
ههنا اتماما للفائدة. عن
عبد الله بن عمر قال قال
رسول الله صلى الله عليه
وسلم ليأتين على امتى ما
اتى على بنى اسرائيل حذو
النعل بالنعل حتى ان كان
منهم من اتى امه علانية لكان
فى امتى من يصنع ذلك و
ان بنى اسرائيل تفرقت
على ثنتين وسبعين ملة
وتفرق امتى على ثلاث و
سبعين ملة كلهم فى النار
الا امة واحدة قالوا من
هى يا رسول الله قال ما
انا عليه واصحابى رواه الترمذى

علیہ السلام نے ہمیں پہلے ہی خبر دی ہوئی
ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت ۷۳ فرقوں
پر تقسیم ہو جائے گی ...... اور یہ حدیث
پورے سوال وجواب کے ساتھ میں نے اپنی
کتاب فارسی الاصول الاربعۃ فی
تردید الوہابیۃ کے آخر نقل
کردی ہوئی ہے۔ مگر تاہم تکمیل فائدہ
کے لئے اسے یہاں بھی نقل کرتا ہوں
کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ
سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
پر وہ انقلاب آئے گا۔ جو بنی اسرائیل
پر آیا تھا ہو بہو، یہاں تک کہ اگر ان
میں سے کسی نے اپنی ماں سے بدفعلی
کی ہوگی تو میری امت میں بھی ایسے لوگ
ہوں گے، جو ایسا کر گذریں گے امت
بنی اسرائیل ۷۲ فرقوں پر منقسم ہوگئی
تھی، اور میری امت ۷۳ ملت پر تقسیم
ہوگی اور وہ سارے کے سارے جہنم
میں جائیں گے مگر ایک فرقہ بچ رہے گا۔
حاضرین نے پوچھا کہ یا رسول صلعم وہ
کونسا فرقہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ ہے
جو ان اصولوں پر قائم ہوگا کہ جن پر میں
اور میرے صحابہ رض قائم ہیں۔ (رواہ الترمذی)

Marfat.com

وفي رواية احمد وابي داؤد عن
معاوية ثنتان وسبعون في
النار وواحدة في الجنة وهي
الجماعة وانه سيخرج في امتي
اقوام تتجارى بهم تلك الاهواء
كما تتجارى الكلب بصاحبه لا
يبقى منه عرق ولا مفصل الا
دخله فان قيل هل الفرق
التي ذكرت في الحديث من اهل
الدعوة او من اهل الاجابة
نقول بل هي من اهل الاجابة
لانهم ذكروا بلفظ امتي بكثرة
واما اهل الدعوة الذين ما
امنوا بالله ورسوله فلا
يدخلون في امته صلى الله
عليه وسلم وههنا سؤال آخر
اصعب من الاول وتقريره ان
كل طائفة من الطوائف الثلاث
والسبعين تدعي وتزعم انها
هي الطائفة الناجية وانها هي
مصداق ما انا عليه واصحابي
فمن ذا الذي يحل هذه العقدة
بالامانة فاضطربت اهل
السنة والجماعة العباقات

امام احمد اور ابوداؤد حضرت معاویہؓ سے روایت
کرتے ہیں کہ ۷۲ فرقے دوزخ میں جائیں گے اور
ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا اور اس فرقہ کا نام
جماعت ہے۔ میری امت میں ایسی قومیں بھی
پیدا ہونگی کہ جن کو یہ نو پیدا خیالات اسطرح آ گھیریں
گے جس طرح کہ دیوانہ کتے کی زہر دوڑاتی ہے۔ باؤلے
کتے کے کاٹے ہوئے کا کوئی رگ و ریشہ نہیں ہے تا
کہ جس میں اسکی زہر کا دخل نہ ہو۔ اب اگر یہ سوال کیا
جائے کہ جو دوزخی ۷۲ فرقے حدیث میں مذکور ہیں
وہ کوئی نیا اسلام پیش کریں گے یا اسی اسلام کے
دعویدار رہیں گے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ سب
اسلام کے دعویدار ہونگے کیونکہ حضور علیہ السلام نے
ان کو امت کے لفظ سے بار بار ذکر کیا ہے مگر جو
لوگ نیا مذہب پیش کرینگے یہ وہ ہونگے جو خدا و رسول
کو نہیں مانینگے۔ اسلئے وہ امت محمدیہ میں داخل نہیں
(پہلی قسم کا نام اہل اجابت ہے اور دوسری کا نام
اہل دعوت) اس مقام پر ایک اور مشکل سوال پیدا
ہوتا ہے کہ ۷۳ فرقوں میں سے ہر ایک فرقہ کا یہی
دعویٰ ہے کہ ہم نجات پانے والی (فرقہ ناجیہ) جماعت
ہیں اور ہم ہی ما انا علیہ و اصحابی
کی صحیح مثال ہیں۔ کیا کوئی یہ عقدہ
ایمان داری سے حل کر سکتا ہے؟ اس لئے
اس کے جواب میں اہل السنت والجماعت
بے چین ہوئے اور بارگاہ الٰہی میں

Marfat.com

الی حضرۃ اللہ تعالیٰ فوجدنا
قولہ تعالیٰ فلا وربك لا یؤمنون
حتی یحکموك فیما شجر بینہم فحکمنا
صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ
الفیصلۃ المعضلۃ فوجدنا بحمدہ
تعالیٰ فی ذلك الحدیث قولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وھی الجماعۃ ومعلوم
ان لفظ الجماعۃ جزء من اسم
اھل السنۃ والجماعۃ فی روایۃ ابی
داؤد واحمد والمراد من الجماعۃ کثرۃ
الافراد وکثرۃ افراد اھل السنۃ
والجماعۃ المقلدین للمذاھب الاربعۃ
شرقا وغربا من الفرق الضالۃ
بدیھی لا یحتاج الی دلیل سوال
اخر قال بعض اھل الضلال المراد
من الجماعۃ فی الحدیث من کان علی
الحق وان قلت افرادہ قلنا لیس
الامر کما زعموا لان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال فی حدیث اخر
عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ
محمد علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ
ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی

گڑگڑائے تو ان کو قرآن مجید کی یہ آیت نظر آئی
کہ بخدا وہ لوگ مومن شمار نہ ہونگے یہانتک کہ
وہ اپنے باہمی تنازعات میں آپکو حج نہ مانیں گے
اس لئے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس
لاینحل سوال میں پنا حج مان لیا اور فیصلہ ہوگیا
کیونکہ حدیث مذکور میں حضور علیہ السلام کا یہ لفظ مبارک
موجود ہے کہ وہ فرقہ ناجیہ جماعۃ ہے اور یہ سب کو
معلوم ہے کہ جماعت کا لفظ فرقہ اہل سنت والجماعت
کے نام کا اصلی جزو ہے جیسا کہ امام احمد و ابو داؤد
کی روایت میں ہے اور جماعت سے مراد ہمیشہ
کثرت افراد ہوا کرتے ہیں اور کثرت افراد اہل سنت
والجماعۃ ہی میں جو مذاہب اربعہ کے مشرق و مغرب
میں مقلد ہیں اور یہ کثرت گمراہ فرقوں کے مقابلہ
پر ایسی روشن ہے جس کو کسی دلیل کی ضرورت نہیں
(سوال دیگر) ایک گمراہ فرقہ کا قول ہے کہ حدیث
میں جماعت کا لفظ آیا ہے اور اسی سے مراد اہل
حق ہیں اگرچہ ان کے افراد کی قلت ہو ہم جواب کہتے
ہیں کہ یہ مطلب صحیح نہیں کیونکہ وہ خود نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں جسے حضرت
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے فرمایا ہے
کہ خدا تعالیٰ میری امت کو یا بالفاظ دیگر امت محمدیہ
کو گمراہی پر متفق نہیں کرے گا اور جماعت پہ خدا کا
ہاتھ ہوتا ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ
ہوگا۔ وہ دوزخ میں پھینکا جائیگا رواہ الترمذی

Marfat.com

وعن ابی بصرة قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم سألت ربی ان
لا تجتمع امتی علی ضلالة فاعطانیها
رواه الطبرانی وعن ابن عباس
رضی الله عنهما قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم من فارق الجماعة
فمات مات میتة جاهلیة رواه
البخاری. فان قیل ان ذکر فی
هذه الاحادیث لفظ الاجماع
ولفظة الجماعة لکنه لم یصرح بان
المراد من الجماعة کثرة الافراد نقول
عن ابن عمر رضی الله عنهما قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم اتبعوا
السواد الاعظم فانه من شذ
شذ فی النار رواه ابن ماجه وعن
معاذ بن جبل قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم ان الشیطان
ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ
الشاة القاصیة والناحیة وایاکم
والشعاب وعلیکم بالجماعة والعامة
رواه احمد وعن ابی هریرة رضی الله
عنه قال قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم من فارق الجماعة شبرا
فقد خلع ربقة الاسلام من عنقه

ابو بصرہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ میں نے خدا سے یہ درخواست کی تھی کہ میری
امت گمراہی پر متفق نہ ہو تو خدا نے مجھے یہ عطیہ بخش
دیا (رواہ طبرانی) اور حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ جو شخص جماعت سے الگ ہو کر مر جائے
تو بے دینی کی موت مرے گا۔ (رواہ البخاری) اگر
یہ سوال کیا جائے کہ اگرچہ حدیث میں لفظ جماعت
یا لفظ اجماع مذکور ہے۔ لیکن احادیث میں
تصریح موجود نہیں کہ اس سے مراد کثرت افراد ہیں
تو ہم اس کے جواب میں یوں کہیں گے کہ حضرت ابن
عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم کثیر التعداد
جماعت کی تابعداری کرو، ورنہ جو الگ ہوگا، داخل
جہنم ہوگا (رواہ ابن ماجہ) اور حضرت معاذ بن جبل
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان انسان کے لئے
بھیڑیا ہے جس طرح کہ بھیڑ بکری کے لئے بھیڑیا ہوتا
ہے اور وہ اس بھیڑ بکری کو پکڑ لیتا ہے جو ریوڑ
سے الگ چرتی ہے یا کنارہ کرتی ہے تم ایسی کنارہ
کشیوں سے پرہیز رکھو اور عام اہل اسلام اور جماعت کا دامن تھام
رکھو (رواہ احمد) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی
کریم نے فرمایا ہے کہ جو جماعت سے ایک بالشت بھر بھی الگ
ہوگا یوں سمجھو کہ اس نے اسلام کا جوا اپنی گردن سے اتار دیا

Marfat.com

رواه احمد و ابو داؤد مشكوة شريف
فجملة السواد الاعظم و لفظة العامة
تصريح بكثرة الافراد وكثرة افراد
أهل السنة والجماعة بالنسبة الى
جميع طوائف الضلال امر بديهي
معلوم بالضرورة فثبت ان الفرقة
الناجية هي أهل السنة والجماعة
المقلدين للمذاهب الاربعة المشهورة
والحمد لله على ذلك اذا علمت هذا
فاعلموا ان المجاز والحقيقة مستعملان
في جميع لغات العرب والعجم
شقيها وسعيدها حتى في كلام
الله تعالى الملك العلام ولنقتصر
في هذا المقام بذكر بعض آيات
القرآن الحكيم قال الله تعالى الله
يتوفى الانفس حين موتها وقال
تعالى قل يتوفاكم ملك الموت
الذي وكل بكم فالاول حقيقة
والثاني مجاز قال الله تعالى يهب
لمن يشاء اناثا و يهب لمن يشاء
الذكور وقال تعالى حكاية عن
جبرئيل عليه السلام لاهب لك
غلاما زكيا فالاول حقيقة و
الثاني مجاز قال الله تعالى قل

(رواہ احمد و ابوداؤد) یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں بھی
ہے۔ بہرحال السواد الاعظم یا العامۃ لفظ کثرت
افراد کی تصریح کر رہا ہے۔ اور اہل سنت و الجماعت
کے افراد کی کثرت تمام گمراہ فرقوں کے مقابلہ پر بالکل
واضح اور صاف ہے۔ اور ہر ایک کو معلوم ہے اس
لئے ثابت ہوا کہ اس مقام پر فرقہ ناجیہ سے مراد اہل سنت
والجماعۃ ہی ہے جو مشہور مذاہب اربعہ کے مقلد ہیں
(الحمد للہ علی ذلک) ان معلومات کے بعد واضح رہے
کہ عرب و عجم کی تمام زبانوں میں حقیقۃ و مجاز کا استعمال
موجود ہے خواہ وہ اچھی ہوں یا بری یہاں تک کہ خود
کلام الٰہی میں بھی یہ دونوں موجود ہیں چنانچہ ہم چند
آیات بطور نمونہ پیش کرتے ہیں (اول) یہ کہ خدا
موت کے وقت روح کو اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے
پھر فرمایا کہ ملک الموت تمہیں وفات دیتا
ہے جو تم پر مسلط کر دیا گیا ہے۔ پس توفی کا
تعلق خدا سے حقیقی ہے اور فرشتے سے
مجازی۔ (دوم) خدا جسے چاہتا ہے
لڑکیاں بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے
لڑکے بخشتا ہے۔ پھر حضرت جبرئیل
علیہ السلام کا قول یوں منقول ہے کہ آپ
نے حضرت مریم علیہا السلام کو یوں کہا
تھا کہ میں اس لئے تیرے پاس آیا
ہوں کہ تمہیں مقدس لڑکا دوں۔ خدا کا ہبہ حقیقی ہے
اور جبریل ؑ کا مجازی۔ (سوم) اے میرے بندو!

Marfat.com

یا عبادی الذین اسرفوا وان عبادی
لیس لک علیهم سلطان وقال تعالیٰ
من عبادکم وامائکم فالاول والثانی حقیقة
والثالث مجاز قال الله تعالیٰ هو
یحیی و یمیت وقال تعالیٰ حکایة عن
سیدنا عیسیٰ علیه السلام واحی الموتیٰ
باذن الله فالاول حقیقة والثانی مجاز
قال الله تعالیٰ والله یهدی من یشاء
الیٰ صراط مستقیم وقال تعالیٰ وانک
لتهدی الیٰ صراط مستقیم فالاول
حقیقة والثانی مجاز قال الله تعالےٰ
یدبر الامر وقال تعالیٰ فالمدبرات امرا
فالاول حقیقة والثانی مجاز قال الله
تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض
الغیب الا الله وقال تعالیٰ حکایة من سیدنا
عیسیٰ علیه السلام وانبئکم بما تاکلون
وما تدخرون فی بیوتکم وقال الله
تعالیٰ حکایة عن سیدنا یوسف علیه السلام
لا یاتیکما طعام ترزقانه الا نبأتکما
بتاویله قبل ان یاتیکما فالاول حقیقة
والثانی مجازا قال الله تعالیٰ عن سیدنا
ابراهیم واذا مرضت فهو یشفین و
قال تعالےٰ حکایة عن
سیدنا عیسیٰ علیه السلام

جنہوں نے بے اعتدالی کی ہے رحمتِ الٰہی سے نا امید
نہ ہو جاؤ (دوم) شیطان سے یوں کہا کہ میرے بندوں پر
تیرا تسلط نہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے بندوں اور
کنیزوں کے نکاح کر دیا کرو۔ پس پہلی دو آیتوں میں
عبد کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور تیسری آیت میں
لوگوں سے تعلق مجازی ہے (چہارم) خدا ہی موت و حیات
دیتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول یوں نقل
کیا ہے کہ میں بفضلِ خدا مُردے زندہ کرتا ہوں۔ تو
زندگی دینے کا تعلق خدا سے حقیقی ہے اور حضرت عیسیٰؑ سے
مجازی (پنجم) خدا جسے چاہے راہِ راست دکھاتا ہے اور
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ راہِ راست دکھاتے
ہیں مگر الٰہی ہدایت حقیقی ہے اور ہدایت نبوی مجازی ہے
(ششم) خدا کائنات کی تدبیر کرتا ہے پھر فرمایا کہ
قسم ہے انکی جو تدبیر کرنے والے ہیں پہلی آیت میں حقیقت ہے
دوسری میں مجاز (ہفتم) کہو! جو لوگ یا فرشتے آسمان و
زمین میں ہیں انہیں سے کوئی بھی غیب نہیں جانتا لیکن اللہ
غیب جانتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ کا حال یوں بتایا کہ آپ
کہتے تھے کہ میں تم کو سب کچھ بتا دونگا جو تم کھاتے ہو یا
جمع رکھتے ہو اپنے گھروں میں پھر حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا کہ آپ
دو قیدیوں سے یوں کہتے تھے کہ نہیں آئیگی تمہاری خوراک جو تمہیں
دیجاتی ہے مگر میں اسکے آنے سے پہلے ہی تمہارے خوابوں کی
تعبیر کر دونگا پہلی آیت میں حقیقة دوسری دو آیتوں میں مجاز
ہے (ہشتم) حضرت ابراہیمؑ کا قول یوں نقل کیا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ جب
میں بیمار ہوتا ہوں تو خدا ہی مجھے شفا دیتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے

والاکمہ والابرص واُحی الموتیٰ باذن اللہ فالاول حقیقۃ والثانی مجاز قال اللہ تعالیٰ وھو الخلاق العلیم وقال تعالےٰ حکایۃ عن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فیکون طیرا باذن اللہ فالاول حقیقۃ والثانی مجاز قال اللہ تعالیٰ ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین وقال تعالیٰ واذا حضر القسمۃ اولوا القربیٰ والیتمیٰ و المساکین فارزقوھم منہ فالاول حقیقۃ والثانی مجاز قال اللہ تعالیٰ ان اللہ ھو السمیع البصیر وقال تعالےٰ انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعا بصیرا فالاول حقیقۃ والثانی مجاز الی غیر ذلک من الآیٰت القرآنیۃ والاحادیث النبویۃ فاذا کان المجاز مستعملا فی کلام اللہ تعالیٰ علی العموم فان استعملہ عبادہ فی بعض محاوراتھم فای قباحۃ فیہ ویبنی علی ھذا الاصل مسائل کثیرۃ التی ھی معرکۃ الآرا بین المقلدین

کریں مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دیتا ہوں اور خدا کے فضل سے مُردے بھی زندہ کر لیتا ہوں پس پہلی آیت میں حقیقۃ ہے دوسری میں مجاز (نہم) فرمایا کہ خدا ہی پیدا کرنے والا اور خوب جاننے والا ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بیان کیا کہ میں مٹی سے پرندوں کی وضع و شکل بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ خدا کے فضل سے پرندے بن جاتے ہیں۔ یہاں بھی پہلے حقیقۃ ہے پھر مجاز ہے (دہم) فرمایا کہ وہی خدا ہر کس کا رازق ہے اور زبردست طاقت کا مالک ہے پھر فرمایا کہ جب میراث تقسیم کرنے کے وقت رشتہ دار، یتیم اور مسکین حاضر ہوں تو اس میں سے ان کو رزق دو۔ یہاں بھی پہلے حقیقۃ ہے پھر مجاز ہے (یازدہم) فرمایا کہ خدا ہی سمیع و بصیر ہے۔ پھر فرمایا کہ ہم نے انسان کو مخلوط نطفہ سے پیدا کیا۔ تاکہ اس کو دنیا کے ابتلا میں ڈالیں اس لئے اسے سمیع و بصیر بنا دیا، پہلا سمیع و بصیر حقیقۃ ہے دوسرا مجاز۔ الغرض اس قسم کی آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ بہت ہیں پس جب حقیقت و مجاز کا استعمال قرآن مجید میں موجود ہے تو اگر اسے خدا کے بندے استعمال کریں اپنے محاورات میں تو کون سی قباحت ہوگی

بہرحال اس اصول پر کئی ایک مسائل کی بنیاد قائم ہے۔ جو مذاہب اربعہ کے مقلدین اور

للمذاهب الاربعة وبين غير المقلدين للمذاهب ومن نحى نحوهم فمن تلك المسائل مسئلة علم الغيب للنبي صلى الله عليه وسلم اولبعض خواص امته فاذا جاز ان يخبر سيدنا عيسى عليه السلام بما ياكلون وما يدخرون امته في بيوتهم فلم لا يجوز ان يخبرنا سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم او بعض خواص امته ببعض المغيبات والامور الاتية في الدنيا والبرزخ فان قيل ان ذلك كان معجزة لسيدنا عيسى عليه السلام قلنا لم لا يجوز ان تكون هذه الامور معجزة لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم وكرامة لخواص امته فان قيل كان ذلك باعلام الله تعالى اياه قلنا كذلك كان هذا باعلام الله تعالى اياه وليعلم ان مسئلة علم الغيب من اكبر المسائل المتنازعة بين علماء الوقت ووقع الطرفان في الافراط والتفريط وتشاجروا بينهم اشد المشاجرات و

وہابیوں کے درمیان زیر بحث اور استدلالی جنگ کا میدان بنے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کے درمیان جو ان کے طریق پر چلتے ہیں چنانچہ ان میں سے ایک علم غیب کا مسئلہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خاصان امت محمدیہ کو حاصل تھا یا نہیں؟ پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھانے اور گھروں کے ذخیرہ کی خبر غیب دیتے ہیں تو یہ امر کیوں جائز نہ ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور امت محمدیہ کے خاص خاص مقرب بندے بھی غیب کی چند خبریں دیں یا دنیا کے مستقبل کے حالات اور برزخ کے حالات بتائیں اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی غیب دانی کیوں معجزہ نہیں ہو سکتی اور خواص امت کے لئے کرامت کیوں نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ سوال ہو کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو تو خود خدا بتا دیتا تھا، تو ہم کہیں گے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تو خدا بتا دیتا تھا۔ اب واضح رہے کہ مسئلہ علم غیب ایک عظیم الشان زیر بحث مسئلہ ہے، جس پر علمائے وقت جھگڑتے رہتے ہیں۔ اور فریقین افراط و تفریط میں پڑ گئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے درمیان سخت اختلاف رونما ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے

كفر بعضهم بعضا فقوم اثبتوا
علم الغيب الكلي والجزئي وماكان
ومايكون للنبي صلى الله عليه وسلم
باعلام الله تعالى اياه وقوم نفوا
العلم الكلي راسا عنه صلى الله
عليه وسلم وقالوا ان علم الغيب الكلي
لا يكون الا لله تعالى واما الجزئي
فكما يكون للرسول كذلك يكون
للمجانين والبهائم عياذا بالله تعالى
عن هذه العقيدة المفضية عن
توهين الرسول صلى الله عليه و
سلم المفضية الى سوء الخاتمة وقوم
اثبتوا للنبي صلى الله عليه وسلم
جميع علوم الغيب التي تتعلق بالنبوة
من[1] الامم السالفة واحوال البرزخ
واحوال القيمة ونعم الجنة و
عذاب النار وبعض علوم العالم
العلوي والسفلي باعلام الله
تعالى اياه وهذه العقيدة
هي المتوسطة بين الافراط
والتفريط واقرب للتقوى
وليت شعري اي جواب للمثبتين
جميع علوم الغيب الكلي والجزئي وماكان
ومايكون للنبي صلى الله عليه وسلم في العلوم

کو کافر بھی کہہ چکے ہیں۔ کیوں کہ ایک فرقہ
نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم
غیب کلی اور غیب جزئی اور غیب ماضی
و مستقبل ثابت کیا ہے کہ خدا تعالے نے
آپ کو ان سب چیزوں کا علم دیا تھا۔ ایک
فرقہ نے سرے سے علم کلی ہی کی نفی کر دی ہے کہ وہ
حضور علیہ السلام کو حاصل نہ تھا کیونکہ علم غیب کلی اللہ تعالے
کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔ اور غیب جزئی تو کوئی بڑی
بات نہیں کیونکہ وہ جس طرح رسول کو حاصل ہے۔ اسی طرح
دیوانوں اور چار پایوں کو بھی حاصل ہے (خدا ایسے عقیدہ سے
بچائے) یہ ایسا عقیدہ ہے کہ جس میں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا اظہار ہوتا ہے اور
کشاں کشاں بُرے خاتمہ تک پہنچانے والا ہے۔ ایک
فرقہ نے وہ تمام علوم غیبیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
لئے ثابت کئے ہیں جو رسالت اور نبوت سے تعلق
رکھتے ہیں یا گذشتہ امتوں اور احوال برزخ یا قیامت
کے خوفناک حالات سے تعلق رکھتے ہیں یا جنت کی نعمتوں
اور دوزخ کے عذاب کے متعلق ہیں اس کے علاوہ علم
غیب بھی جو عالم بالا اور دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو
خدا تعالیٰ نے آپکو بتا دیئے ہیں اور یہ عقیدہ افراط و
تفریط کے درمیان ہے اور تقویٰ کے قریب ہے۔ کاش
ہمیں معلوم ہو جاتا کہ جو لوگ تمام قسم کے علوم غیبیہ کلی
جزئی ماضی۔ حال اور استقبال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے لئے ثابت کرتے ہیں وہ ان علوم سے متعلق کیا جواب

[1] من احوال الامم

Marfat.com

المنہیة فی الشرع کالنجوم والجفر
والنیرنجات والکھانة والموسیقی
والسحر والرمل والحکمة الیونانیة
فی الالٰھیات وما جواب‌ھم بقول
اللہ تعالیٰ وما علمناہ الشعر وما
ینبغی لہ وقولہ تعالیٰ وما ھو
بساحر وما ھو بقول کاھن۔
فان قیل ھذہ العلوم لیست من
الغیب بل من الشھادة نقول اما
کانت ھذہ العلوم داخلة فیما
کان وما یکون فان قیل نعم
قلنا رفع اللہ تعالیٰ ساحة الرسالة
عن الاتھام بھذہ العلوم فانہ
ھو الرسول النبی الامی والکفار
کانوا یتھمونہ بالسحر قال اللہ
تعالیٰ وما ھو بساحر ویتھمونہ
بالکھانة قال اللہ تعالیٰ ولا
بقول کاھن وکانوا یقولون
انما یعلمہ بشر قال اللہ تعالیٰ
لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی
وھذا لسان عربی مبین وان
قیل لا یعنی لیست ھذہ العلوم
داخلة فیما کان وما یکون
نقول فھی ای شیئ تدخل ھذہ

دیں گے جو شرع میں ممنوع قرار دیئے گئے ہیں۔ مثلاً نجوم
جفر شعبدہ بازی کہانت موسیقی سحر رمل۔ یونانی
فلسفہ جو الٰہیات کے متعلق ہے۔ (کیا یہ بھی آپ کو
حاصل تھے؟) اور وہ اس کا بھی کیا جواب دیں گے
کہ خود خدائے تعالیٰ نے تصریح کے ساتھ فرمایا ہے
کہ ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں سکھلایا اور
نہ ہی یہ علم آپ کے شان کے شایاں ہے۔ اور یہ بھی
فرمایا کہ آپ جادوگر نہ تھے اور یہ قرآن کسی کاہن کا
قول نہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ علوم از قسم غیب
نہیں بلکہ از قسم ظاہر ہیں تو ہم جواب میں پوچھیں گے
کہ اگر وہ غیب میں داخل نہیں تو کیا وہ ماکان ومایکون میں
بھی داخل ہیں یا نہیں؟ تو اگر جواب دیا جائے کہ ہاں
وہ ان میں داخل ہیں تو ہم کہیں گے کہ اگرچہ وہ داخل ہیں
مگر خدا تعالیٰ نے ذاتِ رسالت کو ان علوم کی آلائش سے
صاف کر دیا ہوا ہے کیونکہ آپ رسول اُمی تھے۔ کفار جادو
کا الزام دیتے تھے مگر خدا نے کہا کہ وہ جادوگر نہیں۔
پھر وہ کہانت کا الزام دیتے تھے کہ جن بھوت کے ذریعہ
سے آپ خبریں دیتے ہیں لیکن خدا نے کہا کہ یہ قرآن کسی
کاہن کا قول بھی نہیں۔ پھر وہ کہتے تھے کہ کوئی آدمی
آپکو یہ قرآن سکھاتا ہے تو خدا نے جواب میں کہا کہ جس آدمی
کی طرف تعلیم قرآن کو منسوب کرتے ہیں وہ تو عجمی ہے۔
عربی زبان جانتا ہی نہیں اور یہ قرآن فصیح عربی میں ہے
اگر یوں کہا جائے کہ نہیں یعنی ماکان اور مایکون میں یہ
علوم ممنوعہ داخل نہیں تو ہم پوچھیں گے کہ پھر یہ علوم

Marfat.com

العلوم۔ وأيّ جواب للناهين عن اخباره صلى الله عليه وسلم بعذاب القبر وسوال الملكين وضغطة القبر واخباره عليه الصلوٰة والسلام بالفتوحات الاسلامية قبل وقوعها واخباره باحوال اخر الزمان فوقع جميع ما اخبر به صلى الله عليه وسلم كما اخبر به واى جواب لهم من تعيين مواضع قتل الكفار في البدر فقتلوا في تلك المواضع وهل البهائم والمجانين يخبرون بمثل هذا وسمعت ممن اعمى الله قلبه ان النبي صلى الله عليه وسلم لو كان يعلم فتح المسلمين وقتل الكفار ببدر لما التجاء الى الله في سجوده بفتح المؤمنين وقتل الكفار ولم يعلم المحروم ان دعاءه عليه الصلوٰة والسلام للمسلمين كان تعبدًا وتواضعًا لله تعالى اما كان عليه الصلوٰة والسلام يعلم بانه على الصراط المستقيم لقوله تعالى انك على صراط مستقيم ومع ذلك يقرأ في صلوته اهدنا الصراط المستقيم قال الله تعالى عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول وقال الله تعالى

ممنوعہ کس قسم میں داخل ہوں گے؟ اور منکرین علم غیب ان احادیث کا کیا جواب دیں گے۔ جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عذاب قبر۔ سوال ملائکہ۔ قبر کی تنگی کی خبر دی ہے یا جن میں آپ نے قبل از وقوع فتوحات اسلامیہ کی خبر دی ہے۔ یا اخیر زمانہ کی خبریں دی ہیں۔ حالانکہ سب کچھ اسی طرح پیش آیا ہے جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا۔ اور اس کا کیا جواب ہوگا جو آپ نے قتل کفار کے مقامات قتل جنگ بدر میں بتائے تھے۔ چنانچہ وہیں وہ قتل ہوئے جہاں آپ نے کہا تھا۔ کیا چار پائے اور دیوانے بھی ایسی خبریں دے سکتے ہیں؟ میں نے خود اس آدمی سے سنا ہے جس کے دل کو خدا نے اندھا کر دیا تھا کہتا تھا کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی فتح جانتے ہوتے اور بدر میں قتل کفار کی خاص خاص جگہیں جانتے ہوتے تو مسلمانوں کی فتح کے لئے اور قتل کفار کے واسطے سجدہ میں پڑ کر دعا نہ کرتے۔ میں کہتا ہوں کہ اس محروم العقل کو معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام کی دعا کرنا مسلمانوں کے حق میں خدا کے سامنے تواضع اور اظہار خاکساری تھی۔ کیا آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ آپ صراط مستقیم پر قائم ہیں۔ حالانکہ خدا نے بتا دیا ہوا تھا کہ آپ صراط مستقیم پر ہیں تاہم آپ نماز میں یہ الفاظ دہرایا کرتے تھے کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تمہارا خدا عالم الغیب ہے اور اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا مگر اس رسول کو جسے وہ پسند کرے۔ پھر یہ بھی فرمایا

Marfat.com

وما كان الله ليطلعكم على الغيب
ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء
اما كان النبي صلى الله عليه وسلم
هو الرسول المرتضى والرسول المجتبى
وان قيل نعم دخل النبي صلى الله عليه
وسلم في الاستثناء في الاية الاولى
لانه هو الرسول المرتضى وفي قوله
ولكن الله يجتبي من رسله من يشاء
لانه هو الرسول المجتبى وان قيل لا
نقول فمن الرسول المرتضى والمجتبى
الذي ذكره الله تعالى في الايتين
المذكورتين والتحقيق في هذا المقام
ان جملة عالم الغيب يصح اطلاقها على
النبي صلى الله عليه وسلم باعتبار البعض
ولا تصح باعتبار البعض الاخر فان علم
بعض المغيبات كاخباره صلى الله عليه
وسلم باحوال عالم البرزخ من ضغطة
القبر وسوال الملكين وتوسعة القبر
سبعين ذراعا على المطيع وضيقه
على العاصي واخباره باحوال القيمة
من الوقوف والميزان والصراط والحوض و
الشفاعة والجنة ونعيمها والنار وجحيمها
واخباره ببعض المغيبات الدنيوية كمواضع
قتل المشركين ببدر ورد كتاب حاطب بن

کہ خدا تم کو علم غیب پر مطلع کرنے کے قریب بھی نہیں
ہے لیکن اپنے رسولوں میں سے جس رسول کو چاہے منتخب
کر لیتا ہے تو آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم برگزیدہ اور
منتخب شدہ رسول نہ تھے؟ اگر یہ کہا جائے کہ ہاں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی آیت کے استثناء میں داخل
ہیں کیونکہ آپ برگزیدہ و پسندیدہ رسول ہیں جس کا
ثبوت اس آیت سے ہے کہ لیکن اپنے رسولوں میں سے
اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے منتخب کر لیتا ہے کیونکہ
آپ ہی رسول مجتبیٰ ہیں۔ مگر اس کا انکار کیا جائے تو
پھر ہم پوچھیں گے کہ پھر حضور علیہ السلام کے سوا ان
دونوں آیات میں کس رسول مجتبیٰ و مرتضیٰ کا ذکر ہے
اس مقام پر تحقیق یہ ہے کہ عالم الغیب کے فقرہ کا
استعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صحیح ہے باعتبار بعض
علم غیب کے اور بعض علم غیب کے اعتبار سے صحیح نہیں
کیونکہ بعض مغیبات کا خبر دینا آپ سے بالکل صحیح
اور روشن ہے مثلاً آپ کا عالم برزخ کے متعلق قبر کی
تنگی اور منکر نکیر کے سوالوں کی خبر دینا اور نیک بندے
کی قبر کا ستر گز تک وسیع ہونے اور بدکار پر تنگ ہونے
کی خبر دینا یا احوال قیامت میں خدا کے سامنے پیش ہونے
وزن اعمال۔ پل صراط۔ حوض کوثر۔ شفاعت جنت اور
اس کی نعمتیں اور دوزخ اور اس کی آگ کی خبر دینا یا
چند معاملات دنیاوی سے خبر دینا۔ مثلاً بدر میں مشرکین
کی قتل گاہیں بتانا یا حاطب بن بلتعہ کی چٹھی واپس
لینا جو اس نے پوشیدہ طور پر مشرکین کو لکھی تھی

Marfat.com

بلتعه المكتوب الى قريش واخباره باجهل
بما اخفاه فى يده من الحصاة واخباره
بقتل ملك الفرس صبيحة ليلة قتله و
اخباره بموت النجاشى وصلوة الجنازة
عليه فى المدينة واخباره باكل الارضة
صحيفة المعاهدة لقريش المعلقة فى
جوف الكعبة واخباره بموت جعفر الطيار
ورفيقيه فى غزوة المؤتة واخباره
بالفتح على يد الخالد بن الوليد سيف الله
واخباره بفتح باب قلعة الخيبر على يد
على المرتضى واخباره بسم الشاة المسموم
التى اهدتها اليه اليهودية واخباره
بقتل على المرتضى ذا الثديين من الخارجين
واخباره بفتن آخر الزمان الى غير ذلك
من الاخبارات المغيبة كما لا يخفى على
من له ادنى مهارة فى العلوم الاسلامية
فان قيل اخباراته بالمغيبات المذكورة
كان باعلام الله تعالى اياه قلنا
حصل المقصود ومتى قلنا ان اخباراته
بالمغيبات كانت من عند نفسه بغير
اعلام الله تعالى فاطلاق جملة عالم
الغيب عليه صلى الله عليه وسلم صحيح بهذا
الاعتبار فمن قال من المقلدين انه
عالم بجميع الغيوب او قال عالم

یا ابوجہل کو بتانا کہ اس کی مٹھی میں کنکریاں ہیں۔ یا شاہ
فارس کے قتل کی خبر دینا خاص اسی صبح کو جبکہ مارا گیا
تھا۔ یا موت نجاشی شاہ حبشہ کی خبر دینا۔ پھر مدینہ طیبہ
میں اس پر غائبانہ جنازہ پڑھنا۔ یا یہ خبر دینا کہ دیمک اس
کاغذ معاہدہ کو کھا گئی ہے جو قریش نے آپ کے خلاف لکھ کر
بیت اللہ شریف میں آویزاں کیا تھا۔ یا حضرت جعفر طیار
رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر دینا اور اس کے دو
رفیقوں کی خبر دینا جنگ تبوک میں۔ یا حضرت خالد سیف اللہ
کے ہاتھ پر فتوحات کا حاصل ہونا۔ یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کے ہاتھ پر قلعہ خیبر کا فتح ہونا یا بکری کے گوشت میں زہر
ملانے کی خبر دینا جو یہودیوں نے آپ کی خدمت میں بطور
تحفہ بھیجا تھا۔ یا آپ کا خبر دینا کہ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ ذو الثدیین خارجی کو قتل کریں گے یا آخر زمانہ
میں فتنوں کا پیدا ہونا۔ غرضیکہ اسی قسم کی غیبی خبریں
کئی ایک اور بھی آپ نے دی ہیں جو اس شخص پر
مخفی نہیں جو علوم اسلامیہ میں مہارت اور واقفیت
رکھتا ہے۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ تو خدا کے بتانے
سے آپ نے بتائی ہیں اس لئے یہ خبریں غیب نہیں
بلکہ از قسم وحی ہیں۔ تو ہم کہتے ہیں کہ پھر بھی ہمارا مدعا
ثابت ہوا کہ آپ عالم الغیب تھے اور جب یوں کہا جائے
کہ خدا تعالیٰ کی اطلاع کے بغیر کشف کے طور پر آپ نے
یہ خبریں دی تھیں تو اس صورت میں بھی نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا صحیح ہوگا۔ جو مقلد یوں کہتے
ہیں کہ حضور علیہ السلام تمام قسم کے غیب کو جانتے تھے

Marfat.com

بماكان ومايكون فمراده من العلوم
العلوم التى تتعلق بالرسالة و
التبليغ وافحام المنكرين واحوال
الانبياء المتقدمين ونجاة اممهم
المطيعين وهلاك المنكرين واحوال
امته عليه الصلوة والسلام فى آخر
الزمان و ماياتى عليهم من الفتن و
مايجرى عليهم من المحن حتى يدخل
اهل الجنة الجنة واهل النار النار نعم
العلوم التى لا يليق بدمن الشعر والجفر
والرمل والسيمياء والكيمياء وغير
ذالك والعلوم التى لا تعلق لها بالرسالة
والنبوة والتبليغ كعلم
مثاقيل الجبال ومكائيل البحار و
قطرات الامطار واوراق الاشجار
الى غير ذالك من العلوم التى لا نعلم
اسمها ولا رسمها فذلك كله مختصة
بخالقها ومنشئها ومغنيها
فان قيل اذا ثبت انه صلى الله
عليه وسلم عالم ببعض
العلوم فما معنى اطلاق
جملة عالم الغيب عليه قلنا
ثبوت الصفة للشخص لا
يقتضى العلوم لتلك الصفة

یا یوں کہتے ہیں کہ آپ کو تمام ماکان ومایکون کا علم غیب تھا تو ان کی مراد بھی وہی علوم غیبیہ ہیں۔ جو تبلیغ رسالت اور منکرین کو لاجواب کرنے یا گذشتہ انبیاء علیہم السلام کے حالات معلوم کرنے کے متعلق ہیں یا ان کی مطیع امت کی نجات اور منکرین کی ہلاکت کے متعلق ہیں۔ یا جو امت محمدیہ کے احوال سے تعلق رکھتے ہیں جو آخر زمانے میں پیش آئیں گے یا ان فتنوں کی بابت ہیں جو امت محمدیہ پر آنے والے ہیں یا ان تکالیف کے متعلق ہیں جو ان پر آئیں گی۔ یہانتک کہ اہل جنت جنت میں چلے جائیں گے اور اہل نار دوزخ میں تھہریں گے۔ مگر ہاں وہ علوم جو آپکے شان کے شایان نہیں مثلاً علم شعر۔ جفر رمل سیمیا کیمیا وغیرہ اور وہ علوم کہ جن کا تعلق تبلیغ رسالت سے قطعاً نہیں۔ مثلاً پہاڑوں کے وزن معلوم کرنا۔ سمندروں کے پانی ماپنے کا علم یا بارش کے قطرات کی گنتی یا درختوں کے پتوں کی گنتی اور اسی قسم کے اور علوم کہ جن کے نام بھی ہم نہیں جانتے اور نہ ہی ہمیں ان کی تشریح معلوم ہے۔ تو یہ سب قسم کے علوم خاص خدائے خالق سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ جو ان کو پیدا اور فنا کرنے والا ہے۔ کسی انسان کا ان سے کوئی واسطہ نہیں۔ اگر کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بعض غیبوں کے عالم ہیں تو پھر عالم الغیب کے فقرہ کا آپ پر استعمال کرنے کا کیا مطلب ہوگا۔ تو ہم جواب دیں گے کہ کسی شخص کو کسی صفت سے موصوف کرنے کا یہ

Marfat.com

بل يكفي في ذالك حصول بعض افراد الصفة لذلك الشخص فانك اذا قلت زيد عالم فليس المراد ان زيداً عالم بجميع علوم العالم حلالها و حرامها بل المتبادر من هذا القول ان زيداً عالم بعلوم المروجة المتداولة قال الله تعالى ان الانسان ليطغى ان راٰه استغنى اى بعض الانسان فان كثيرا من الاغنياء كانوا عباد الله الصالحين بل الانبياء والمرسلين صلوات الله عليهم اجمعين ومن تلك المسائل مسئلة ايصال ثواب الاعمال لارواح الاموات قالوا حرام او ممنوع او لغو عبث لا يضر ولا ينفع على اختلاف آرائهم مستدلين بقوله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى. وفي هذه المسئلة اختلاف كثير من علماء الطرفين وذكر حججهم بطول والعبد الضعيف مؤلف الرسالة لما راى بيان الشيخ ابن القيم الجوزية الحنبلي في هذه المسئلة مشحونا

معنی نہیں ہوتا کہ اس صفت کے تمام اقسام بھی اس میں موجود ہوں۔ بلکہ اتنا ضروری ہوتا ہے کہ اس کے بعض حصے اس میں پائے جائیں کیونکہ جب یوں کہتے ہو کہ زید عالم ہے تو اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ زید تمام قسم کے علوم دنیاوی حلال حرام وغیرہ سب جانتا ہے۔ بلکہ بلا تکلف یہی ذہن میں آتا ہے کہ زید علوم مروجہ کا عالم ہے۔ جو روزمرہ استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح خدا کا قول ہے کہ انسان بیشک حد سے بڑھ جاتا ہے جبکہ وہ اپنے آپکو مستغنی دیکھتا ہے۔ اس سے مراد بھی بعض انسان ہیں ورنہ کئی ایک مالدار اللہ کے بندے ہوگذرے ہیں بلکہ مالدار انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی تھے۔ اختلافی مسائل میں سے ایک مسئلہ ایصال ثواب کا بھی ہے۔ کہ مردوں کی روحوں کو اپنے اعمال کا ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں کہ حرام ہے یا ممنوع ہے یا بیفائدہ ہے۔ جس میں نہ نفع ہے نہ نقصان۔ اس کے متعلق ان کے خیالات مختلف ہیں بہرحال مانعین کی دلیل یہ ہے کہ خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے اپنی ہی کمائی کام آئے گی۔ اس مسئلہ میں فریقین کے علماء کے درمیان بڑا اختلاف ہے جن کے دلائل کا ذکر کرنا طوالت ہوگا۔ مگر اس رسالہ کے مصنف عبد ضعیف نے جب شیخ ابن قیم جوزی حنبلی کا اس مسئلہ میں ایک مضمون دیکھا جس میں انصاف بھرا ہوا

بالانصاف اخذ بہ و استحسن
المقاملۃ معھم باعتقاد الشیخ
فیھا لانہ من اکابر مشایخھم فی المذھب
لعلھم یرجعون الی الحق وھا انا
اذکر ما قال الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ
فی کتاب الروح فقال واما المسئلۃ
السادسۃ عشر وھی ھل تنتفع ارواح
الموتی بشیئ من سعی الاحیاء ام لا
فالجواب انھا تنتفع من سعی الاحیاء
بامرین یجمع علیھما بین اھل السنۃ
من الفقھاء واھل الحدیث والتفسیر
احدھما ما تسبب الیہ المیت فی
حیاتہ والثانی دعاء المسلمین
لہ واستغفارھم لہ والصدقۃ
والحج علیٰ نزاع ما الذی یصل
من ثوابہ ھل ھو ثواب الانفاق
او ثواب العمل فعند الجمھور یصل
ثواب العمل نفسہ وعند بعض
الحنفیۃ انما یصل ثواب الانفاق
واختلفوا فی العبادۃ البدنیۃ
کالصوم والصلوۃ وقراءۃ القرآن
والذکر فمذھب الامام احمد
وجمھور السلف وصولھا
وھو قول بعض اصحاب

تھا۔ تو میں نے وہی اختیار کر لیا اور یہی پسند
کیا کہ شیخ موصوف کے عقیدہ کے ساتھ ان کا
مقابلہ کر دوں، کیونکہ مسائل میں شیخ موصوف مخالفین
کا ایک مسلّم بزرگ ہے۔ امید ہے کہ وہ بھی
حق کی طرف رجوع کر لیں گے۔ چنانچہ میں شیخ
صاحب موصوف رحمہ اللہ کا وہ اقتباس پیش
کرتا ہوں جو آپ نے اپنی کتاب کتاب الروح
میں درج کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ سولھواں مسئلہ یہ
ہے کہ آیا مُردہ کی رُوح زندہ کے اعمال سے فائدہ
اٹھا سکتی ہے یا نہیں؟ جواب یوں ہے کہ فائدہ
اٹھا سکتی ہے دو طریق سے جن پر اہل سنت
کے فقہاء، اہلحدیث اور مفسرین کا اتفاق ہے
پہلا طریق یہ ہے کہ مُردہ اپنی زندگی میں اس عمل کا
باعث بنا ہو۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ زندہ مسلمان
اس کے حق میں دعاء اور استغفار کریں یا صدقہ
خیرات کریں یا حج کریں۔ گو اس میں یہ اختلاف
ہے کہ مُردہ کو ثواب مال خرچ کرنے کا ملے گا یا
اصل عمل کا ثواب ہوگا۔ جمہور اہل علم کے نزدیک
خود نیک عمل کا ثواب ملتا ہے اور بعض حنفیہ کے
نزدیک نیک عمل پر مال خرچ کرنے کا ثواب ملتا
ہے۔ پھر ان کا اس میں اختلاف ہے کہ بدنی عبادات
مثلاً نماز، روزہ، تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کا
ثواب پہنچتا ہے یا نہیں؟ تو امام احمد بن حنبل اور
جمہور سلف کا یہ مذہب ہے کہ یہ بھی پہنچتا ہے

Marfat.com

ابی حنیفۃ نص علی ھذا الامام احمد فی روایۃ محمد بن یحییٰ الکحال قال قیل لابی عبد اللہ الرجل یعمل الشیئ من الخیر من صلوۃ او صدقۃ او غیر ذلک فیجعل نصفہ لابیہ او لامہ قال ارجو وقال المیت یصل الیہ کل شیئ من صدقۃ او غیرھا وقال ایضاً اقرأ اٰیۃ الکرسی ثلاث مرات وقل ھو اللہ احد وقل اللھم ان فضلہ لاھل المقابر۔ فالدلیل علی انتفاعہ بما تسبب الیہ فی حیاتہ ما رواہ مسلم فی صحیحہ من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات الانسان انقطع عنہ عملہ الا من ثلاث الا من صدقۃ جاریۃ او علم ینتفع بہ او ولد صالح یدعو لہ فاستثناء ھذہ الثلث من عملہ یدل علی انھا منہ فانہ ھو الذی تسبب الیھا وفی سنن ابن ماجہ من حدیث ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال

اور یہی قول حضرت امام اعظمؒ کے بعض شاگردوں کا بھی ہے۔ اور اس فتوٰے پر محمد بن یحییٰ کحال کی روایت میں یوں تصریح موجود ہے کہ امام احمدؒ سے سوال کیا گیا کہ ایک آدمی کوئی نیک عمل کرتا ہے مثلاً نماز۔ صدقہ۔ خیرات یا کوئی اور نیک عمل اور اس کا نصف حصہ اپنے باپ یا اپنی والدہ کے لئے مقرر کرتا ہے۔ کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ وہ صحیح ہے پھر فرمایا کہ میّت کو ہر چیز (از قسم صدقہ وغیرہ) پہنچتی ہے یہ بھی کہا کہ آیۃ الکرسی تین دفعہ اور قل ھو اللہ احد ایک دفعہ پڑھ اور یوں دعا میں کہو کہ یا اللہ اس کا ثواب اہلِ مقابر کو پہنچے۔ اس امر کا ثبوت کہ جس نیک کام کا مُردہ خود باعث اپنی زندگی میں بن چکا ہے اُس سے اس کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہ ہے کہ امام مسلمؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت لکھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ انسان جب مرتا ہے تو اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین قسم کے عمل جاری رہتے ہیں۔ اوّل صدقہ جاریہ دوم مفید علم سوم نیک اولاد جو اُس کے حق میں دعا گو رہے۔ ان تین اعمال کا استثنا کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عمل بھی اسی میّت کے ہیں کیونکہ وہی ان کا باعث بنا ہے اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک

Marfat.com

قال رسول الله صلی الله علیه
وسلم انما یلحق المومن من عمله
وحسناته بعد موته علما علمه ونشره
او ولدا صالحا ترکه او مصحفا
ورثه او مسجدا بناه او بیتا
لابن السبیل بناه او نهرا اکراه
او صدقة اخرجها من ماله فی
صحته وحیاته تلحقه بعد موته۔
انتهی مختصرا والدلیل علی
انتفاعه بغیر ما تسبب فیه
القرآن والسنة والاجماع و
قواعد الشرع اما القرآن
فقوله تعالی والذین جاءوا
من بعدهم یقولون اغفرلنا
ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان
فاثنی الله سبحانه علیهم
باستغفارهم للمؤمنین
قبلهم وقد دل علی انتفاع المیت
بالدعاء اجماع الامة علی
الدعاء له فی صلوة الجنازة
وفی السنن من حدیث ابی
هریرة رضی الله عنه قال قال
رسول الله صلی الله علیه وسلم
اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له

یہ بھی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مومن کے نیک اعمال میں سے
موت کے بعد اس کو یہ عمل پہنچتے ہیں۔ اوّل
جو اس نے پڑھایا اور پھیلایا۔ دوم نیک اولاد
جسے اپنا جانشین بنا گیا۔ سوم قرآن مجید جو ورثہ
میں چھوڑ گیا۔ چہارم مسجد جو اس نے بنائی۔ پنجم
سرائے جو مسافروں کے لئے تیار کی۔ ششم نہر
جو اس نے کھدوائی۔ ہفتم صدقہ جو اپنی زندگی میں
بحالت صحت الگ کر چکا ہے۔ یہ موت کے بعد
اُسے پہنچے گا (مختصر طور پر یہ مضمون ختم ہوا) اور
یہ امر کہ جس چیز کا باعث وہ مُردہ نہیں بنا۔ اس کا
ثواب یا نفع بھی اسے پہنچتا ہے تو اس کا ثبوت
قرآن، حدیث، اجماع اور اصول شرع سے ملتا
ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے کہ جو مسلمان پہلے
مسلمانوں کے بعد دنیا میں آئے ہیں وہ کہتے ہیں
کہ یا اللہ ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو
بھی بخش، جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں دیکھو
خداتعالےٰ نے ان مسلمانوں کی تعریف کی ہے۔ جو
اپنے پہلوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں اور اجماع
اُمّت محمدیہ سے ثابت ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے
لئے دعا کرنے سے اسے فائدہ پہنچتا ہے۔ اور کتب
حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک
روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھو تو خلوص دل

Marfat.com

الدعاء وفی صحیح مسلم من حدیث
عوف بن مالک قال صلی اللہ علیہ
وسلم علی جنازۃ فحفظت من
دعائہ وھو یقول اللھم اغفرہ
وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم
نزلہ ووسع مدخلہ الی آخر الحدیث
انتھی مختصرا **فصل** واما وصول
ثواب الصدقۃ ففی الصحیحین
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان
رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فقال یارسول اللہ ان امی
افتلتت نفسہا ولم توص واظنہا
لو تکلمت تصدقت افلہا اجر
ان تصدقت عنہا قال نعم
وفی صحیح البخاری عن
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما
ان سعد بن عبادۃ توفیت امہ
وھو غائب عنہا فاتی النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان امی
توفیت وانا غائب عنہا فھل ینفعہا
ان تصدقت عنہا قال نعم قال
فانی اشھدک ان حائطی المخراف
صدقۃ عنہا وفی السنن و

سے اس کیلئے دعا کرو اور صحیح مسلم میں عوف بن
مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
نے ایک جنازہ پڑھا۔ اس میں آپ نے میت کے لئے
جو دعا فرمائی تھی میں نے یاد کر لی چنانچہ آپ فرماتے
تھے کہ یا اللہ اسے بخشدے اور اس پر رحم کر اور
اسے سلامتی دے۔ اس کے قصور معاف کر اپنے
پاس عزت و آبرو کے ساتھ اسے فروکش کر اور اپنی
بارگاہ میں اس کا داخلہ وسیع کر (انتہی) **(فصل)**
صدقہ کا ثواب پہنچنا اس حدیث سے ثابت ہے
جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیحین میں مروی
ہے کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی حاضر
ہوا اور کہا کہ میری ماں مر گئی ہے اور وصیت نہیں
کر سکی۔ مجھے خیال ہے کہ اگر بول سکتی تو ضرور صدقہ
کرتی۔ تو کیا میں اگر صدقہ کروں تو اس کو ثواب ملیگا
تو آپ نے فرمایا کہ ہاں ضرور ملیگا۔ صحیح بخاری میں
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے
روایت ہے کہ سعد بن عبادہ کی ماں مر گئی اور
وہ غیر حاضر تھا۔ پھر وہ حضور علیہ السلام کے پاس
آیا اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ میری ماں میری
غیر حاضری میں مر گئی ہے تو اگر میں اس کی
طرف سے وکیل بنکر صدقہ کروں تو کیا اسے
کچھ فائدہ ہوگا۔ تو آپ نے فرمایا ہاں فائدہ
ہوگا۔ پھر سعد نے کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ میرا
باغ اس کی طرف سے صدقہ ہے اور یہی حدیث

وفی مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابی مات وترک مالا ولم یوص فھل یکفر عنہ ان اتصدق عنہ قال نعم

نے صلی رسول اللہ

Marfat.com

مسند احمد عن سعد بن عبادة
انه قال یا رسول الله ان ام سعد
ماتت فای الصدقة افضل
قال الماء فحفر بیرا وقال هذه
لام سعد . انتهی **فصل** واما
وصول ثواب الصوم
ففی الصحیحین عن عائشةؓ
ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم قال من مات وعلیه
صیام صام عنه ولیه وفی
الصحیحین ایضا عن ابن عباس
رضی الله عنهما قال جاء رجل
الی النبی صلی الله علیه وسلم
فقال یا رسول الله ان امی ماتت
وعلیها صوم شهر افاقضیه
عنها قال نعم وفی روایة
جاءت امراة الی رسول الله
صلی الله علیه وسلم فقالت
یا رسول الله ان امی ماتت
وعلیها صوم نذر افاصوم
عنها قال ارأیت لو کان
علی امك دین فقضیته اکان
یؤدی ذلك عنها قالت نعم
قال فصومی عن امك وهذا

منتہیٰ ہے اور مسند احمد میں بھی سعد بن عبادہ سے
روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میری ماں ام سعد مرگئی
ہے تو آپ فرمائیے کہ کس قسم کی خیرات اس کی طرف
سے افضل ہوگی تو آپ نے فرمایا کہ پانی کی خیرات
افضل ہے۔ پھر اس نے ایک کنواں کھدوایا اور
کہا کہ یہ کنواں میری ماں ام سعد کا ہے (انتہیٰ)
(فصل) روزہ کا ثواب پہنچنا تو اس کے
متعلق بھی صحیحین میں روایت ہے حضرت عائشہ
سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو
مرجائے اور اس کے ذمہ پر روزے باقی ہوں
تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے
اور یہ بھی صحیحین میں ہی روایت ہے کہ ایک آدمی
حضور علیہ السلام کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میری
ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ ایک ماہ کے روزے
باقی ہیں تو کیا میں اس کی طرف سے قضا کروں
تو آپ نے فرمایا ہاں قضا کرو ایک روایت میں ہے
کہ ایک عورت حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی
اور کہنے لگی کہ میری ماں مرگئی ہے اور اس کے ذمہ
پر نذر کے روزے باقی ہیں تو کیا اس کی طرف سے
میں روزے رکھوں؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم یہ خیال
کرو کہ اگر اس کے ذمہ پر قرضہ ہوتا تو تو اُسے ضرور ادا
کرتی۔ تو کیا وہ اس کی طرف سے ادا ہوجاتا یا
نہ ہوتا۔ کہنے لگی ہاں وہ تو ادا ہوجاتا۔ تو پھر
آپ نے فرمایا کہ تو اس کی طرف سے روزے بھی

Marfat.com

اللفظ للبخاري وحده تعليقا
انتهى مختصرا۔ **فصل** واما
وصول ثواب الحج ففي صحيح
البخاري عن ابن عباس
رضي الله عنهما ان امرأة من
جهينة جاءت الى النبي صلى الله
عليه وسلم فقالت ان امي نذرت
ان تحج فلم تحج حتى ماتت
افاحج عنها قال حجي عنها ارأيت
لو كان على امك دين اكنت
قاضية اقضوا الله فالله
احق بالقضاء وروى ايضا
عن ابن عباس رضي الله عنهما
ان امراءة سالت النبي صلى الله
عليه وسلم عن ابنها مات ولم
يحج قال حجي عن ابنك انتهى مختصرا
ثم قال الشيخ واجمع المسلمون
على ان قضاء الدين يسقطه
من ذمته ولو كان من اجنبي
او من غير تركته وقد دل عليه
حديث قتادة حيث ضمن
الدينارين عن الميت فلما قضاهما
قال له النبي صلى الله عليه
وسلم الآن بردت عليه جلدته

رکھ (یہ لفظ بطور تعلیق کے صرف بخاری میں ہیں) (انتہی)
(**فصل**) رہا ثواب حج کا پہنچنا۔ تو اس کے متعلق
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت صحیح
بخاری میں موجود ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی
کہ میری ماں نے نذر مانی تھی کہ حج کرے گی مگر وہ حج
نہیں کر سکی اور مر گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج
کروں؟ آپ نے فرمایا۔ اس کی طرف سے حج کر۔ پھر
فرمایا کہ تم خود سمجھو کہ اگر تیری ماں پر قرضہ ہوتا تو تو
اس کی طرف سے ضرور ادا کرتی۔ اس لئے خدا کا قرضہ
بھی ادا کرو۔ کیونکہ اس کا قرضہ ادا کرنا تو سب سے زیادہ
ضروری ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت
ہے کہ ایک عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا تھا اپنے بیٹے کے متعلق کہ وہ مر گیا ہے
اور حج نہیں کر سکا۔ تو آپ نے فرمایا تو پھر تم اس
کی طرف سے حج کرو (انتہی مختصراً) اس کے بعد شیخ
موصوف فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اس امر پر
اجماع اور اتفاق ہے کہ میت کا قرضہ بعد میں ادا
کرنے سے ساقط ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ادا کرنے والا
کوئی بیگانہ ہو یا اس کے مال متروکہ سے بھی ادا نہ
کیا جائے۔ اور حدیث قتادہؓ کی اس کا ثبوت دیتی
ہے کہ اس نے ایک میت کی طرف سے دو دینار کی
ضمانت دی تھی اور جب ادا کر دیئے تو حضور علیہ السلام
نے فرمایا کہ اب تو نے اس کے جسم کو ٹھنڈا کیا ہے اب

Marfat.com

واما قراءۃ القرآن فقال الشیخ فی اول کتاب الروح فی المسئلۃ الاولی وقد ذکر عن جماعۃ من السلف انہم اوصوا ان یقرأ عند قبورہم وقت الدفن قال عبد الحق یروی ان عبد اللہ بن عمر أمر ان یقرأ عند قبرہ سورۃ البقرۃ وممن رأی ذلک المعلی بن عبد الرحمن وکان الامام احمد ینکر ذلک اولاحیث لم یبلغہ فیہ اثر ثم رجع عن ذلک وقال الخلال فی الجامع کتاب القراءۃ عند القبور اخبرنا العباس بن محمد الدوری ثنا یحیی بن معین ثنا مبشر الحلبی حدثنی عبد الرحمن بن العلاء بن اللجلاج عن ابیہ قال قال ابی اذا انا مت فضعنی فی اللحد وقل بسم اللہ وعلی سنۃ رسول اللہ وسن علی التراب سنا واقرأ عند رأسی بفاتحۃ البقرۃ وخاتمتہا فانی سمعت عبد اللہ بن عمر یقول ذلک انتہی مختصرا ثم قال الشیخ بعد ایراد	رہی تلاوتِ قرآن، تو اس کے متعلق بھی شیخ موصوف نے اپنی تصنیف کتاب الروح کے آغاز میں مسئلہ اول کہہ کر بیان کیا ہے کہ سلف صالحین کی ایک جماعت سے روایت ہے کہ انہوں نے مرتے وقت یہ وصیت کی تھی کہ دفن کے وقت ان کے پاس قرآن شریف پڑھا جائے۔ شیخ عبد الحق کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا کہ میری قبر کے پاس سورۂ بقر پڑھی جائے اور مجوزین میں سے ایک حضرت علی بن عبد الرحمٰن بھی ہیں اور حضرت احمد بن حنبلؒ جب تک کہ آپ کو کسی صحابی کا عمل معلوم نہ تھا۔ اس کے منکر تھے۔ پھر آپ نے رجوع کر لیا اور جناب خلال اپنی جامع میں بعنوان دیگر کہ قبر کے پاس تلاوتِ قرآن جائز ہے لکھتے ہیں کہ عباس بن محمد دوری نے ہمیں بتایا تھا کہ یحییٰ بن معین نے ہمیں بتایا تھا کہ معشر حلبی نے کہا ہے کہ عبد الرحمٰن بن علاء بن حلاج اپنے باپ سے روایت کرتا ہے کہ میرے باپ نے کہا تھا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے لحد میں رکھتے ہوئے یوں کہو بسم اللہ علی سنت رسول اللہ۔ پھر مجھ پر مٹی ڈال جانا اور میرے سرہانے سورہ بقرہ کی ابتدائی اور آخری آیات پڑھنا کیونکہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے سنا ہوا ہے کہ آپ یوں کہا کرتے تھے (انتہی مختصرًا) اس کے بعد کہ شیخ موصوف عقلی

Marfat.com

الادلة العقلية والنقلية و هذه النصوص متظاهرة على وصول ثواب الاعمال الى الميت اذا فعلها الحى عنه وهذا محض القياس فان الثواب حق العامل فاذا وهبه لاخيه المسلم لم يمنع من ذالك كما لم يمنع من هبة ماله فى حياته وابرائه له منه بعد موته وقد نبه النبى صلى الله عليه وسلم بوصول ثواب الصوم الذى هو مجرد ترك ونية تقوم بالقلب لا يطلع عليه الا الله وليس بعمل الجوارح وعلى وصول ثواب القراءة التى هى عمل باللسان تسمعه الاذن وتراه العين بطريق الاولى. ويوضحه ان الصوم نية محضة وكف النفس عن المفطرات وقد اوصل الله ثوابه الى الميت فكيف بالقراءة التى هى عمل و نية بل لا تفتقر الى النية فوصول ثواب الصوم الى الميت فيه تنبيه على وصول سائر الاعمال

اور نقلی دلائل دے چکے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ تصریحات اس امر پر متفق ہیں کہ جب زندہ میت کی طرف سے کوئی عمل کرتا ہے تو اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے اور عقل کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ گو ثواب عمل کرنے والے کا حق ہے مگر جب وہ اپنے مسلم بھائی کو بخش دیتا ہے تو کوئی ممانعت نہیں ہوتی جسطرح کہ اس امر کی ممانعت نہیں کہ اسکی زندگی میں اپنا کچھ مال بخشدے یا اسکی موت کے بعد اسکو مال کی ادائیگی سے بری الذمہ کردے۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خبردار کر دیا ہے کہ روزہ کا ثواب میت کو پہنچتا ہے حالانکہ وہ روزہ صرف ترک اکل و شرب اور نیت کا نام ہے اور نیت کا تعلق صرف دل سے ہے جس پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مطلع نہیں ہوتا اور یہ روزہ کوئی محسوس قسم کا عمل نہیں اور آنحضرت علیہ السلام نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ قرأۃ قرآن کا ثواب بھی بطریق اولے پہنچتا ہے جو زبان کا عمل ہے اور اسے کان سنتے ہیں اور آنکھ دیکھتی ہے۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ روزہ صرف نیت ہے اور روزہ شکن امور سے اپنے نفس کو روکنے کا نام ہے۔ اس خدا اسکا ثواب میت کو پہنچا دیتا ہے تو بھلا قرأۃ قرآن کا ثواب کیوں نہ پہنچے گا جو عمل اور نیت سے مرکب ہے بلکہ اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں ہوتی پس میت کو روزہ کے ثواب کے پہنچنے میں اس امر کا اشارہ ہے کہ باقی اعمال کا ثواب بھی

Marfat.com

والعبادات قسمان مالية و بدنية وقد نبّه الشارع بوصول ثواب الصدقة على وصول ثواب سائر العبادات المالية و نبّه بوصول ثواب الصوم على وصول ثواب سائر العبادات البدنية و اخبر بوصول ثواب الحج المركب من المالية و البدنية فالانواع الثلثة ثابتة بالنص والاعتبار وبالله التوفيق۔

ثم قال الشيخ قال المانعون قال الله تعالى وان ليس للانسان الا ما سعى وقال لا تجزون الا ما كنتم تعملون وقال لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت وقد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال اذا مات العبد انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية عليه او ولد صالح يدعو له او علم ينتفع به من بعده فاخبر انه انما ينتفع بما كان تسبب اليه في الحيوة وما لم يكن قد تسبب فهو منقطع عنه

میت کو پہنچتا ہے۔ اب عبادات دو قسم ہیں مالی اور بدنی اور تیسری ان کے مرکب کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام نے ثواب صدقہ کے پہنچنے میں باقی عبادات مالیہ کے پہنچنے پر اشارہ کر دیا ہے اور روزہ کے ثواب پہنچنے میں آپ نے اشارہ کیا ہے کہ تمام عبادات بدنیہ کا ثواب پہنچتا ہے۔ اور آپ نے حج کے ثواب پہنچنے کی بھی خبر دی ہے جو عبادت مالی اور بدنی سے مرکب ہے پس تینوں قسم کا ایصالِ ثواب نص اور قیاس شرعی سے ثابت ہو گیا وباللہ التوفیق۔

پھر شیخ موصوف لکھتے ہیں کہ مخالفین کی دلیل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انسان کے لئے وہی ہے جو اس نے کمایا اور یہ بھی فرمایا کہ تم کو اسی کا بدلہ ملیگا جو تم دنیا میں کرتے تھے۔ پھر فرمایا کہ انسانی نفس کے لئے وہ نیک عمل کام آئیگا جو اس نے کمایا ہوگا۔ اور اس پر اس بدعملی کا بوجھ پڑیگا جو نفس پر دوسری کے لئے اس نے کمائی ہوگی۔ اور حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان مرتا ہے تو اس کے عمل بند ہو جاتے ہیں۔ سوائے تین صورت کے کہ صدقہ جاریہ ہو جو اس کے نام پر چلتا ہے یا اولاد نیک ہو جو اسے نیک دعا دے یا مفید تعلیم ہو جس سے اس کے بعد لوگوں کو فائدہ پہنچے۔ بہر حال حضور علیہ السلام نے وہ اعمال نافعہ بتائے ہیں کہ جن میں بحالتِ حیات خود انسان کی اپنی کوشش کا کچھ دخل ہو اور جنہیں اس کا کچھ دخل نہیں۔ وہ عمل

Marfat.com

ثم ذکر الشیخ دلائل عقیدتہم
واعتراضاتہم علی المجوزین
وقال اصحاب الوصول لیس
فی شیئ مما ذکرتم مایعارض
ادلۃ الکتاب والسنۃ واتفاق
سلف الامۃ ومقتضی قواعد
الشرع اما قولہ تعالیٰ وان
لیس للانسان الا ماسعیٰ
فقد اختلفت طرق الناس
فی المراد بالآیۃ فقالت طائفۃ
المراد بالانسان ھہنا الکافر
واما المؤمن فلہ ماسعیٰ
وماسعی لہ وقالت طائفۃ
الآیۃ اخبار شرع من قبلنا
وقد دل شرعنا علی ان لہ
ماسعی وماسعی لہ وقالت
طائفۃ اللام بمعنی علی ای و
لیس علی الانسان الا ماسعی
وقالت طائفۃ فی الکلام حذف
تقدیرہ وان لیس للانسان
الا ماسعی اوسعی لہ وقالت
طائفۃ اخری الآیۃ منسوخۃ بقولہ
تعالیٰ والذین امنوا واتبعتہم
ذریتہم بالایمان الحقنا بہم ذریتہم

ضرور بند کئے جائینگے۔ اس کے بعد شیخ موصوف نے انکے عقائد کے دلائل بیان کئے ہیں اور مجوزین ایصال ثواب پر انکے اعتراضات لکھے ہیں۔ پھر جو ایصال ثواب کے قائل ہیں انہوں نے مخالفین کو یوں خطاب کیا ہے کہ جو کچھ تم نے بیان کیا ہے۔ اس میں ایک دلیل بھی ایسی نہیں جو ہماری تحقیق کے مخالف ہو جو ہم نے کتاب وسنت اور اجماع سلف صالحین اور نتائج قیاس شرعیہ سے پیش کی ہے کیونکہ یہ آیت کہ لیس للانسان الا ماسعیٰ مفسرین کے درمیان مختلف فیہ ہے کہ اس انسان سے کیا مراد ہے۔ ایک جماعت کا قول ہے کہ اس سے مراد کافر انسان ہے اور مومن انسان کیلئے اس کی اپنی کمائی بھی مفید ہے اور وہ کمائی بھی مفید ہے جو غیر کی طرف سے اس کیلئے کی جائے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ یہ آیت پہلی شریعتوں کی خبر دیتی ہے۔ ورنہ ہماری شریعت میں تو اپنی اور غیر کی کمائی دونوں ثابت ہیں۔ ایک گروہ کا قول ہے کہ لام بمعنی علیٰ ہے اور اس کا یہ معنی ہے کہ انسان کا نقصان اسی کی کمائی سے ہوگا غیر کی بدعملی سے اسے نقصان نہیں پہنچیگا۔ ایک فریق کا خیال ہے کہ اس مقام پر (او سُعِیَ لَہٗ) مقدر ہے تو اصل آیت یوں ہوگی کہ لیس للانسان الا ماسعیٰ او سُعِیَ لَہٗ۔ ایک فریق کہتا ہے کہ یہ آیت ہی منسوخ ہے اس آیت سے کہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکی اولاد ایمان لانے میں انکی تابع ہے تو ہم انکی اولاد کو ان ہی

Marfat.com

وهذا منقول عن ابن عباس
رضي الله عنهما وقالت طائفة
اخرى المراد بالانسان الحي دون
الميت - قال الشيخ رحمه الله تعالى
وهذه التاويلات كلها من
سوء التصرف في اللفظ العام -
ولم يرض به الشيخ ثم قال و
قالت طائفة اخرى وهو جواب
ابي الوفاء بن عقيل قال الجواب
الجيد عندي ان يقال الانسان
بسعيه وحسن عشيرته اكتسب الا
صدقاء واولد الاولاد ونكح
الازواج واسدى الخير وتوددوا
الى الناس فترحموا عليه واهدوا
له العبادات وكان ذلك اثر سعيه
كما قال صلى الله عليه وسلم ان اطيب
ما اكله من كسبه وان ولده من كسبه
وهذا جواب متوسط يحتاج الى تمام
فان العبد بايمانه وطاعته لله ورسوله
قد سعى في انتفاعه بعمل اخوان المؤمنين
مع عمله كما ينتفع بعملهم في الحيوة
مع عمله فان المؤمنين ينتفع بعضهم
بعمل بعض في الاعمال التي يشتركون فيها
كالصلاة في جماعة ثم قال فدخول المسلم مع

شامل کرینگے اور یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے منقول ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ اس سے مراد
زندہ انسان ہے، مردہ انسان مراد نہیں شیخ موصوف
فرماتے ہیں کہ یہ تمام تاویلیں آیت کے عام الفاظ کو بری طرح
بگاڑتی ہیں اسلئے ہم انکو پسند نہیں کرتے۔ پھر ایک اور
جماعت کا قول نقل کرکے فرماتے ہیں کہ یہ جواب ابوالوفا
بن عقیل کی طرف سے دیا گیا ہے چنانچہ اس نے کہا ہے کہ
بہتر جواب میرے نزدیک یہ ہے کہ انسان اپنی کوشش سے
اور اپنی قوم کے نیک سلوک سے دوست پیدا کر لیتا ہے
بچے پیدا کرتا ہے بیوی سے نکاح کرتا ہے۔ غیر سے بھلائی
کرتا ہے۔ اور لوگوں سے دوستانہ گانٹھتا ہے تو لوگ
اسپر رحم کرتے ہیں اور عبادات کا تحفہ دیتے ہیں تو یہ
سب اسی کی کوشش کا نتیجہ ہوگا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ انسان کی بہتر خوراک وہ ہے جو اپنی کمائی
سے کھائے۔ اس کی اولاد بھی اسی کی کمائی ہے مگر یہ
جواب نامکمل ہے اس لئے اسے تکمیل کی ضرورت ابھی
باقی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے ایمان سے اور خدا و رسول
کی اطاعت سے اپنے عمل کے علاوہ اپنے مسلم بھائیوں
کے عمل سے بھی فائدہ اٹھانے میں کوشش کرتا ہے جیسا کہ
زندگی میں اپنے عمل کے ہوتے ہوئے انکے عمل سے فائدہ
اٹھاتا ہے کیونکہ مسلمان ایک دوسرے کے ایسے عمل سے
فائدہ اٹھایا کرتے ہیں جس میں ملکر شریک کار ہوں جیسے باجماعت
نماز ادا کرنا وغیرہ۔ پھر شیخ موصوف فرماتے ہیں کہ مومن کا
مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہونا اور ان سے برادری

Marfat.com

جملۃ المسلمین فی عقد الاسلام من اعظم الاسباب فی وصول نفع کل من المسلمین الی صاحبہ فی الحیٰوۃ وبعد مماتہ ثم قال فالعبد بایمانہ قد تسبب الی وصول ھذا الدعاء الیہ فکانہ من سعیہ یوضحہ ان اللہ سبحانہ جعل الاعادۃ سببا لانتفاع صاحبہ بدعاء اخوانہ من المومنین وسعیہم فاذا اتی بہ فقد سعی فی السبب الذی یوصل الیہ ذالک وقد دل علی ذالک قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لعمرو بن العاص ان اباک لو اقر بالتوحید نفعہ ذالک یعنی العتق الذی فعل عنہ بعد موتہ فلو اتی بالسبب لکان قد سعی فی عمل یوصل الیہ ثواب العتق وھذہ طریقۃ لطیفۃ حسنۃ جدا انتہی ماذکرہ الشیخ ابن القیم الجوزیۃ فی کتاب الروح فی المسئلۃ السادسۃ عشر بالاختصار قال العبد الضعیف

کا معاہدہ قائم کرنا ہی ایک بڑا سبب ہے اس امر کا کہ ہر ایک مسلم کو اپنے بھائی کی طرف سے فائدہ پہنچے زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی۔ پھر شیخ فرماتے ہیں کہ انسان اپنے ایمان کی وجہ سے اپنے حق میں دعائے خیر لینے کا باعث ہوتا ہے تو گویا یہ دعا بھی اسی کی کوشش ہے۔ اس کی وضاحت اس سے ہوتی ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عبادت کو اس امر کا سبب بنایا ہے کہ وہ عابد اپنے مسلم بھائیوں کی دعا اور سعی سے فائدہ اٹھائے تو انسان جب عبادت کرتا ہے تو وہ گویا اس سبب کے پیدا کرنے میں کوشش کرتا ہے جس کے طفیل سے وہ فائدہ اسے پہنچایا جاتا ہے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی دلالت کرتا ہے جو آپ نے عمرو بن عاص کو فرمایا تھا جبکہ اسکا باپ بحالت کفر مرگیا اور اس نے اسکی طرف سے ایک غلام آزاد کیا کہ اگر وہ توحید کا قائل ہو جاتا تو یہ غلام آزاد کرنا اسے مفید پڑتا جو اس کی موت کے بعد اسکی طرف سے آزاد کیا گیا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ اگر وہ سبب پیدا کرتا تو گویا یوں سمجھا جاتا کہ وہ ایک کام کرتا تھا جو اسکو غلام آزاد کرنے کا ثواب پہنچا دیتا۔ یہ طریق جواب بہت لطیف اور خوب ہے۔ اب وہ تمام مضمون مختصر طور پر یہاں ختم ہوگیا ہے جو شیخ ابن قیم جوزی نے اپنی تصنیف کتاب الروح کے سولھویں مسئلہ میں درج کیا ہے۔ اب عبد ضعیف (مولف رسالہ ہذا)

Marfat.com

ان قلت لاحد ليس لك من
الدنيا الا ما تملكه وجاء احدٌ
واعطاه مالا كثيرًا فلا يعارض
ما حصل له قولك ليس لك
من الدنيا الا ما تملكه انتهى. و
من تلك المسائل مسئلة البشرية
لسيدنا رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال قوم من اطلق
البشرية على النبي صلى الله عليه
وسلم فقد كفر لان في هذا
الاطلاق توهين للرسول والكفار
كانوا يقولون انما انت بشر وقال
قوم هو بشر مثلنا لان الله تعالى
امره بقوله قل انما انا بشر مثلكم
ومنزلته عندنا بمنزلة الاخ
الاكبر وليت شعري باى وجه فوه
الاخ الاكبر ان كان مرادهم بالاكبرية
المتقدم في الزمان فقط فابو لهب احق
باخوته لاتفاقهم معه في تحقير النبي
صلى الله عليه وسلم وان كانت الاكبرية
بالرتبة والتقرب الى الله تعالى فاى
مناسبة لهم به صلى الله عليه وسلم وان
كان مرادهم اخوة الاسلام فما معنى الاكبر
فانما المؤمنون اخوة ووقع الطائفتان

کہتا ہے کہ اگر تم کسی سے یوں کہدو کہ تیرے پاس
تو صرف دنیاوی مال وہی ہے جس کے تم اب مالک
ہو۔ مگر کسی نے آکر اسکے بعد اسے بہت مال دیدیا
تو اس واقعہ سے تمہارا وہ پہلا کہنا غلط نہ ہوگا
کہ تم صرف اتنے مال کے ہی مالک ہو۔ جواب تمہارے
پاس ہے (انتہیٰ) متنازع فیہ مسائل میں سے ایک
مسئلہ بشریت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے
ایک جماعت کا قول ہے کہ جو شخص آپ پر بشر کا لفظ
استعمال کرتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے کیونکہ ہمیں حضور
علیہ السلام کی توہین ہوتی ہے کیونکہ کافر ہتک کرتے ہوئے
یہ لفظ کہا کرتے تھے کہ تم آخر بشر ہی ہو۔ ایک فریق کا قول
ہے کہ آپ ہمارے جیسے ہی بشر تھے کیونکہ آپکو خدا نے حکم
دیا ہے کہ آپ کہدیں کہ میں تو تمہارے جیسا ہی انسان ہوں
اور ہمارے نزدیک آپ کا مرتبہ بڑے بھائی کے برابر ہے
مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ کس وجہ سے ان لوگوں نے رسول
کو بڑا بھائی بنایا ہے کیونکہ اگر اس بڑائی سے مراد پہلے زمانہ
میں ہونا مراد ہے تو ابولہب کو زیادہ مستحق ہے کہ انکا بھائی
بن جائے کیونکہ وہ نبی علیہ السلام کی توہین پہلے زمانہ میں
ان سے متفق ہو گیا ہے اور اگر بڑائی سے مراد مرتبہ کی بڑائی
ہے یا قرب الٰہی کی بڑائی مراد ہے تو ان کو حضور علیہ السلام
کوئی بھی تناسب حاصل نہیں ہے اور اگر ان کی مراد اسلامی
برادری ہے تو پھر بڑا بھائی کہنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ
تمام مومنین چھوٹے بڑے یکساں بھائی ہیں۔ بہرحال دونو
فریق افراط و تفریط میں پڑے ہوئے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ

Marfat.com

فی الافراط والتفریط والحق ان فی المسئلۃ تفصیل فالبشر اسم لاولاد آدم علیہ السلام بمعنی الانسان وسماہ اللہ تعالیٰ بشرا فقال تعالیٰ انی خالق بشرا من طین والنبی صلی اللہ علیہ وسلم سید اولاد آدم فاذا کان الاب بشرا لابد ان یکون الولد بشرا لکن البشر لہ صفات وخصوصیات ان ارتقی الی درجات القرب کان افضل من الملئکۃ وان نزل الی درکات البعد کان ارذل من الشیاطین فالانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام عموما وسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالخصوص ارتقی بفضل اللہ و رحمتہ الی اقصی درجات القرب والتمکین حتی کان فی مقام قاب قوسین او ادنی لان فضل اللہ کان علیہ عظیما ومع ذلک القرب ھو بشر و انسان بقی الکلام فی المثلیۃ الواردۃ فی القرآن فالمثلیۃ ثابتۃ لاشتراک الناس معنی ماھیۃ البشریۃ والانسانیۃ لا فی خصوصیاتہا وصفاتہا ویکفی فی المثلیۃ الاشتراک فی الصفۃ الواحدۃ و لا یلزم الاشتراک فی جمیع الصفات فانک اذا قلت زید مثل الاسد فمقصودک اشتراک الزید مع الاسد فی صفۃ الشجاعۃ فقط لا فی جمیع صفات الاسد لانہ سبع والزید

اس مسئلہ کی تشریح یوں کی جائے کہ بشر اولاد آدم علیہ السلام کا نام ہے جس کے معنے انسان ہے. خدا نے آدم کو بھی بشر کہا ہے. چنانچہ خدا نے فرشتوں سے کہا تھا کہ میں مٹی سے ایک بشر پیدا کروں گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آدم علیہ السلام کی ہی اولاد ہیں اور جب باپ بشر ہے تو بیٹا بھی ضرور بشر ہی ہوگا مگر اس کے علاوہ بشر کے اور اوصاف اور خاصیتیں بھی ہیں جن کی وجہ سے وہ قرب الٰہی تک پہنچتا ہے اگر وہ یہاں پہنچ گیا تو فرشتوں سے بھی افضل ہوگا اور اگر بارگاہ الٰہی سے دوری کے گڑھوں میں گر گیا تو شیطان سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا تو انبیاء علیہم السلام عموماً اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خصوصاً خدا کے فضل وکرم سے قرب الٰہی کے اعلیٰ درجات پر پہنچ چکے ہوئے ہیں. یہاں تک کہ آپ تو قاب قوسین او ادنیٰ کے مقام تک پہنچے ہوئے ہیں. کیونکہ خدا کا فضل آپ پر بے حد تھا باوجود اس قرب الٰہی کے پھر بھی آپ بشر اور انسان ہی ہیں. اب یہ بحث باقی ہے کہ قرآن شریف میں جو مثلکم آتا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ انسانی حقیقت میں اشتراک کی وجہ سے آپ کو دوسروں سے مساوات حاصل ہے مگر بشر کی خصوصیات اور اعلیٰ صفات میں ان سے الگ ہیں اور مساوات فی البشریۃ کے لئے صرف ایک وصف ہی کافی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ آپ باقی صفات کاملہ میں بھی دوسروں کے مساوی ہوں یا وہ آپکے مساوی ہوں جیسا کہ تم یوں کہتے ہو کہ زید شیر ہے تو تمہارا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ زید شیر کے ساتھ شجاعت میں مساوی اور شریک ہے. باقی صفات شیر میں شریک نہیں کیونکہ شیر وحشی جانور ہے اور زید

Marfat.com

انسان ولنعم ما قیل فی المثل السائر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر لا کالبشر بل هو کالیاقوت بین الحجر وما ادری لای سبب ینفون البشریۃ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم فان البشریۃ هی سبب لتصدیق رسالتہ ومعجزاتہ وخوارق عاداتہ فان المعجزات وخوارق العادات تصیر سببا لتصدیق دعوی الرسالۃ اذا صدرت من البشر واما ان صدرت من الملک او من الجن والشیاطین فای غرابۃ فیہ فان خوارق العادات من الملئکۃ والشیاطین امر عادی بل مفهوم المعجزۃ وخرق العادۃ یتصور بالنسبۃ الی الانسان بان غیر الانبیاء علیهم الصلوٰۃ والسلام یعجزون عن الاتیان بمثلہ فلذا سمیت المعجزۃ خرق العادۃ ای خرق عادۃ بنی آدم لا خرق عادۃ الملئکۃ والشیاطین قالوا انہ صلی اللہ علیہ وسلم نور لان اللہ سبحانہ وتعالی قال یا ایها الناس قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین قلنا آمنا وسلمنا انہ نور لکن النورانیۃ تصیر سببا للمدح اذا صار البشر نورا بارتقائہ من کثافۃ البشریۃ الی معارج النور الاصلی اما غیر البشر

انسان ہے۔ ایک مشہور ضرب المثل میں خوب کہا گیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بشر تو ہیں مگر عام بشر کی مانند نہیں بلکہ آپ یاقوت کی طرح ہیں کہ وہ بھی پتھر تو ہوتا ہے مگر اسے یاقوت کہتے ہیں پتھر نہیں کہتے۔ مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ حضور علیہ السلام سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں حالانکہ بشریت ہی آپکی رسالت کی تصدیق اور آپکے معجزات اور خرق عادات کی تصدیق کا سبب ہے۔ کیونکہ انسان سے جب معجزات صادر ہوں یا خرق عادات تو یہی تصدیق رسالت کا سبب بنا کرتے ہیں۔ ورنہ اگر یہ سب کچھ فرشتوں سے صادر ہوں یا جن اور شیطان سے پیدا ہو تو کچھ تعجب نہ ہوگا کیونکہ خرق عادات فرشتوں اور شیاطین سے ایک مسلمہ اور عادی امر ہے بلکہ معجزہ اور خرق عادت کی حقیقت ہی انسان سے تعلق قائم کرنے کے ساتھ پیدا ہوا کرتی ہے کہ دوسرے انسان انبیاء علیہم السلام کے بغیر ایسا کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں اسی بنا پر معجزہ کو خرق عادت کا نام دیا گیا ہے یعنی معجزہ بنی آدم کی روزمرہ عادت کے خلاف ہوتا ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ وہ معجزہ فرشتوں یا شیاطین کی طاقت سے بھی باہر ہوتا ہے۔ صوفی یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نور ہیں کیونکہ خدا نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس اللہ کا نور آیا ہے اور روشن کتاب (قرآن مجید) لایا ہے۔ اسلئے آپکو بشر کہنا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہمیں بھی تسلیم ہے اور ہمارا بھی ایمان ہے کہ آپ نور ہیں مگر نورانیت انسان اور بشر ہی کے لئے تعریف کا سبب بنتی ہے جبکہ وہ کثافت بشری سے نکل کر اصلی نورانیت کے بلند مراتب پر ترقی کر جائے اور جب

Marfat.com

ان اتصف بالنور فالنورانية فيه طبعية لاكسبية قال الله تعالى والقمر نورا فالقمر ما ارتقى من كثافة المادية الى النورانية بكسبه بل خلقه الله تعالى نورا فيكون نورانيته طبعية وليس فيه غرابة ومدح معتد به قال الله تعالى يهدى الله لنوره من يشاء فالبشرية الصافية عن الكدورات النفسانية مدح واي مدح وكمال اي كمال والعجب من القوم كيف زعموا الكمال نقصا والمدح ذما انتهى۔ ومن تلك المسائل مسئلة التعظيم لغير الله تعالى قال قوم التعظيم لغير الله شرك اوكفر او بدعة على اختلاف آرائهم قال المؤلف وفقه ربه لما يحب ويرضى انى الفت كتابا قبل هذا باعوام مسمية بالاصول الاربعة فى ترديد الوهابية وبوبا وفتحت فيه بابا عنوانه الباب الاول فى جواز التعظيم لغير الله تعالى وشاع الكتاب بعد الطبع ووصل الى من يدعى العلم من جماعتهم فقال غير الله يدخل فيه الاصنام والاوثان وتعظيم الاصنام شرك۔ اقول عجبا له انا ما قلت

انسان کے بغیر اگر کوئی (مثلاً فرشتہ) نورانیت سے موصوف ہو جائے تو اس کی یہ تعریف شمار نہ ہوگی کیونکہ نورانیت اس میں فطرتی ہوتی ہے۔ جنمیں حاصل نہیں کی تی چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے چاند کو نور بنایا تو چاند نے کثیف مادہ سے نورانیت کی طرف ترقی نہیں کی بلکہ خدا نے اسے منور ہی پیدا کیا ہے تو اس کی نورانیت فطرتی ہوگی جسمیں نہ کوئی تعریف نکلتی ہے اور نہ قابل قدر وح پیدا ہوتی ہے خدا نے فرمایا ہے کہ خدا جسے چاہتا ہے اپنے نور کیطرف ہدایت کرتا ہے پس ایسی بشریت جو نفسانی کدورتوں سے صاف ہو ایک بڑی تعریف اور مدح ہے اور بہت بڑا کمال ہے۔ مجھے اپنے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کیسے کمال کو نقص بتاتے ہیں اور کس طرح مدح کو مذمت سمجھ رہے ہیں (انتہی) مختلف فیہ مسائل میں سے غیر اللہ کی تعظیم بھی ہے چند لوگوں کا خیال ہے کہ غیر اللہ کی تعظیم شرک ہے یا کفر ہے یا بدعت ہے۔ اس میں ان کی رائیں مختلف ہیں مؤلف رسالہ ہذا کہتا ہے (خدا اسے اس امر کی توفیق دے جسے وہ پسند کرتا ہے) کہ میں اس رسالہ سے پہلے کئی سال ایک کتاب تصنیف کر چکا ہوں جس کا نام ہے "الاصول الاربعہ فی تردید الوہابیہ" جس میں کئی باب ہیں اور ایک خاص باب اس عنوان سے لکھا ہے کہ "باب اول غیر اللہ کی تعظیم میں" اور وہ کتاب چھپ کر شائع بھی ہو چکی ہے اور جماعت مخالفین کے اہل علم کے پاس پہنچ بھی چکی ہے کہ تاہم مخالف کہتا ہے کہ غیر اللہ میں بت اور مورتیاں بھی داخل ہیں اسلئے تم انکی بھی تعظیم کیا کرو۔ حالانکہ یہ صحیح ہے کہ بتوں کی تعظیم شرک ہے اور جواب میں میں کہتا ہوں کہ میں یہ نہیں کہتا

Marfat.com

جمیع غیر اللہ حتی یدخل فیہ الاصنام اما قال تعالیٰ ان الانسان لیطغیٰ ان راٰہ استغنیٰ الا تدخل الانبیاء علیہم السلام فی نوع الانسان و کیف یحکم علیہم بالطغیان اما قال تعالیٰ یا بنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد الا تدخل الکفار فی بنی اٰدم و کیف یکون زینتہم عند کل مسجد و امثال ذٰلک کثیر فی القراٰن کما فی قولہ تعالیٰ قتل الانسان ما اکفرہ وغیرہ ذٰلک فان دخل الاصنام فی عموم غیر اللہ یدخل الانبیاء المعصومون فی الطغیان و الکفار فی المساجد بزعمہم فما کان جوابہم کان جوابنا نعم بعض غیر اللہ الذی امر اللہ بتعظیمہ یجب تعظیمہ اما قال اللہ تعالیٰ و من یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب والصفا و المروۃ من شعائر اللہ قال اللہ تعالیٰ ان الصفا و المروۃ من شعائر اللہ وہما جبلان بقرب الحرم المکی و قال تعالیٰ والبدن جعلناہا لکم من شعائر اللہ والمزدلفہ و المنیٰ من شعائر اللہ قال اللہ

کہ جمیع غیر اللہ قابل تعظیم ہیں تاکہ ہمیں بت بھی شامل ہوں کیا خدا تعالیٰ نے یوں نہیں کہا کہ انسان سرکشی کرتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ خود مالدار ہے تو کیا انبیاء علیہم السلام نوع انسانی میں داخل نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو انپر سرکشی کا حکم کیسے صحیح ہوگا۔ خدا نے یہ بھی کہا ہے کہ اے بنی آدم ہر مسجد اور نماز کے وقت اپنی زینت حاصل کرو تو کیا کفار بنی آدم میں داخل نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو ہر ایک نماز میں انکی زینت کیسے ہوگی۔ غرضیکہ اس قسم کی مثالیں قرآن میں بہت ہیں چنانچہ یہ ایک اور مثال ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ انسان بڑا کافر ہے جس سے مراد تمام انسان نہیں۔ اس کے سوا اور بھی کئی ایک مثالیں ہیں پس اگر غیر اللہ کے عام لفظ میں بت داخل ہیں تو انبیائے معصوم بھی طغیان میں داخل کرنے پڑینگے اور کفار بھی انکے خیال میں داخل صلوٰۃ ہوں گے تو جو جواب تم دوگے وہی جواب ہم دینگے مگر ہاں بعض غیر اللہ وہ بھی ہیں جن کی تعظیم کا حکم خود خدا نے دیا ہے اسلیئے انکی تعظیم واجب ہوگی۔ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ جو خدا کی یادگاروں کی تعظیم کرتا ہے تو تعظیم انکے دل کے تقویٰ کی علامت ہے۔ کوہ صفا و کوہ مروہ بھی اللہ کی یادگار ہیں۔ چنانچہ صاف لفظوں میں خدا نے کہا ہے کہ بیشک صفا و مروہ اللہ کے شعائر سے ہیں جو کہ حرم مکہ کے قریب دو چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں ہیں یہ بھی کہا ہے کہ بڑے جانور (اونٹ اور گائے) خدا نے تمہارے لیے اپنی یادگار بنائے ہیں مزدلفہ و منیٰ بھی شعائر اللہ

تعالی فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام واما کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یستلم الحجر الاسود الیس فی الاستلام معنی التعظیم و امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بتعظیم الوالدین قال اللہ تعالی فی حقہما ولا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما وقال ان اشکرلی و لوالدیک الیس فی الآیتین الامر بتعظیم الوالدین قال اللہ تعالی لا یمسہ الا المطہرون الیس فیہ تعظیم القرآن قال اللہ تعالی وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین الیس فی الآیۃ التعظیم للرسول وللمؤمنین قال اللہ تعالی لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون الیس فی الآیۃ التعظیم لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث فی ہذا الباب فان سلمتم وجوب التعظیم لہؤلاء المذکورین فما معنی قولکم التعظیم لغیر اللہ حرام

ہیں چنانچہ خدا نے کہا ہے کہ مشعر حرام (مزدلفہ ومنی) میں اللہ کا ذکر کرو۔ ارے یہ تو بتاؤ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کو کیا نہیں بوسہ دیا کرتے تھے؟ تو کیا بوسہ دینے میں تعظیم نہیں ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو خود والدین کی تعظیم کا حکم دیا ہے اور خدا تعالے نے بھی کہا ہے کہ اے انسان تو اپنے ماں باپ کو ان کے جواب میں یہ بھی نہ کہو کہ (اُف) میں تمہارے کہنے سے بیزار ہوں بلکہ ان پر آواز نہ کسنا اور ان سے بات کہنی ہو تو انسانیت سے کہنا پھر کہا کہ اے انسان میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی شکریہ ادا کر۔ اب بتاؤ کہ کیا ان دونوں آیتوں میں والدین کی تعظیم کا حکم نہیں؟ یہ بھی کہا ہے کہ قرآن مجید کو پاک ہی ہاتھ لگائیں تو کیا اس میں قرآن کی تعظیم نہیں؟ پھر کہا کہ اللہ اور رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے تو کیا اس آیت میں رسول اور مومنین کی تعظیم نہیں بتائی گئی؟ پھر خدا تعالی نے کہا کہ نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کرو اور کوئی بات نبی سے کہنی ہو تو گستاخی سے اونچی آواز کے ساتھ مت کہو جیسے کہ تم ایک دوسرے کو کہہ لیتے ہو۔ ورنہ تمہارے نیک عمل سب ضبط ہو جائیں گے اور تمہیں پتہ بھی نہ لگے گا۔ تو کیا اس آیت میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مذکور نہیں؟ اس قسم کی اور بھی بہت آیات ہیں اور احادیث بھی اس مضمون کے متعلق بہت ہیں پس اگر تم مذکورۃ الصدر مخلوق کی تعظیم کا وجوب تسلیم کرتے ہو تو تمہارے اس قول کا کوئی مطلب نہ ہوگا کہ غیر اللہ کی تعظیم

Marfat.com

وان انکرتم فما معنی الآیات المذکورۃ وما معنی قولہ تعالیٰ و تعزروہ وتوقروہ وان اصررتم علی ضلالتکم فنقول کما قال اللہ تعالیٰ أرأیت من اتخذ الٰھہ ھواہ و اضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ و قلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ فمن یھدیہ من بعد اللہ فاذا کانت الاماکن والجبال والدواب واجب التعظیم بحکم القرآن فلاشک ان اولیاء اللہ تعالیٰ احیاءً اوامواتاً من عباد اللہ المؤمنین الصالحین کلھم واجب التعظیم وقد مر ما قال اللہ تعالیٰ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین الیس الاولیاء و الصلحاء داخلین فی زمرۃ المؤمنین ومن الذی قال لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منھا الاذل ارادوا تحقیر من عظمہ اللہ تعالیٰ فرد اللہ علیھم بقولہ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین وتحقیر من عظمہ اللہ تعالیٰ دیدان ای فریق من المسلمین آما سمعوا

حرام ہوتی ہے بالفرض اگر تم اسے تسلیم نہیں کرتے تو آپ ہمیں آیات مذکورہ بالا کا مطلب سمجھا دیں کیا ہے؟ اور اس آیت کا مطلب بھی بتا دیں کہ کیا ہے۔ وہ آیت یہ ہے کہ تم اپنے نبیؐ کی عزت و توقیر کیا کرو اور اگر تم اپنی گمراہی پر ہی اڑے رہے تو ہم تمہارے متعلق یہ آیت پڑھ دینگے کہ کیا تم ایسے لوگ نہیں دیکھتے ہو جو نفس پرستی کرتے ہیں؟ اور خدا نے دیدہ دانستہ ان کو گمراہ کر دیا ہے اور ان کے کان اور قلب پر مہر کر دی ہے اور آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے تو اب خدا کے بعد ان کو کون ہدایت دے سکتا ہے؟ پس جب مقامات مقدسہ اور پہاڑ اور جانور بھی قرآنی حکم سے واجب التعظیم ٹھہرے . . . . . تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اولیاء زندہ ہوں یا مردہ وہ سارے خدا کے نیک ایماندار بندے ہیں اور وہ واجب التعظیم ہیں چنانچہ میں پہلے یہ آیت لکھ چکا ہوں کہ عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی اور رسول کے ماننے والوں کی۔ تو کیا اولیاء اللہ اور صلحاء اور مومنین کی جماعت میں داخل نہیں؟ بھلا یہ بتاؤ کس نے کہا تھا کہ اگر ہم مدینہ میں واپس آئینگے تو صاحب عزت ذلیل کو وہاں سے نکال دیگا؟ میں بتاؤں، یہ منافقوں نے کہا تھا اور وہ اس سے رسول علیہ السلام کی توہین چاہتے تھے جس کو خدا نے واجب التعظیم قرار دیا تھا۔ اسلئے خدا نے انکی تردید میں کہا کہ عزت تو اللہ اور رسول کی ہے اور مومنین بھی ذی عزت ہیں۔ اب دیکھیں کون نکلتا ہے؟ سچ بتاؤ جس کو خدا واجب التعظیم ٹھہرائے اس کی توہین کرنا

Marfat.com

قوله صلى الله عليه وسلم للانصار حين جاء سعد بن معاذ رضي الله عنه قوموا لسيدكم فأمر بالقيام تعظيما له فان قيل الأمر بالقيام كان لنزوله عن الدابة لانه كان مريضا قلنا سوق الكلام يشهد بخلاف ذلك لانه لو كان المراد بالامر نزوله عن الدابة فالمناسب ان يقول قم يا فلان وانزل سعدا او قم يا فلان ويا فلان وانزلا سعدا لكن الامر بلفظ الجمع ولفظ السيد في حقه رضي الله عنه ينادي باعلى الصوت ان المراد بأمر قوموا لسيدكم التعظيم والتوقير اما علموا ان الصحابة رضي الله عنهم كانوا خاشعين في مجلسه الشريف كان على رؤسهم الطير والله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم. ومن تلك المسائل مسئلة سماع الموتى قالوا الموتى لا يسمعون مستدلين بقوله تعالى انك لا تسمع الموتى وقوله تعالى وما انت بمسمع من في القبور قلنا المراد بالموتى ومن في القبور

کس مسلمان کا کام ہے۔ کیا تم مخالفین نے رسول علیہ السلام کا یہ حکم بھی نہیں سنا کہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ لڑائی سے واپس آئے تھے تو آپ نے انصار سے کہا تھا کہ اپنے سردار کا کھڑے ہو کر استقبال کرو تو یہ قیام تعظیمی تھا اگر یہ سوال کیا جائے کہ یہ حکم اس لئے تھا کہ آپ بیمار تھے تاکہ گھوڑے سے آپکو بآرام اتاریں۔ ورنہ تعظیم کے لئے یہ حکم نہ تھا۔ تو ہم کہیں گے کہ اس واقعہ کے متعلق سلسلۂ کلام اس کے خلاف ہے کیونکہ اگر گھوڑے پر سے اتارنا مراد ہوتا تو یوں کہنا مناسب تھا کہ ارے فلاں آدمی اٹھو اور ان کو گھوڑے سے اتارو۔ یا یوں حکم ہوتا کہ ارے فلاں وفلاں تم دونو اٹھو اور سعد کو گھوڑے سے اتارو۔ مگر یہاں تو جماعت کو مخاطب کیا ہے اور سعد کو سید کہا ہے اور یہ سید کا لفظ سعد رضی اللہ عنہ کے حق میں باآواز بلند پکارتا ہے کہ آپ نے جو فرمایا تھا کہ اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس سے مراد حضرت سعد کی تعظیم و توقیر تھی پھر کیا مخالفین کو یہ معلوم نہیں کہ حضور علیہ السلام کے دربار میں صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے متواضع ہو کر بیٹھتے تھے کہ گویا ان کے سر پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب خدا جسے چاہے رہ راست کی ہدایت کرے۔ مختلف فیہ مسائل میں سے سماع موتٰی کا مسئلہ بھی ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ مردے نہیں سنتے اور ثبوت یہ دیتے ہیں کہ خدا نے حضور علیہ السلام سے کہا ہے کہ آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور یہ بھی کہا ہے کہ آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں پڑے ہیں۔ اور ہم جواب میں یوں کہتے ہیں

Marfat.com

الکفار والمراد من السماع سماع قبول والدلیل علی ان المراد من السماع سماع قبول ان الکفار ما کان فی اذانہم صمم حتی لا یسمعوا کلام صلی اللہ علیہ وسلم فانہم وان کانوا یسمعون فی الظاہر لکنہم کانوا محرومین من سمع القبول ومن ہذا الباب قول المصلی سمع اللہ لمن حمدہ فان المراد من السماع سماع قبول کما یقال نادیت الامیر بحاجتی فما سمعہ یعنی ما سمعہ بسمع القبول فلیس فی الآیتین دلیل علی عدم سماع الموتی بل فیہما دلیل علی سماع الموتی لان المشبہ وہم الکفار یسمعون فکیف یشتبہ بمن لا یسمعون فکما ان الکفار یسمعون فی الظاہر کذلک الموتی یسمعون فی الظاہر واما سماع القبول فالکفار محرومون عنہ للانکار القلبی والموتی محرومون عنہ لعدم قدرتہم علی الجواب فکانہم ما سمعوا ومعنی الآیتین انک لا تسمع الموتی ولا تسمع من فی القبور انک لا تسمعہم بل اللہ تعالی یسمعہم علی حد قولہ تعالی انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء

کہ مُردوں اور قبر والوں سے مراد یہاں کفار ہیں اور سُننے سے مراد تصدیقی سننا ہے اور اس امر کا ثبوت کہ یہاں سُننے سے مراد تصدیقی سننا ہے یہ ہے کہ کفار کے کانوں میں بہرا پن نہ تھا کہ حضور علیہ السلام کا کلام نہ سُن سکتے۔ پس وہ اگرچہ بظاہر سنتے تھے لیکن تصدیقی سُننے سے محروم تھے۔ اسی محاورہ کے مطابق ہے نمازی کا یوں کہنا کہ سمع اللہ لمن حمدہ خدا اس کی بات مان لیتا ہے جو اسکی تعریف کرتا ہے یہاں بھی تصدیقی سُننا مراد ہے اسی طرح یہ محاورہ بھی ہے کہ مَیں نے امیر کو اپنی حاجت روائی کے لئے پکارا، مگر اس نے ایک نہ سُنی یعنی میری پکار کو منظور نہیں کیا پس دونوں آیتوں میں مُردوں کے نہ سننے کا ثبوت نہیں ملتا بلکہ ان میں سماع موتیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ کیونکہ یہاں کفار کو مُردوں سے مساوی مانا گیا ہے۔ حالانکہ یہ سُنتے تھے اور وہ نہیں سُنتے تھے تو یہ مساوات کیسے ہوگی؟ تشبیہ تب ہی صحیح ہوگی کہ دونو بظاہر سنتے تسلیم کئے جائیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح کفار بظاہر سُنتے ہیں تو مُردے بھی بظاہر سُنتے ہیں مگر تصدیقی سُننا دونوں میں نہیں کیونکہ کفار انکار قلبی کی وجہ سے اس سے محروم ہیں اور مُردے اس لئے محروم ہیں کہ وہ جواب نہیں دے سکتے تو گویا وہ بھی نہیں سُنتے۔ اب دونو آیت کا مفہوم یُوں ہے کہ آپ تو ان کو نہیں سنا سکتے۔ مگر خدا ان کو سنا دیگا جیسا کہ ارشاد ہے کہ آپ تو اسے ہدایت نہیں دے سکتے جسے آپ پسند کریں لیکن خدا جسے چاہے ہدایت

وقد نص فی القرآن ان اللہ یسمع من
یشاء وما انت بمسمع من فی القبور
رجعنا الی الکلام فی اصل السماع
فنقول ان السماع والنظر والکلام
والبطش والمشی وجمیع الافعال
الارادیۃ وظیفۃ الروح بمعاونۃ
الحواس والجوارح مادام فی حالۃ الحیوۃ
وبدون معاونۃ الحواس والجوارح بعد
الممات ومصداق ذالک حالۃ النوم
فان النوم یعطل فیہ الحواس الظاھرۃ
والباطنۃ والجوارح من العمل والروح
یری ویسمع وینظر ویتکلم ویبطش
ویلتذ بالمستلذات ویألم بالمؤلمات
فارواح الاحیاء مع حبسہا فی البدن
تفعل جمیع ماذکر فی النوم فارواح
الاموات المطلقات من حبس البدن
کیف لا تقدر علی ما تقدر
علیہ فی حالۃ حبس البدن
فلذا قیل النوم اخ الموت نعم
ارواح الکفار المحبوسین
فی الدرکات محرومون عن
الادراکات مشغولون بنتائج
سوء اعمالہم وکذا الفساق
ان لم یرحمہم ربہم

دے دیتا ہے اور قرآن مجید میں اس کی تصریح بھی
موجود ہے کہ خدا جسے چاہے سُنا دیتا ہے اور آپ اہل
قبور کو نہیں سنا سکتے۔ اب ہم اصل مسئلہ سماع موتےٰ
کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سُننا، دیکھنا
بولنا، حملہ کرنا، چلنا اور تمام خود اختیاری فعل روح
انسانی کا فرض ہیں کہ جب تک انسان زندہ رہے
اس کی روح حواس اور بیرونی اعضا کی امداد سے یہ
فرائض بہم پہنچائے اور موت کے بعد اس کا فرض ہے
کہ بغیر امداد حواس اور بیرونی اعضا کے یہ سب کام کرے
اس کی مثال نیند ہے کیونکہ نیند کی حالت میں تمام حواس
معطل ہو جاتے ہیں، خواہ ظاہری ہوں یا باطنی، اور
بیرونی اعضا بھی کام سے رہ جاتے ہیں مگر روح
حسب دستور چلتی ہے اور سنتی ہے، دیکھتی ہے، بولتی ہے
حملہ کرتی ہے، لذیذ چیزوں سے لذت بھی اٹھاتی ہے
اور موذی اشیاء سے تکلیف بھی پاتی ہے۔ پس ثابت
ہوا کہ زندہ کی روح بحالت نوم اگرچہ جسم میں مقید
ہے سب کچھ کر لیتی ہے تو مُردہ کی روح جو جسمانی قید
سے رہا ہو چکی ہے کیسے ان افعال پر قادر نہ ہوگی
جن پر کہ بقید جسمانی قادر تھی۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے
کہ نیند موت کے برابر ہے اور ارواح کفار کے جو
دوزخ کے قید خانوں میں قید ہیں وہ ان امور کے دریافت
کرنے سے محروم رہتے ہیں اور اپنی بدعمل کے نتائج
میں مبتلا رہتے ہیں اسی طرح گنہگاروں کی روحیں
بھی جبتک کہ خدا ان پر رحم نہیں کرتا۔ اپنے عذاب

Marfat.com

ومن تلك المسائل مسئلة التوسل عند الله تعالى بارواح الصلحاء من عباده احياءً وامواتاً وهذه المسئلة لها فروع الفرع الاول بان ينادى ربّه ويتوسل بروح الصالح من عباده المقرب لبابه نحو قولنا اللهم انى اتوسل اليك بروح سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم او بروح الشيخ الفلانى وهذا النوع جائز لاغبار عليه عند كافة الامة المرحومة الامن اعمى الله قلبه وختم على سمعه وبصره وقد هدانا الله تعالى الى هذا بقوله يا ايها الذين اٰمنوا اتقوا الله وابتغوا اليه الوسيلة فلفظه اتقوا الله قبل الامر بابتغاء الوسيلة تشير الى الحث واللزوم بابتغاء الوسيلة الى حضرة قدسه تعالى وتعليم الادب لعباده بتقديم الوسيلة لان طلب المسئول من اكابر الوقت غالبًا لا يكون بدون تقديم الوسيلة من الهدايا او شفاعة مقرب عنده كذلك طلب

میں مصروف و مبتلا رہتے ہیں متنازع فیہ مسائل میں سے ایک توسّل کا مسئلہ بھی ہے کہ آیا اللہ کے نیک بندوں کی روحوں کا خواہ وہ زندہ ہوں یا مُردہ خدا کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے؟ اور اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ انسان خدا کو پکارے اور بارگاہِ الٰہی کے صالح بندوں میں سے کسی ایک کو اپنا وسیلہ بنائے جیسا کہ یوں کہے کہ یا اللہ میں تیری بارگاہ میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا وسیلہ لاتا ہوں۔ یا یُوں کہے کہ فلاں شیخ کی روح کا وسیلہ لاتا ہوں۔ یہ صورت بلاشبہ جائز ہے تمام اُمت محمدیہ کے نزدیک۔ ہاں اسکا وہ مخالف ہے جس کے دل کو خدا نے اندھا کیا ہوا ہے اور اس کے کان اور آنکھ پر مُہر کر دی ہے اور ہمیں خدائے تعالےٰ نے اس آیت سے ہدایت کا راستہ بتا دیا ہے کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو خدا کے عذاب سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلۂ نجات طلب کرو۔ اس آیت میں وسیلہ طلب کرنے سے پہلے یہ لفظ ہے کہ اللہ کے عذاب سے ڈرو۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ خدا کی مقدس بارگاہ میں وسیلہ طلب کرنے پر شوق دلایا گیا ہے اور اسے واجب قرار دیا گیا ہے۔ اور بندگانِ اللہ کے وسیلہ پیش کرنے سے ادب کی تعلیم دی گئی ہے۔ کیونکہ دنیاوی اکابر سے عموماً اپنی حاجت طلب کرنا یوں ہی ہوتا ہے کہ ہدیہ یا تحفہ کو وسیلہ بنایا جائے یا کسی مقرب کی سفارش پیش کی جائے جس کی عزت اُس بزرگ کے دل میں ہو

المسئول من الملك العلام لا يصلح الا بتقديم الوسيلة واوثق الذرائع واحسن الهدايا الى الغنى المنعام التوسل بارواح الصالحين من عباده قالوا التوسل المأمور فى القران انما يكون بالاعمال لا بالابدان مستدلين بحديث الثلاثة الذين حبسوا فى الغار قلنا كما يجوز التوسل بالاعمال كذالك يجوز بالابدان كما توسل سيدنا الفاروق رضى الله عنه عام قحط المطر بسيدنا العباس رضى الله عنه ولان التوسل بالاشخاص حقيقة هو التوسل باعمال ذلك الشخص لا بجسمه الظاهر فصار التوسل بالاشخاص توسلا بالاعمال۔ الفرع الثانى من التوسل بان ينادى الى روح احد من عباد الله الصالحين بان يقول يا سيدي رسول الله اغثنى او يا سيدى الشيخ الفلانى امددنى ففيه تفصيل

علیٰ ہذا القیاس عالم الغیب خدا بادشاہ کے دربار میں بھی اپنی حاجت طلب کرنا سوائے وسیلہ پیش کرنے کے اور کوئی پختہ ذریعہ تلاش کرنے کے بغیر صحیح نہ ہوگا۔ اور اس سخی لا پرواہ خدا کے دربار میں بہترین تحفہ یہی ہے کہ ارواح عباد اللہ صالحین کو وسیلہ بنایا جائے مگر مخالف کہتے ہیں کہ جس وسیلہ پیش کرنے کا حکم قرآن مجید میں ہے اس سے مراد صرف اعمال صالحہ ہی ہیں کسی کی شخصیت وسیلہ نہیں ہوسکتی اور ثبوت میں وہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ تین آدمی غار میں پھنس گئے تھے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے اپنے اعمال حسنہ کو پیش کرکے دعا مانگی تھی اور وہ دعا منظور بھی ہوگئی تھی اور ہم جواباً کہتے ہیں کہ توسل جس طرح اعمال سے جائز ہے۔ اسی طرح خدا کے نیک بندوں سے بھی صحیح ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں قحط پڑ گیا تھا تو آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا تھا۔ درحقیقت کسی نیک بندے کا توسل پیش کرنا اس کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کے نیک عمل پیش کئے جاتے ہیں۔ ورنہ ظاہری جسم پیش نہیں کیا جاتا تو اس لحاظ سے شخصی توسل بھی توسل بالاعمال بن جاتا ہے ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ انسان خدا کے نیک بندوں میں سے کسی ایک کی روح کو پکارے اور یوں کہے کہ اے میرے مالک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میری فریاد رسی فرمایئے یا یُوں کہے کہ اے حضرت آقا فلاں شیخ میری مدد کیجئے۔ تو اس کی تشریح یوں ہے

Marfat.com

ان كان مراد القائل التجوز اعنى نداءه
للعبد الصالح بطريق المجاز ويعلم
ان المعطى والمانع هو الله تعالى و
والعبد الصالح وسيلة الى حضرة قدسه
ويعد نفسه احقر من ان يناجى
ربه فذلك جائز لان الاعمال بالنيات
ولكل امرئ ما نوى فالله تعالى هو
المعطى والنبى صلى الله عليه وسلم
هو القاسم وقد جرت العادة للفقراء
والمحتاجين باظهار فقرهم للقاسم
لا المعطى و تتفرع على هذا البحث
مسئلة جواز نداء الغائب وعدم جوازه
قالوا لا يجوز النداء للغائب ومن
اعتقده فقد اشرك بالله تعالى قلنا
ما مرادهم بالغائب الغائب عن النظر
ام الغائب عن القلب فان كان مرادهم
الغائب عن النظر فالله تعالى
غائب عن النظر قال الله تعالى
لا تدركه الابصار وهو
يدرك الابصار فلا يجوز لاحدهم
ان يقول يا الله وان كان مرادهم
الغائب عن القلب فالله تعالى حاضر
فى قلب كل مؤمن بر وليس بغائب و
رسول الله صلى الله عليه وسلم ايضا حاضر فى قلب

کہ اگر اس کی مراد مجاز ہے یعنی جب وہ نیک بندے کو
پکارتا ہے تو مجازی طریق پر پکارتا ہے۔ ورنہ وہ بھی جانتا
ہے کہ خدا ہی دیتا ہے یا روکتا ہے مگر عبد صالح درمیان
میں وسیلہ ہے کیونکہ وہ خدا کی بارگاہ میں مقرب ہے اور
میں اس امر کے لائق نہیں کہ خدا سے کوئی راز کی بات کہوں
تو یہ صورت جائز ہوگی کیونکہ اعمال کی بنیاد نیت پر ہوتی
ہے اور انسان کو نیت کا پھل ملتا ہے۔ خدا دینے والا ہے
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کا عطیہ تقسیم کرنے والے
ہیں اور یہ دستور چلا آیا ہے کہ فقیر اور محتاج تقسیم کرنیوالے
کے پاس اپنی ضرورت پیش کیا کرتے ہیں اور اصل سخی کی خدمت
میں پیش نہیں کرتے۔ اسی بحث سے ایک اور مسئلہ بھی حل
ہو جاتا ہے کہ غائب کو پکارنا صحیح ہے یا ناجائز؟ مخالف
کہتے ہیں کہ ناجائز ہے کہ غائب کو پکارا جائے اور جو شخص
ایسا عقیدہ رکھتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے۔ مگر ہم پوچھتے
ہیں کہ غائب کے لفظ سے تمہارا کیا مطلب ہے؟ آیا وہ
آدمی جو نظر سے غائب ہو یا دل سے غائب ہو؟
اگر تم نظر سے غائب مراد لیتے ہو تو خدا بھی نظر سے
غائب ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ خدا کو نظر
دریافت نہیں کر سکتی اور وہ بندوں کی نظر کو دریافت
کر لیتا ہے۔ تو کسی مخالف کو بھی یہ کہنا جائز نہ ہوگا کہ
وہ کہے اے "اللہ" اگر مخالف کی مراد اس لفظ سے وہ غائب
ہے جو دل سے پوشیدہ ہو تو خدا تعالیٰ تو ہر ایک کے
قلب میں حاضر ہوتا ہے اور کبھی غائب نہیں ہوتا اور رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر ایک مومن کے قلب میں

Marfat.com

كل مؤمن به وليس بغائب فهو ينادي الى من في قلبه وحاضر القلب اعلى واحلى من حاضر النظر فما بقي للغائب محل يمنعون النداء اليه واما قولهم فالله تعالى يسمع والنبي صلى الله عليه وسلم لا يسمع ففيه بحث ليس هذا محل نشره وقد سبق في مسئلة سماع الموتى نبذا منه ولئن سلم ان النبي صلى الله عليه وسلم لا يسمع فنقول فالله تعالى سمع قول القائل يارسول الله اغثني او ما سمع لا سبيل الى الثاني فاذا سمع من عبده النداء لحبيبه وصفيه واستغاثته برسوله الذي هو بالمومنين رؤف رحيم اليس مقتضى كرمه انجاح مطلوبه فان قلت نعم فهو المطلوب ان قلت لا فعليك بالبرهان وايضا في الحديث الذي اخرجه البخاري في صحيحه عن ابي هريرة انه قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى قال من عادى لي وليا فقد آذنته بالحرب وما تقرب الى عبد بشيء

حاضر ہوتے ہیں اور غائب نہیں ہوتے پس مومن بھی اسی کو پکارتا ہے جو اس کے دل میں حاضر ہوتا ہے اور دل کا حاضر نظر کے حاضر سے بالاتر اور مرغوب تر ہوتا ہے تو کوئی ایسا غائب نہ رہا جس کو پکارنا وہ ناجائز سمجھتے ہیں اور مخالفین کا یہ کہنا کہ خدا تو سنتا ہے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی پکار نہیں سنتے، قابل غور ہے۔ یہ مقام اس پر بحث کرنے کا نہیں اور مسئلہ سماع موتیٰ میں اس کی کچھ تفصیل گذر بھی چکی ہے اگر بالفرض تسلیم بھی کیا جاوے کہ حضور علیہ السلام کسی کی پکار نہیں سنتے تو ہم پوچھتے ہیں کہ بتاؤ کہ یا رسول اللہ اغثنی کا نقرہ خدا سنتا ہے یا نہیں؟ یہ تو ناممکن ہے کہ خدا نہ سنے۔ تو جب وہ سنتا ہے کہ اس کا ایک بندہ اس کے حبیبؐ اور برگزیدہ نبی علیہ السلام کو پکار رہا ہے اور اس کے اس رسول علیہ السلام سے فریاد کر رہا ہے جو مومنین پر کمال طور پر رحمدل ہے تو کیا خدا کا فضل یہ روا نہ رکھیگا کہ اس کی مراد پوری کرے۔ بس اگر تم اسے مانتے ہو تو ہمارا مطلب بھی یہی ہے۔ اگر انکار کرتے ہو تو کوئی صحیح دلیل پیش کرو۔ دیکھو ایک حدیث میں آیا ہے جو امام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں درج کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خدا نے کہا ہے کہ جو شخص میرے مقرب دوست سے عداوت کرے، میں اُسے لڑائی کا اعلان کروں گا۔ اور میری بارگاہ میں انسان کے لئے تقرب کا وسیلہ اس سے بڑھ کر

Marfat.com

احب الی مما افترضتہ علیہ ولا یزال
العبد یتقرب الی بالنوافل حتی
احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی
یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ الحدیث
وای اقرب الیہ تعالیٰ من حبیبہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم اذا سمع بسمعہ
تعالیٰ و بصر ببصرہ تعالیٰ فکیف
لا یسمع من ینادیہ من قریب او
بعید فان ذلک القرب والبعد انما
ھو باعتبارنا لا باعتبارہ صلی اللہ
علیہ وسلم وھذا مشاھد لمن اکتحلت
عینا بصیرتہ بالنور الالٰہی انتہی
ومن تلک المسائل مسئلۃ زیارۃ
قبور الانبیاء والاولیاء قالوا
السفر لزیارۃ القبور ولو کان
قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بدعۃ او شرک باختلاف اقوالھم
وما ادری کیف یجترؤن علی شرک
جمیع الامۃ من لدن زمنہ صلی
اللہ علیہ وسلم الی ھذا الوقت و
قد قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
لا یجتمع امتی علی الضلالۃ
وید اللہ علی الجماعۃ ومعلوم ان
من قال لاخیہ المؤمن یا کافر

نہیں کہ جو میرے فرائض ہیں ان کو وہ ادا کرے۔
اسی طرح میرا بندہ نوافل سے میرا مقرب بنتا چلا جاتا
ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں
تو پھر میں خود اس کی قوتِ سماعت بن جاتا ہوں تو
وہ میرے ذریعہ سے سنتا ہے اور اس کی بصارت
بن جاتا ہوں تو وہ مجھ سے دیکھتا ہے الخ۔ بتاؤ خدا
کا بڑا مقرب اس کے حبیب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے بڑھ کر کون ہے تو ثابت ہوا کہ حضور
علیہ السلام خدائی سماعت سے سنتے ہیں اور اسی کی
بصارت سے دیکھتے ہیں تو پکارنے والا خواہ قریب ہو
یا بعید آپ اس کی پکار کیوں نہ سنیں گے؟ کیونکہ قرب
و بُعد کا فرق تو ہمارے متعلق ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام
کے متعلق نہیں ہوتا۔ اس کا شاہدہ وہ شخص کر سکتا ہے
جس کی دونوں آنکھوں میں نورِ الٰہی کا سُرمہ لگا ہوا ہو۔ (انتہی)
متنازع فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ قبور انبیاء و اولیاء
کی زیارت کا بھی ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ زیارتِ
قبور کے لئے سفر کرنا بدعت ہے۔ اگرچہ وہ قبر رسول
خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہو بعض کہتے ہیں وہ شرک
ہے۔ بہرحال ان کا آپس میں بڑا اختلاف ہے مجھے معلوم
نہیں ہوتا کہ وہ کیسے تمام امت محمدیہ کو مشرک بنانے کی
جرأت کر لیتے ہیں جو عہد رسالت سے لیکر اب تک چلی
آتی ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری
اُمت گمراہی پر متفق نہ ہو گی اور اس جماعت پر خدا کا ہاتھ ہے
اور یہ معلوم ہے کہ جو شخص کسی مومن کو یہ لفظ کہے اے کافر

Marfat.com

فقد باء بر احدهما فالى الله المشتكى فقطع النظر من الاحاديث فى باب زيارة القبور واقوال العلماء نقول اما قال الله تعالى ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما فهل قيّد سبحانه تعالى مجيئهم فى حال الحيوة كما اولوها وهل قيّد مجيئهم من قريب او بعيد كما زعموها بل هى عام الدلالة فى حياته و بعد مماته من قريب او بعيد؟ اجمع الامة قديما وحديثا بجواز زيارة القبور و ترغيب زيارة قبور الصلحاء ففى زيارة القبور نفع للميت بالدعاء له بالمغفرة واهداء ثواب القرأة لروحه ونفعٌ للزائر بالتيقظ والتهيئ للموت وشفاعة ارواح الصلحاء فى حق زائريهم ولا عبرة بفعل بعض الجهلاء من السجود لقبور الاولياء او الطواف بالقبور فان كلا منهما حرام واللازم على اهل البصيرة ان يعلموهم اداب الزيارة ولا يمنعوهم من اصل الزيارة الا ترى

تو ان دونوں میں سے ایک ضرور کفر لیکر لوٹتا ہے والی اللہ المشتکیٰ اس سے قطع نظر کر کے کہ زیارت قبور کے متعلق کئی ایک احادیث وارد ہیں اور اہل علم کے تحقیقی قول بھی موجود ہیں ہم کہتے ہیں کہ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ اے نبیؐ جن لوگوں نے اپنی جان پر ظلم کیا تھا اگر وہ آپکے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور آپ خدا کے رسول بھی ان کے لئے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور خدا کو مہربان اور توبہ قبول کرنے والا پاتے ۔ اب تم بتاؤ کیا اس آیت میں خدا نے رسول کی زندگی کی شرط لگائی ہے ؟ جیسا کہ تم اس کی تاویل کرتے ہو۔ یا یہ شرط لگائی ہے کہ آنے والا دور ہو یا نزدیک جیسا کہ تمہارا خیال ہے ۔ نہیں نہیں ۔ یہ آیت عام مفہوم رکھتی ہے ۔ خواہ زندگی میں کوئی آئے یا آپکی وفات کے بعد ۔ پھر وہ خواہ قریب ہو یا بعید قدیم اور موجودہ اُمت کا اتفاق ہے کہ زیارت قبور جائز ہے اور قبور صلحاء کی ترغیب دینا بھی جائز ہے ۔ کیونکہ زیارت قبور میں میت کو بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے کیونکہ اس کے لئے دعائے مغفرت کی جاتی ہے اور قرأۃ قرآن کا ثواب دیا جاتا ہے اس کی روح کو) اور زائر کو بھی فائدہ ہوتا ہے کہ وہ ہوشیار ہو جاتا ہے اور موت کی تیاری کرتا ہے اور خدا کے نیک بندوں کی روحیں بارگاہ الٰہی میں اس کی شفاعت کرتی ہیں ۔ مگر جو کچھ جاہل وہاں جا کر کرتے ہیں مثلاً قبر کو سجدہ کرنا یا اس کا طواف کرنا ۔ تو وہ بہر حال حرام ہوتا ہے اور اہل علم کا فرض ہے کہ ان کو آداب زیارت کی تعلیم دیں اور اصل زیارت سے ممانعت نہ کریں کیا

Marfat.com

او ان ضريرا فاقد البصر دخل مسجدا وصلى الى غير القبلة فاللازم على اهل البصيرة ان يعلموه و يحولوا وجهه نحو القبلة او يمنعونه من الصلوٰة اصلا و اما استدلالهم بحديث لا تشد الرحال الا الى ثلاثة مساجد فانه مخصوص بالمساجد كما ورد فى بعض روايات الحديث لفظ المسجد بقوله عليه الصلوٰة والسلام لا تشدوا الرحال الى مسجد الا الى ثلاثة مساجد فان شد الرحال الى التجارات والغزوات ونحوها مامور الشرع الشريف ولا ينكره الا الجاحد الغبى قال الله تعالىٰ و اتخذوا من مقام ابراهيم مصلى و مقام ابراهيم من اثار الصالحين فاذا كانت الاثارها مورا بالصلوٰة فيها فما ظنك بضرائحهم الشريفة اذا لم تكن القبور محاذية القبلة. ومن تلك المسائل مسئلة الشفاعة قالوا الشفاعة غير ممكنة فانها لا تكون الا بان يكون الشفيع وجيها عند الله تعالىٰ او يكون محبوبا لله تعالىٰ وهذان محالان فى حق الله تعالىٰ والثالث الشفاعة

تم نہیں دیکھتے کہ جب نابینا مسجد میں آکر نماز پڑھتا ہے اور قبلہ رُخ نہیں ہوتا۔ تو دیکھنے والے کا کیا فرض ہوتا ہے کہ اُسے بتائے اور اس کا رُخ قبلہ کی طرف کرے یا یہ فرض ہوگا کہ وہاں اسے نماز سے روک دیں۔ مگر ان کی یہ دلیل کہ حدیث میں ہے کہ تین مسجدوں کے بغیر کسی اور مقام کی طرف سواری پر سفر نہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مساجد سے مخصوص ہے۔ جیسا کہ اس حدیث کی بعض روایات میں مسجد کا صاف لفظ موجود ہے۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا ہے کہ کسی مسجد کی طرف شد رحال یعنی سفر نہ کیا جائے سوائے تین مساجد کے اور تجارت اور جہاد وغیرہ کی طرف سفر کرنا خود شرع شریف میں فرمایا گیا ہے جس کا انکار ہٹ دھرم بیوقوف کے سوا کوئی نہیں کر سکتا۔ دیکھو خدا کا حکم ہے کہ مقام ابراہیم علیہ السلام کو اپنی نماز کی جگہ بناؤ اور مقام ابراہیم صالحین کے آثار میں سے ہے۔ تو جب ایسے آثار صالحین میں نماز ادا کرنے کا حکم ہے تو ان کے مزارات کے متعلق تمہارا ممانعت کے لئے کیا خیال ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ ان کے مزارات شریف نمازی کے قبلہ کی طرف نہ ہوں متنازع فیہ مسائل میں سے ایک مسئلہ شفاعت کا بھی ہے۔ مخالفین کہتے ہیں کہ شفاعت ناممکن ہے کیونکہ شفاعت اسی صورت میں ہو سکتی کہ شافع وجیہ ہو۔ یا خدا کا محبوب ہو اور یہ دونو امر خدا کے یہاں محال ہیں۔ تیسری صورت شفاعت بالاذن کی ہے اور یہ گو نفی شفاعت کے برابر ہے۔ کیونکہ یہ نہ تو

Marfat.com

بالاذن فهی لا شفاعة لا تکون لاھل الکبائر ولا للمصرین علی الصغائر وبعض الصغائر ان قارنها التوبة والندامة فیرحمهم ربه ولا یستطیع العفو بلا سبب فیاذن لمن یشاء بشفاعته ویغفر برحمته انتهی عقیدتهم

اقول اولاً لا نسلم ان شفاعة الوجیه او المحبوب محال لان علی اللہ تعالی الخوف من الشفیع ولا الالم من عدم رضاء محبوبه بل بمحض فضله وکرمه علی رسوله وخواص عبادہ وثانیاً ثبوت وجاهة النبی صلی اللہ علیه وسلم فی حضرة ربه الاعلی ومحبته له قال اللہ تعالی فی حق سیدنا عیسی علیه السلام وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین وقال اللہ تعالی فی حق سیدنا موسی علیه السلام فبرأه اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیها فاذا کان سیدنا عیسی علیه السلام وسیدنا موسی علیه السلام وجیهین ومن المقربین فسیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اولی واحق بذالک قال اللہ تعالے وکان فضل اللہ علیک عظیما وقال تعالی

کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی نہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے والوں کے لئے ہوگی اور چند صغیرہ گناہ والوں پر خدا خود ہی رحم کردے گا جبکہ توبہ اور ندامت ان کے ساتھ ہوگی۔ تو خدا بھی کسی سبب کے بغیر ان کو معاف نہیں کریگا لیکن جسے چاہے معاف کردیگا اور جسے چاہے گا شفاعت کی اجازت دیگا (ان کا عقیدہ یہاں ختم ہوا) مگر میں پہلے تو یہ کہتا ہوں کہ وجیہ اور محبوب کی شفاعت محال نہیں ہے خدا کے نزدیک بلکہ ضروری ہے نہ اس لئے کہ خدا شفیع سے ڈریگا اور نہ اس لئے کہ خدا اپنے محبوب کو ناراض کرنے سے دردمند ہوگا۔ بلکہ اس لئے کہ وہ اپنے محبوب اور اپنے خاص بندوں پر خاص فضل وکرم کریگا۔

(دوم) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت بارگاہ الٰہی میں از روئے قرآن ثابت ہے اور آپکی محبوبیت بھی ثابت ہے۔ ارشاد ہے کہ عیسے علیہ السلام دنیا و آخرت میں وجیہ ہیں اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہے کہ جو الزام مخالفین دیتے تھے۔ اس سے خدا نے آپ کو بری کردیا اور آپ خدا کے دربار میں وجیہ تھے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وجیہ اور مقرب بارگاہ الٰہی ٹھیرے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مرتبہ کے سب سے بڑھ کر حقدار ہوں گے۔ کیونکہ ارشاد ہے کہ آپؐ پر خدا کا فضل بہت بڑا ہے۔ اور یہ بھی ارشاد ہے کہ

Marfat.com

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فاذا کان التابع لہ محبوبًا عند اللہ تعالیٰ افلا یکون المتبوع محبوبا عندہ تعالیٰ وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا حبیب اللہ فاذا ثبت وجاھتہ عند اللہ تعالیٰ ومحبتہ مولاہ لہ فای مانع من قبول شفاعتہ وقال صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت الشفاعۃ قال اللہ تعالیٰ عسیٰ ان یبعثک ربک مقامًا محمودا واجمع المفسرین بان المراد بالمقام المحمود ھی الشفاعۃ الکبریٰ رجعنا الی القسم الثالث من الشفاعۃ فنقول اولًا ان الاستغفار وطلب المغفرۃ لاحد ھی الشفاعۃ وقد امر اللہ تعالیٰ انبیائہ علیہم الصلوٰۃ والسلام بطلب المغفرۃ لامھم قال سیدنا ابراھیم علیٰ نبیّنا وعلیہ السلام ربنا اغفرلی ولوالدیّ وللمؤمنین یوم یقوم الحساب وقال سیّدنا

آپ فرمادیں کہ اے مومنین اگر تم خدا کے محبوب بننا چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو تب خدا تعالیٰ تم کو بھی اپنا محبوب بنا لے گا۔ خیال کرو کہ جب تابع محبوب الٰہی ہوا تو متبوع کیوں محبوب الٰہی نہ ہوگا۔ حالانکہ خود رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا خطاب محبوب الٰہی ہے۔ تو جب آپ کی وجاہت خدا کے دربار میں ثابت ہے اور خدا کی محبت بھی ثابت ہے تو آپ کی شفاعت کے منظور ہونے میں کیا کسر باقی ہے اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ مجھے خاص طور پر شفاعت کرنے کا مرتبہ عطا ہوا ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ عنقریب خدا آپکو مقام محمود پہ پہنچا دیگا۔ اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ مقام محمود سے مراد شفاعت کبریٰ اور عام شفاعت کا مرتبہ ہے۔ اب رہی شفاعت کی تیسری قسم تو اس کے متعلق ہم یوں کہتے ہیں کہ شفاعت کا مطلب ہی یہ ہے کہ کسی کے لئے استغفار اور طلب مغفرت کی جائے اور یہ ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود اپنے انبیاء علیہم السلام کو حکم دیا ہوا ہے کہ اپنی اپنی اُمت کے لئے خدا سے مغفرت طلب کریں۔ چنانچہ حسب الحکم خداوندی حضرت ابراہیم علیہ السلام دست بدعا ہو کر فرماتے ہیں کہ اے ہمارے رب مجھے بخش، میرے والدین کو بخش اور مومنین کو بخش جس دن کہ حساب کا محکمہ قائم ہوگا

Marfat.com

موسى عليه السلام انت
وليّنا فاغفر لنا وارحمنا
وانت خير الغافرين
وقال سيّدنا عيسى عليه السلام
ان تعذّبهم فانهم عبادك
وان تغفر لهم فانك انت
العزيز الحكيم فطلب لهم
المغفرة بالطف الالفاظ و
قد امر الله تعالى حبيبه بقوله
وصلّ عليهم ان صلواتك
سكنٌ لهم فهذا هو
الأمر والاذن بالشفاعة
وقال تعالى ولو انهم
اذ ظلموا انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله و
استغفر لهم الرسول
لوجدوا الله توابا
رحيما ۔ فهل
لاستغفار الرسل
معنى الا الشفاعة
وقال تعالى
واستغفر لذنبك و
للمؤمنين والمؤمنات
والله يعلم

جناب موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا اللہ تو ہی ہمارا سرپرست ہے ہماری مغفرت کر اور ہم پر رحم کر اور تو تمام مغفرت کرنے والوں سے بہتر ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔ یا اللہ اگر میری اُمت کو تو عذاب کرے تو کوئی چارہ نہیں۔ کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کردے تو یہ تیری شان کے شایان ہے کیونکہ تو عزت وحکمت کا مالک ہے دیکھو آپ نے کن نرم لفظوں میں مغفرت طلب کی ہے۔ اور خدا تعالےٰ نے اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا ہے کہ اپنی اُمت پر نماز جنازہ اور دعائے خیر کرو۔ کیونکہ آپکی دعائے خیر اُن کے لئے باعث تسکین ہے پس یہی حکم امر اور اذن بالشفاعۃ ہے۔ پھر ارشاد ہے کہ جب انہوں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے پس اگر آپ کے پاس آجاتے۔ اور خدا سے معافی مانگتے اور آپ بھی بحیثیت رسول اللہ ہونے کے ان کے واسطے معافی مانگتے تو وہ ضرور دیکھتے کہ خدا تعالیٰ بڑا مہربان اور توبہ قبول کرنے والا ہے پس انبیاء علیہم السلام کے استغفار کا یہی مطلب ہے کہ وہ اپنی اُمت کے لئے شفاعت کریں۔ چنانچہ خدا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد کیا ہے کہ اپنی کوتاہیوں کی پردہ پوشی طلب کرو اور زن ومرد اہل ایمان کے لئے مغفرت طلب کرو۔ کیونکہ خدا تو تمہارے

Marfat.com

متقلبکم ومثواکم فلیس الامر بالاستغفار الا الاذن بالشفاعۃ باٰکد الوجوہ لأن الأمر اوکد من الاذن بل مدح اللہ تعالیٰ عوام المؤمنین بالاستغفار الاخوان من المؤمنین بقولہ تعالیٰ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان وقال تعالیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ ووعد اللہ حق لایمکن التخلف ولن یخلف اللہ وعدہ رسلہ فاعتمد النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی وعد ربہ فقال اعطیت الشفاعۃ بلفظ الماضی ونقول لھم ما تقولون فی صلاتکم ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب فمن اذن لکم فی دعاء المغفرۃ للوالدین وللمؤمنین الیس ھذا الدعاء شفاعۃ فان قلتم اذن لنا الشارع نقول اذن الشارع بالشفاعۃ لکافۃ المؤمنین ولم یاذن لحبیبہ وصفیہ صلی اللہ علیہ وسلم ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین واما قولھم الشفاعۃ لاتکون لاھل الکبائر ولا للمصرین

حرکات و سکنات سے خوب واقف ہے پس امر بالاستغفار ہی اذن بالشفاعۃ ہے اور اذن بھی بڑے زور کا ہے کیونکہ امر کرنا اذن دینے سے زیادہ زوردار ہوتا ہے صرف یہی نہیں بلکہ یہ بھی دیکھو کہ خدا نے ان مسلمانوں کی تعریف بھی کی ہے کہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مغفرت طلب کرتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ جو اہل ایمان بعد میں آئے وہ کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بخش اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں پھر ارشاد ہے کہ اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خدا آپکو اتنا دیگا کہ آپ راضی ہو جائینگے اور خدا کا وعدہ سچا ہے اسمیں خلاف وعدہ کی گنجائش نہیں کیونکہ اس نے خود کہا ہے کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اسی وعدہ پر بھروسہ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے (فعل ماضی کے لفظوں میں) کہ مجھے شفاعت کا عہدہ دیا جاچکا ہے ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ اے اہل ایمان کیا تم اپنی نمازمیں یہ دعا نہیں کیا کرتے کہ یا اللہ مجھے بخش میرے والدین کو بخش اور قیامت کے دن مسلمانوں کو بھی بخش۔ اب بتاؤ تم کو دعائے مغفرت کیلئے کس نے اجازت دی ہے کہ تم والدین اور مسلمانوں کیلئے دعائے مغفرت کرتے ہو؟ یہ بھی بتاؤ کہ کیا یہی طلب مغفرت شفاعت نہیں ہے؟ پس اگر تم یوں کہو کہ خدا نے ہمیں اجازت بخشی ہے تو ہم پوچھیں گے کہ یہ ہوسکتا ہے کہ تمکو تو شفاعت کی اجازت ہو تاکہ تم اہل ایمان کے لئے طلب مغفرت کرو اور خدا نے اپنے حبیب برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت نہ بخشی؟ اگر تمہارے پاس کچھ صداقت ہے تو اس دعویٰ کی کوئی دلیل پیش کرو۔ اب رہا انکا یہ قول کہ اہل کبائر کیلئے شفاعت نہ ہوگی اور نہ ان کیلئے

Marfat.com

على الصغائر فذلك تحكم وبهتان على الله تعالى اما قال الله تعالى ان الله يغفر الذنوب جميعا وان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذالك لمن يشاء والشفاعة العظمى التى تكون يوم القيمة لكافة الخلق المشار عليها بقوله تعالى عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا مختصة بسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقولهم لا يشفع احد الا باذنه مستدلين بقوله تعالى من ذا الذى يشفع عنده الا باذنه صحيح لا شك فيه وقد اذن الله تعالى لرسوله صلى الله عليه وسلم بل امره بالشفاعة بقوله تعالى وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم وقوله تعالى واستغفر للمؤمنين والمؤمنات كما مر فلذا قال عليه الصلوة والسلام اعطيت الشفاعة وتمام الحديث اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلى نصرت بالرعب وجعلت لى الارض مسجدا وطهورا واحلت لى الغنائم ولم تحل

جو گناہ صغیرہ پر مداومت کرتے ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ یہ قول خدا پر بہتان اور زبردستی کا حکم ہے۔ کیا خدا نے یوں نہیں کہا کہ بیشک خدا تمام گناہ بخشدیتا ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ یہ گناہ نہیں بخشیگا کہ اسکا کسی کو شریک بنایا جائے اور اس کے بغیر جسے چاہے، جو گناہ بھی ہوں سب بخشدیگا اور شفاعت کبریٰ قیامت کے دن وہی ہوگی جو تمام مخلوق کی ہوگی اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے کہ اے نبیؐ خدا تعالیٰ عنقریب آپکو مقام محمود پر پہنچا دیگا اور یہ شفاعت کبریٰ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی حصہ میں ہے اور آپ سے مختص ہے پس مخالفین کا یہ کلام کہ اذن الٰہی کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کریگا اور انکا اس آیت سے دلیل پکڑنا کہ کون وہ ہے کہ بلا اجازت خداوندی اللہ کے پاس کسی کی شفاعت کرے۔ یہ دونو امر صحیح ہیں اور ان میں ذرہ بھر شک نہیں مگر یہ یاد رہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن بالشفاعۃ ہو چکا ہوا ہے بلکہ اس سے بڑھکر امر بالشفاعۃ بھی نافذ ہو چکا ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ آپ ان کے لئے دعائے خیر کریں کیونکہ آپکی دعائے خیر اُن کے واسطے تسکین ہے۔ چنانچہ پہلے گذر چکا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ زن و مرد اہل ایمان کے لئے آپ دعائے مغفرت کریں۔ اسی وجہ سے آپؐ نے فرمایا ہے کہ مجھے شفاعت کبریٰ کا عطیہ دیا جا چکا ہے اور اس حدیث کے باقی اجزا یہ ہیں کہ مجھے پانچ عطیے عطا ہوئے ہیں اور مجھ سے پہلے یہ کسی کو نہیں دیئے گئے۔ اول میرے رعب سے میری امداد کیگئی ہے۔ دوم یہ کہ تمام سطح زمین میرے لئے وضو اور نماز کی جگہ مقرر کردی گئی ہے۔ سوم خاص مجھے غنیمت کا مال حلال

لاحد قبلی و اعطیت الشفاعۃ و بعثت للناس عامۃ متفق علیہ- و اما قولہم لا یستطیع تعالی شانہ العفو بلا سبب فنقول اولا ہذا القول اشنع من قول النصاری ہل یستطیع ربک ان ینزل علینا مائدۃ من السماء لان النصاری ترددوا فی الاستطاعۃ فجاؤا بلفظۃ ہل وہؤلاء تیقنوا فی عدم الاستطاعۃ فقالوا لا یستطیع العفو بلا سبب وثانیا ان العباد یستطیعون العفو بلا سبب بل بمحض الکرم واللہ سبحانہ و تعالی لا یستطیعہ وہو تعالی فعال لما یرید لا یسئل عما یفعل فہذہ نتیجۃ توحیدہم وادبہم مع ربہم بل زاغوا فازاغ اللہ قلوبہم ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا۔ انتہی و من تلک المسائل مسئلۃ اعراس المشائخ و مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الاوقات المعلومۃ قالوا حرام بتعیین الاوقات والموالید بل یشبہ فعل الہنود فنقول ان منعوا نفس الاعراس یعنی اطعام الطعام للمساکین وذوی الحاجات بنیۃ ایصال الثواب

کر دیا گیا ہے ورنہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو اسکا استعمال جائز نہ تھا چہارم مجھے عام شفاعت کا حق دیا گیا ہے پنجم یہ کہ میں تمام مخلوقات کیطرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (یہ حدیث بخاری و مسلم میں ہے) مخالفین کا یہ قول کہ خدا تعالی بلا وجہ معافی نہیں دے سکتا، بالکل غلط ہے اور ہم کہتے ہیں کہ پہلے تو یہ قول اُن عیسائیوں کے کلام سے بھی بڑھکر معیوب ہے جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے کہا تھا کہ کیا تیرا رب آسمان سے ہمارے لئے کھانا اُتار سکتا ہے؟ کیونکہ عیسائیوں نے خدا کی قدرت میں شک کیا تھا اسلئے انہوں نے سوالیہ فقرہ پیش کیا اور ان لوگوں نے یقین کر لیا ہے کہ خدا کو قدرت ہی نہیں کہ اپنا حق بھی بلا وجہ معاف کر دے۔ دوم یہ کہ بندہ اپنا حق بلا وجہ معاف کر سکتا ہے بلکہ صرف کرم اور مہربانی سے معاف کر سکتا ہے اور ان کے نزدیک خدا کو یہ طاقت نہیں۔ حالانکہ وہ جو چاہے کرتا ہے، اس سے کوئی چون وچرا نہیں۔ دیکھو یہ اُن کی توحید کا نتیجہ ہے اور اپنے رب کی تعظیم کا ثمرہ ہے نہیں نہیں، بلکہ وہ گمراہ ہو گئے۔ یا اللہ تو ہمارے دل کو راہ راست سے نہ پھیر بعد اس کے کہ تُو نے ہمکو سیدھی راہ دکھائی ہے۔ مختلف فیہ مسائل میں سے عرس مشائخ اور میلاد نبوی کا مسئلہ بھی ہے۔ جو مقررہ اوقات میں منائے جاتے ہیں۔ مخالفین کہتے ہیں یہ حرام ہیں بوجہ تعیین وقت کے اور مجالس میلاد فعل ہنود سے مشابہ ہیں مگر ہم کہتے ہیں کہ اگر اصل حقیقت عرس کو ممنوع کہیں یعنی مساکین اور حاجتمندوں کو کھانا کھلانا تاکہ ایصالِ ثواب

Marfat.com

فذلك مكابرة ومخالفة للشرع
قال الله تعالى واطعموا القانع و
المعتر وقال تعالى انفقوا مما رزقناكم
من قبل ان ياتي يوم لا بيع فيه ولا
خلة ولا شفاعة وقال تعالى وما انفقتم
من نفقة او نذرتم من نذر فان الله
يعلمه وقال تعالى واقيموا الصلوة و
اتوا الزكوة واقرضوا الله قرضا حسنا
وما تقدموا لانفسكم من خير تجدوه
عند الله هو خيرا واعظم اجرا وقال
تعالى ويطعمون الطعام على حبه مسكينا
ويتيما واسيرا وان منعوها لتعيين
الاوقات فتعيين الوقت لا يضر في
الامور المباحة الا ترى ان الشارع
عليه الصلوة والسلام امر امته بصوم
يوم عاشوراء وامر بصوم ست من شوال
وامر بالتهجد في الليل وصلوة الاشراق
والضحى في الاوقات المعينة وامر
بالعقيقة في اليوم السابع من ولادة المولود
وغيرها فعين للامور المباحة اوقات
معينة والمقصود من تعيين الايام للاعراس
اجتماع الناس من النواحي بلا كلفة
لا غير وان منعوها لعدم ايصال الثواب
فذلك باطل عقلا ونقلا ويكفي في المقصود

ہو۔ تو یہ کج بحثی ہوگی اور شرع کا خلاف ہوگا کیونکہ خدا خود
حکم دیتا ہے کہ سوالی اور غیر سوالی حاجتمندوں کو کھانا کھلاؤ
یہ بھی فرمایا کہ جو مال ہم نے تمکو دیا ہے۔ اس سے خرچ کرو اللہ
کی راہ میں پیشتر اس کے کہ وہ دن آئے جس میں نہ خرید و فروخت
ہوگی نہ دوستانہ کام آئیگا اور نہ تمہارے کسی دوست کی سفارش
کام آئے گی۔ یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرتے
ہو یا نذر دیتے ہو خدا اسے جانتا ہے۔ یہ بھی ارشاد ہے کہ
نماز بلا ناغہ ادا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو
اور جو خیرات تم اپنے لئے پیشگی بھیجو گے اسے خدا کے یہاں
بہتر پاؤگے اور اسکا ثواب بہت پاؤ گے۔ یہ بھی فرمایا کہ مومن
کھانا کھلاتے ہیں مسکینوں اور یتیموں اور قیدیوں کو اگرچہ
ان کو خود اس کھانے کی خواہش ہو۔ اگر مخالفین تعیین وقت
کی وجہ سے عرس کو حرام کہتے ہیں تو غلط ہے کیونکہ تعیین
وقت امور مباح میں مضر نہیں ہوتی۔ ارے تم یہ نہیں
دیکھتے کہ حضور علیہ السلام نے یوم عاشورا کے روزہ کا اپنی
اُمت کو حکم دیا تھا اور شوال کے چھ روزوں کا بھی حکم دیا
تھا اور رات کو نماز تہجد کا حکم دیا تھا اور صلوۃ اشراق کا اور
صلوۃ ضحیٰ کا اور ان سب کے اوقات متعین ہیں اور حکم دیا کہ پیدائش
کے بعد ساتویں روز بچے کا عقیقہ دیا جائے وغیرہ وغیرہ ان
سب میں آپ نے وقت مقرر کردئیے ہیں اور تعیین وقت عرس
میں اصل مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ بلا تکلف جمع ہوجایا کریں
اس کے سوا کوئی اور مقصد نہیں ہوتا۔ اگر وہ اسلئے منع
کرتے ہیں کہ میت کو ثواب نہیں پہنچتا تو یہ بالکل غلط ہے
نہ اسے عقل مانتی ہے نہ کوئی نص تسلیم کرتی ہے اور ہمارے

Marfat.com

حدیث بیرام سعدؓ فان اهداء ثواب
العمل للغیر حیًا ومیتًا جائز بل مامور
بها الا تری ان الحج عن الغیر عند عدم
القدرة ورد به الشرع کما امر الشارع
علیه الصلٰوة والسلام المرأة السائلة
عند انصرافه من مزدلفة عام حجة الوداع
وامّا الموالید بهیئتها الکذائیة فانها
وان لم تکن فی زمن خیر القرون لکنه
امر مستحسن معمول کافة المسلمین شرقًا
وغربًا الا فی الفرقة المحدثة الغیر المقلدة
ومارآه المسلمون حسنًا فهو عند الله حسن
ولیس فی قراءة الموالید الا مدائح النبی
صلی الله علیه وسلم وانشاد الشعر فی مدحه
صلی الله علیه وسلم وقراءته قراءة مدائحه
سنة الاصحاب بل سنة النبی صلی الله علیه
وسلم لما روی ان النبی صلی الله علیه وسلم
کان یسمع الاشعار المدحیة من حسان
بن ثابت وکعب بن زهیر وسواد بن قارب
وغیرهم فمن یقول ان قراءة المولود
ممنوع او مذموم وفعل یشبه الهنود فهو
بنفسه مذموم ومطرود وما ادری لای
سبب یمنعون قراءة المولد ما یمنعون
الامور المستحدثة غیر المولد کبناء الرباطات و
تزیین المساجد بالنقوش وکتابة المصاحف المزخرفة

اس مقصد (ایصال ثواب) کیلئے ام سعدؓ کے کنوئیں کی حدیث کافی ہے. کیونکہ غیر کے عمل کا ثواب پہنچانا بحالت حیات وموت دونوں صورتوں میں جائز ہوتا ہے بلکہ اسکا حکم ہو چکا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ قدرت نہ ہو تو غیر سے حج کرانے میں شرعی حکم وارد ہے. چنانچہ حضور علیہ السلام حجۃ الوداع میں مقام مزدلفہ سے واپس تشریف لاتے تھے تو ایک عورت نے یہی سوال کیا تھا اور مجالس میلاد اپنی موجودہ شکل میں خیر القرون کے وقت موجود نہ تھیں مگر اس میں شک نہیں کہ یہ فعل مستحسن ہے اور تمام اہل اسلام کا شرق و مغرب میں معمول ہے سوائے فرقہ نجدیہ غیر مقلدین کے اور یہ اصول ہے کہ جس امر مباح کو مسلمان مستحسن سمجھیں وہ خدا کے نزدیک بھی مستحسن قرار پاتا ہے اور مجلس میلاد میں یہی ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح ذکر کیجاتی ہے یا آپکی مدح میں شعر پڑھے جاتے ہیں اور مدحیہ اشعار کا پڑھنا سنت صحابہؓ ہے بلکہ سنت نبویہ ہے. کیونکہ روایات سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسان بن ثابت سے اپنے اشعار مدحیہ سنا کرتے تھے اور کعب بن زہیر اور سواد بن قارب وغیرہ سے بھی آپ اپنے اشعار مدحیہ سنتے تھے اس لئے جو شخص یہ کہتا ہے کہ ذکر میلاد اور مدحیہ اشعار کا پڑھنا ممنوع یا برا ہے اور فعل ہنود ہے وہ شخص خود برا ہے اور راندۂ درگاہ نبوی ہے. اب مجھے معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کس وجہ سے ذکر میلاد کو منع کرتے ہیں اور مجالس میلاد کے علاوہ دیگر نو پیدا امور کو کیوں منع نہیں کرتے مثلاً مسافر خانوں کا بنانا یا مساجد کا سجانا بیل بوٹے سے یا قرآن مجید کو سنہری حروف

بالمذهب تعليم العلوم العقلية والعلوم العربية كالصرف والنحو والحكمة والرياضيات ولبس ثياب مروجة الوقت واكل الاطعمة المتلونة فكل ذلك مباح لا اعتراض عليه لكن قراءة المولد الذي فيه ذكر ولادة النبي صلى الله عليه وسلم وذكر معجزاته وخوارق عاداته عندهم لدة حرام او بدعة ولا يظهر لمنعه سبب الا حبهم له صلى الله عليه وسلم ومن تلك المسائل مسئلة تصوره صلى الله عليه وسلم في الصلوة قال امامهم تصوره عليه الصلاة والسلام في الصلوة اسوء من تصور بهائم الحمار وحمارا اخس انواع البهائم وانا لا اقدر ذكر ما سموه من البهائم في مقابلة اسمه الشريف تادبا وهذه العقيدة من اشنع عقائدهم اعاذنا الله تعالى منها ومع ذلك يسمونه فخر العالم فاذا كان هذا حال فخر العالم فما ذا يكون حال من كان دونه في القرب من الانبياء والصالحين وكيف يتصورون سيدنا الخليل عليه السلام حين يقرؤن قوله تعالى في الصلوة واتخذ الله ابراهيم خليلا وكيف يتصورون سيدنا موسى عليه السلام حين يقرؤن وكلم الله موسى تكليما وكيف يتصورون سيدنا عيسے

سے لکھنا یا علوم عقلیہ مروجہ کا تعلیم دینا یا عربی علوم کی تعلیم مثلاً صرف، نحو، فلسفہ، ریاضی وغیرہ یا زمانہ حال کے مروجہ لباس کا استعمال یا مختلف قسم کے کھانے تناول کرنا جب اصل میں یہ سب مباح ہیں وہ ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتے مگر ذکر میلاد جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا تذکرہ ہوتا ہے یا معجزات اور خرق عادات بیان ہوتے ہیں جو آپکی ولادت کے وقت رونما ہوئے تھے تو اسے حرام یا بدعت بتاتے ہیں۔ شاید ممانعت کی وجہ صرف یہی معلوم ہوگی کہ ہم حضور علیہ السلام سے اظہار محبت کرتے ہیں اور بس، خوب! ان مسائل میں سے حضور علیہ السلام کے تصور کا بھی مسئلہ ہے جو نماز میں بلا اختیار آجاتا ہے۔ مخالفین کے امام کا قول ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا خیال آجانا نمازی کے اپنے جانوروں کے خیال سے بھی بدتر ہے اور اس مقام پر اس نے ایک بدترین جانور کا ذکر کیا ہے۔ مگر میں جرأت نہیں کر سکتا کہ اس بُرے جانور کا نام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے مقابلہ پر ادب کو ملحوظ رکھتے ہوئے ذکر کروں۔ اور انکا یہ عقیدہ بدترین عقائد میں سے ہے۔ ایسے عقائد سے خدا بچائے۔ تعجب ہے کہ پھر یہ لوگ حضور علیہ السلام کو فخر عالم بھی کہتے ہیں۔ مگر تم سوچو کہ جب فخر عالم کا انکے نزدیک یہ حال ہے تو دوسرے انبیاء و صالحین کا کیا حال ہوگا۔ جو آپ سے بارگاہ الٰہی میں کم درجہ پر مقرب ہیں۔ وہ بتائیں کہ جب وہ نماز میں واتخذ اللہ ابراھیم خلیلا پڑھتے ہیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تصور کو کیا سمجھتے ہیں یا جب وکلم اللہ موسیٰ تکلیما پڑھتے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تصور کو کس نگاہ سے دیکھتے ہیں اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

عليه السلام حين يقرؤن في الصلوة و
كان وجيها في الدنيا والاخرة ومن
المقربين وجميع القرآن مفصح بمدحه
صلى الله عليه وسلم وقربه ومحبته قال
الله تعالى اطيعوا الله واطيعوا الرسول
ومن يطع الرسول فقد اطاع الله و
قوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله
فاتبعوني وقال تعالى يا ايها النبي
انا ارسلناك شاهدا ومبشرا و
نذيرا وداعيا الى الله باذنه وسراجا
منيرا وقال تعالى لا تجعلوا دعاء
الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا وقال
تعالى وتعزروه وتوقروه وهذا
توقيره عليه السلام عند القوم حتى
جعلوا تصوره اسوء من تصور البهائم
و مع ذلك سموا انفسهم اهل الحديث
فانا لله وانا اليه راجعون
ولما مات ولده صلى الله
عليه وسلم قال المشركون
صار ابتر فاجاب الله سبحانه
من جنبه ان شانئك هو
الابتر وكما قال ابو لهب
للنبي صلى الله عليه وسلم
تبا لك الهذا دعوتنا

کے متعلق یہ آیت پڑھتے ہیں کہ کان وجیہا فی الدنیا و الاخرة ومن المقربین تو آپکے تصور کو کس قدر قیمت میں جانتے ہیں۔ نیز ایک حیثیت یہ بھی ہے کہ سارا قرآن تو حضور علیہ السلام کی تعریف سے پُر ہے اور آپکی تعریف بیان کرتا ہے یا آپکا قرب الٰہی اور محبت الٰہی ظاہر کرتا ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ تم اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہی خدا کی اطاعت کرتا ہے۔ آپ کہدیں کہ اگر تم خدا سے محبت کرنا چاہتے ہو تو میری پیروی کرو اور یہ بھی فرمایا کہ اے نبی ہم نے آپکو اُمت کا نگران حال اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے اور خدا کی طرف بلانیوالا اور روشن چراغ بنا کر مبعوث کیا ہے یہ بھی فرمایا کہ تم رسول علیہ السلام کا بلاوا اپنے باہمی ایک دوسرے کے بلاوے کی مانند نہ بناؤ۔ یہ بھی فرمایا کہ تم رسول کی عزت و توقیر کرو۔ تو اب وہابی بیچارہ کیا کرے اور کیسے آپکے تصور کو روک سکتا ہے۔ سخت افسوس ہے کہ خدا تو تعریف کرے اور قوم آپکی یہ عزت کرتی ہے کہ نماز میں آپکے تصور کو بھی ممنوع قرار دیتی ہے اور جانوروں کے تصور سے بھی بدتر جانتی ہے۔ پھر اس قوم نے اپنا نام کیا رکھا ہے؟ اہل حدیث! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب حضور علیہ السلام کے خلف الرشید حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا تھا تو مشرک کہتے تھے کہ آپ ابتر ہو گئے ہیں تو خدا تعالیٰ نے جواب دیا کہ آپ ابتر نہیں بلکہ آپکے دشمن ابتر ہیں۔ ایک دفعہ آپ نے کوہ صفا پر تبلیغ اسلام کیلئے قریش کو بلایا تھا۔ تو ابولہب نے آخیر وعظ پہ کہا تھا کہ کیا اسی کام کے لئے آپ نے ہمیں دعوت

Marfat.com

غضب الله عليه واجاب عن حبيبه
بقوله تبت يدا ابی لهب وتب
والمرجو من المنصفين توازن قول
الوهابية ان تصورة صلى الله عليه
وسلم فی الصلوة اسوء من تصور
البهيمة الفلانية بقول ابی لهب
تبا لك ويخبرا اشعروا فقد جعل
ابولهب جهنميا بقوله تبا لك
فكيف يكون حال من تفوه بمثل
ما قالوا لكن الوحی قد انقطع فمن
الذی يرد عليه قوله وقالوا لا يجوز
للمصلی ان يقول فی تشهده السلام
عليك ايها النبی ورحمة الله وبركاته
بل يقول السلام على النبی اجتنابا
من لفظ الخطاب المشير الى حضور
روحه عليه الصلوة والسلام قلنا و
لئن سلم ذلك فكيف نصوره عند
قراءة السلام على النبی ورحمة الله
وبركاته انصوره بالتبجيل والتوقير
ام بالاهانة والتحقير عياذا بالله
ان صورناه بالتوقير بطلت قاعدتهم
المقررة فی اول المسئلة وان
صورناه بالتحقير عياذا
بالله هدمنا بناء الاسلام

دی تھی۔ خدا کرے تم جلد تباہ ہو جاؤ۔ بس یہ خدا ناراض ہوا اور اپنے حبیب کی طرف سے جواب دیا کہ ابو لہب کے دونوں ہاتھ تباہ ہو گئے اور وہ خود بھی تباہ ہو گا۔ اب انصاف پسند طبائع سے مجھے امید ہے کہ وہ خود قولِ وہابیہ اور قولِ ابولہب کا باہمی موازنہ کریں گے۔ قولِ وہابیہ یہ ہے کہ نماز میں حضور علیہ السلام کا تصور فلاں بدترین جانور کے تصور سے بھی زیادہ بُرا ہے اور ابولہب کا قول یہ ہے کہ اے نبی تو تباہ ہو جائے اور بتائیں گے کہ کس کا قول زیادہ بُرا اور بدنام کرنیوالا ہے اور کس کا نہیں؟ ابولہب کو تو یہ سزا مل چکی کہ تبالک کہکر جہنمی ہو گیا۔ مگر ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جنہوں نے ایسے گندے لفظ کہے ہیں۔ افسوس وحی بند ہو چکی ہے ورنہ ابھی فیصلہ ہو جاتا۔ اب انکا منہ کون توڑ سکتا ہے؟ یہ لوگ یوں بھی کہتے ہیں کہ نمازی کو تشہد میں یوں کہنا جائز نہیں کہ اے نبی آپ پر سلام ہو اور آپ پر خدا کی رحمت اور برکت نازل ہو بلکہ آپ کو غائب سمجھکر کہے کہ ہمارے نبی پر سلام ہو۔ تاکہ حاضری اور خطاب کے لفظ سے بچ جائے۔ کیونکہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ آپکی روح مبارک حاضر ہو جاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب غائب کا لفظ اختیار کرنے سے آپکی حاضری نہ ہوگی تو بتاؤ کہ جب نمازی السلام علی النبی کہے گا اور غائبانہ لفظ سے آپ پر سلام و درود بھیجیگا تو آپکا تصور پھر آئیگا؟ تعظیم و توقیر کی صورت میں یا معاذ اللہ اہانت و تحقیر کی شکل میں پس اگر وہ تصور عزت و توقیر کے ساتھ ہوگا تو وہابیوں کا اصل ٹوٹ جائیگا کہ جو شروع مسئلہ میں مقرر کیا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کا تصور مفسد صلوٰۃ ہے اور گدھے کے تصور سے نماز نہیں ٹوٹتی اور اگر معاذ اللہ

Marfat.com

ارشدونا الی اھون البلیتین۔ انتہی۔ ومن تلک المسائل مسئلۃ لفظ السیدنا قبل اسم النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالوا ھذا بدعۃ وما کان مصطلحا فی زمن خیر القرون اقول الاصطلاحات تتغیر بتغیر الزمان وھل کانت لفظۃ مولنا وشیخنا وحضرتنا وامثال ذلک مصطلحۃ فی زمن خیر القرون وفی ھذا الزمان یستنکف کل من اھل العلم ان یخاطب بمجرد اسمہ ویحسبہ ھتکا لحرمتہ فالنبی صلی اللہ علیہ وسلم احق بالحرمۃ والتعظیم من سائر الناس اما قال اللہ تعالی فی حق سیدنا یحیی علیہ السلام وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا سید ولد ادم فلفظ السید مرادف فی المعنی للفظ المولی بل المولی اعلی منہ لانہ یطلق علی اللہ تعالی قال اللہ تعالی ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وقولہ تعالی نعم المولی ونعم النصیر۔ ومن تلک المسائل مسئلۃ اشتراک غیر اللہ تعالی معہ فی الفعل کما یقال للمعطی ھذا من فضل اللہ وفضلکم او اعطانی اللہ ورسولہ

تحقیر کے ساتھ اسے تصور کریں تو اسلام کی بنیاد ہی اکھاڑ دیں گے خدا تعالیٰ مناسب راستے کی ہمیں ہدایت کرے (انتہی) اور ان مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے پہلے سیدنا کا لفظ بڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ مخالفین کہتے ہیں کہ یہ زیادتی بدعت ہے خیر القرون کے وقت نہ تھی مگر میں کہتا ہوں کہ زمانہ تبدیلی سے محاورات بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تم خود بتاؤ کہ کیا مولانا اور شیخنا و حضرتنا وغیرہ کے لفظ خیر القرون میں مستعمل تھے؟ حالانکہ موجودہ وقت میں جس ذی علم کو صرف نام سے پکارا جائے اور کوئی تعظیمی لفظ نہ بڑھایا جائے تو آنجناب ناک چڑھا لیتے ہیں اور اسے اپنی ہتک عزت جانتے ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھکر عزت و توقیر کے حقدار ہیں۔ کیا خدا تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کے حق میں یہاں نہیں فرمایا کہ آپ سید پاکدامن تھے اور نبی صالح تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں بنی آدم کا سید ہوں اور سید کا لفظ مولیٰ کے معنے میں ہے بلکہ مولیٰ کا لفظ سید سے بھی اعلیٰ ہے کیونکہ سید کا لفظ خدا پر استعمال نہیں ہوتا اور مولیٰ کا لفظ خدا پر بھی استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے مالک و مولیٰ ہیں جو ایمان لائے ہیں اور یہ بھی اشارہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہترین مالک اور بہترین مددگار ہیں۔ ان مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ آیا فعل خداوندی میں غیر اللہ کو شریک کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً کسی داتے کو یوں کہنا کہ یہ اللہ کی اور تمہاری مہربانی ہے۔ یا یوں کہنا کہ یہ چیز مجھے خدا اور خدا کے رسول نے دی ہے

Marfat.com

ففيه الحقيقة والمجاز اى اعطانى
الله حقيقة واعطيتنى ظاهرا
وكانت الصحابة رضى الله عنهم
حين يلقى النبى صلى الله عليه وسلم
عليهم سؤالا يقولون الله ورسوله
اعلم فكانوا يشتركون النبى صلى الله
عليه وسلم فى الاعلمية مع الله تعالى
ولا ينكر عليهم احد وقال الله تعالى
براءة من الله ورسوله وقال تعالى
فالله ورسوله احق ان يرضوه ومن
يطع الله ورسوله وقال تعالى وما
نقموا منهم الا ان اغناهم الله ورسوله
من فضله الى غير ذلك من الآيات
لكن الاحتراز عن امثال
هذه الكلمات احسن لعدم
تمييز العوام بين الحقيقة و
المجاز ومن تلك المسائل مسئلة
امكان الكذب على الله تعالى
قالوا خلف الوعيد جائز وسموه
امكان الكذب قلنا لا يجوز
نسبة الكذب الى الله
تعالى وخلف الوعيد مكرمة
ولا يسمى كذبا لان الكذب
رذيلة قبيحة يستنكف منها

تو جواب یوں ہے کہ ایسے محاورں میں مجازی طریق استعمال ہوتا ہے اور حقیقی بھی۔ تو فقرہ مذکورہ کا یہ معنی ہوا کہ اصلی طور پر تو خدا نے دیا ہے مگر بظاہر تم نے دیا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سوال پوچھتے تھے اور صحابی جواب دینا گستاخی سمجھتے تھے تو یوں کہتے تھے کہ اس کا جواب خدا اور خدا کا رسول بہتر جانتا ہے اور اپنے اس جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کے علم میں شریک کر دیتے تھے اور اس جوابی فقرہ کو کسی نے برا نہیں منایا۔ دیکھئے ارشاد ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی مشرکین سے بیزاری ہے یہ بھی فرمایا کہ انکو یہ مناسب تھا کہ خدا اور خدا کے رسول کو راضی کرتے اور یہ بھی فرمایا کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرتا ہے۔ وہ بڑی کامیابی پائیگا یہ بھی ارشاد ہے کہ مخالفین کیا یہی برا مناتے ہیں کہ اللہ نے اور اللہ کے رسول نے اہل مدینہ اور مہاجرین کو غنی کر دیا ہے اس قسم کی آیات اور بھی بہت ہیں مگر خلاصہ جواب یہ ہے کہ ایسے اشتراکی لفظوں سے عوام کو بچنا چاہیئے کیونکہ وہ حقیقت و مجاز میں امتیاز نہیں کرتے۔ اور ان مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ معاذ اللہ کیا خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ مخالف کہتے ہیں کہ خدا ایسی وعید میں جھوٹ بول سکتا ہے اور اس مسئلہ کا نام کمبختوں نے امکان کذب رکھا ہوا ہے ہم جواب دیتے ہیں کہ ذات خداوندی کی طرف جھوٹ کو منسوب کرنا ہی ناجائز ہے اور وعدہ کر کے سزا نہ دینا اسے وعدہ خلافی نہیں کہتے

Marfat.com

العباد فکیف یوجب العباد ومغفرة المعاصی یوم القیٰمة عفو ومکرمة لا یسمّی کذبا قال الله تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمه وقال تعالیٰ ویقولون علی الله الکذب وهم یعلمون فالخصلة الردیئة التی ذکرها الله تعالیٰ من عادات الکفار کیف یجوز لمسلم ان ینسبها الی الله تعالیٰ فالحاکم اذا اوعد اهل الجرائم بالحبس والقتل مثلا فظفر علیهم ثم عفی عنهم بشفاعة احد من خواصه او بلطف منه والطافهم هل یسمّی ذٰلك الحاکم کاذبا کلا بل عفوه لهم احسان ومکرمة فمن سمّی فضل الله تعالیٰ ورحمته علی عباده المجرمین کذبا فقد کذب علی الله تعالیٰ ومن اظلم ممن کذب علی الله او کذب بایاته انه لا یفلح المجرمون

بلکہ وہ محض اختیاری کی تبدیلی ہے اور اس خود اختیاری تبدیلی کو کوئی جھوٹ نہیں کہتا۔ کیونکہ جھوٹ ایک لعنت ہے جس سے انسان بھی نفرت کرتے ہیں تو بھلا خدا تعالیٰ اس سے نفرت کیوں نہ کرینگے؟ پس قیامت کے دن عذاب کی بجائے مغفرت کا استعمال کرنا خدا کا رحم اور مہربانی ہوگی۔ اسے کذب نہیں کہا جائے گا۔ ارشاد ہے کہ کفار قرآن کی تکذیب کرتے ہیں جسے وہ خود پورے طور پر نہیں سمجھ سکے۔ پھر ارشاد ہے کہ وہ جانتے ہیں اور جان بوجھ کر خدا پر افترا کرتے ہیں۔ ان آیات میں جھوٹ کی لعنت کو خدا تعالیٰ نے کفار کے حق میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ انکی عادت ہے پس مسلمان کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ اس لعنت کو اپنے خدا سے نسبت دے تجربہ شاہد ہے کہ جرائم پیشہ گرفتاروں کو حاکم حبس دوام یا قتل کی سزا دیتے ہیں مگر کسی خاص مقرب کی سفارش سے یا اپنی خاص مہربانی سے یا رحم کی درخواست پر انکو معافی بھی دیدیتے ہیں اور رہا کر دیتے ہیں تو کیا اس صورت میں ان حکام کو وعدہ خلاف یا جھوٹا کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اس معافی کا نام ذاتی اختیار کا استعمال ہے اور احسان اور کمال مہربانی ہے پس حاصل یہ ہے کہ جو شخص اس جبانہ سلوک خداوندی کو جو وہ اپنے مجرم بندوں کے حق میں استعمال کریگا کذب کا عنوان دیتا ہے۔ وہ خود خدا پر جھوٹ باندھتا ہے تم خود ہی بتاؤ کہ اس شخص سے بڑھکر اور کون زیادہ ظالم ہو سکتا ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اسکی آیات کی تکذیب کرے۔ اصل بات یہ ہے کہ ظالموں کی نجات نہ ہوگی

Marfat.com

قالوا الیس اللہ علی کل شیئ قدیر
قلنا بلی ولکن قدرۃ اللہ تعالیٰ لا
تتوجہ الی المحالات کشریک الباری
وغیرہ من المحالات فکف اللسان عن
امثال ھذہ الکلمات واجب علی العباد
ومن تلک المسائل مسئلۃ الاستمداد
من ارواح الصلحاء قالوا لا یجوز
الاستمداد الا عن اللہ تعالیٰ ومن
استمد من غیر اللہ تعالیٰ فقد اشرک
باللہ تعالیٰ قلت الکلام فی ھذہ المسئلۃ
من وجہین جواز نفس الاستمداد و
عدمہ والنفع من الاستمداد وعدمہ
فنفس الاستمداد یعنی طلب المعونۃ
شائع ذائع عندھم من الاحیاء فی
مقاصدھم الدنیویۃ من تعمیر المدارس
وتبلیغ المذاھب واجراء الجرائد فان
کان نفس الاستمداد شرکا فقد اشرکوا
باللہ تعالیٰ فلا فرق بیننا وبینھم
فی نفس الاستمداد غیر انھم
یستمدون من الاشباح الفانیۃ و
نحن نستمد من الارواح الطیبۃ الباقیۃ
واما النفع من الاستمداد فبارادۃ
اللہ تعالیٰ ان اراد نفعنا الارواح الطیبۃ
ولنفعنا الاشباح الفانیۃ وان لم یردہ ما نفعنا

مخالف اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کیا خدا ہر شے پر قادر نہیں تو
جھوٹ پر کیوں قادر ہوگا (جواب) بیشک صحیح ہے
لیکن قدرت الہیہ محال اور نامناسب امور کی طرف متوجہ
نہیں ہوا کرتی۔ چنانچہ خدا اپنا شریک پیدا نہیں کرتا۔
اور اسی طرح کے اور ناواجب کام نہیں کرتا۔ پس ایسے
بکواسات سے انسان کا فرض ہے کہ اپنی زبان کو روک
رکھے۔ ان مسائل میں سے استمداد کا مسئلہ بھی ہے جو
صلحاء کی روحوں سے کی جاتی ہے۔ مخالف کہتے ہیں کہ
ناجائز ہے اللہ کے سوا اور جو اللہ کے سوا کسی اور سے
استمداد کرتا ہے وہ خدا سے شرک کرتا ہے میں کہتا ہوں
کہ اسپر دو طریق سے بحث ہے اول صرف استمداد اور
عدم استمداد پر دوم استمداد سے نفع یا عدم نفع پر۔ پس
نفس استمداد یعنی کسی سے امداد طلب کرنا۔ تو وہ زندوں
سے عام طور پر حاصل کیجاتی ہے اور کثیر الاستعمال اور
مشہور ہے چنانچہ مخالف بھی دنیاوی امور میں (مثلاً
تعمیر مدارس، تبلیغ مذہب یا بیہ اور اجرائے اخبارات)
میں انکے ہاں بھی پائی جاتی ہے تو اگر صرف استمداد
ہر طرح سے شرک ہے تو مخالف خود شرک کر رہے ہیں اور
نفس استمداد میں ہمارے اور انکے درمیان کوئی فرق
نہیں مگر یہ فرق ضرور ہے کہ وہ فانی جسموں سے استمداد
کرتے ہیں اور ہم پاک اور غیر فانی ارواح سے استمداد
کرتے ہیں۔ مابعد یہ استمداد سے نفع تو اللہ تعالیٰ کا
ارادہ اگر چاہے تو ہم کو ارواح طیبہ نفع دیتے ہیں اور
ان کو فانی جسم نفع دیتے ہیں اگر وہ نہ چاہے

Marfat.com

وما نفعهم وان قالوا نحن نستمد
من ابدان الاحياء وانتم تستمدون
من ارواح الاموات نقول انتم
كذلك تستمدون من الارواح
لان المعطى والمانع هو الروح فى
جسد كان او خارجا من الجسد
انتهى۔ ومن تلك المسائل مسئلة
تسمية بعض الناس اولادهم
منسوبين الى الانبياء والصلحاء
فهم يحكمون بالشرك على من سمّى ولده
نبى بخش او رسول بخش او غلام محمد
او غلام الصديق واشباه ذلك
قالوا معطى الاولاد هو الله تعالى
لا يجوز لاحد ان يضاف اسم ولده
الى غيره تعالى والغلام بمعنى العبد
وكلنا عباد الله لا يجوز اضافة العبد
الى غيره تعالى قلنا سلمنا ان المعطى
والمانع هو الله تعالى حقيقة لكن
اضافة العطاء الى غيره تعالى
جائز مجازا كما قال جبرئيل عليه السلام
لمريم العذراء لاهب لك غلاما زكيا
وما قال ليهب الله تعالى لك غلاما زكيا فاذا
جاز ان يهب جبرئيل عليه السلام غلاما فلم
لا يجوز ان ينسب العطاء للنبى صلى الله عليه وسلم

تو نہ ہم کو ان سے نفع ہوتا ہے نہ انکو۔ اب اگر وہ یوں
کہیں کہ ہم تو زندوں کے بدن سے استمداد کرتے ہیں اور تم
مُردوں کی روحوں سے استمداد کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں کہ
درحقیقت تم بھی ارواح سے ہی استمداد کرتے ہو۔ کیونکہ در
حقیقت دینے والا یا روکنے والا روح ہی ہے خواہ
وہ جسم سے خارج ہو یا اسمیں داخل ہو۔ انتہیٰ۔ ان
مسائل میں سے یہ مسئلہ بھی ہے کہ کچھ لوگ اپنے بچوں کے
نام انبیاء علیہم السلام یا صلحائے اُمت کیطرف
منسوب کردیتے ہیں مگر مخالف اس شخص پر شرک کا
فتوے لگا دیتے ہیں جو اپنے بچوں کا نام نبی بخش،
رسول بخش یا غلام محمد یا غلام صدیق یا اسی قسم کا
اور نام رکھے کیونکہ اولاد دینے والا خدا ہی ہے
اور یہ جائز نہ ہوگا کہ اپنے بچے کا نام غیر اللہ کیطرف منسوب
ہو اور غلام عبد کے معنے میں ہے اور ہم سب عباد
اللہ ہیں اور عبدیت کی نسبت غیر اللہ کیطرف جائز
نہیں ہم کہتے ہیں کہ مان لیا کہ معطی اور مانع درحقیقت
خدا ہی ہے مگر تاہم عطیہ کو غیر اللہ کیطرف منسوب کرنا
مجازی طور پر جائز ہوتا ہے کیونکہ حضرت جبرئیل نے
حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آکر یوں کہا تھا
کہ میں تمکو پارسا لڑکا بخشنے آیا ہوں اور یوں نہیں
کہا تھا کہ اسلئے آیا ہوں کہ خدا تمکو لڑکا بخشے گا جو
پارسا ہوگا۔ تو جب جبرئیل علیہ السلام لڑکا دیتے
ہیں تو کیوں حضور علیہ السلام کیطرف یہ عطیہ منسوب
کرنا مجازی طور پر جائز نہ ہوگا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے

Marfat.com

مجازا فان قیل ذلک کان بامر اللہ
تعالی قلنا سلمنا انہ کان بامر اللہ
تعالی لکنہ فتح لنا باب الجواز
وآما الغلام وان کان بمعنی
العبد فی اصطلاح الفرس
فای قباحة فی تشبیہ الاولاد
بعبید الصلحاء من الانبیاء
والصحابة والصالحین اما کان
لھم عبید اما کانوا ینسبون
عبیدھم لانفسھم بقولھم
عبدی و امتی اما قال اللہ تعالی
من عبادکم واماتکم فالعبید
والناس جمیعا عباد اللہ حقیقة
والعبید عبید لمالکیھم
مجازا کما بینا کثرة استعمال
المجاز فی القرآن فی اول الکتاب
کذلک اولاد الناس عبید اللہ
حقیقة وعبید للصلحاء مجازا
انتھی ۔ ولیکن ھذا اخر ما
اردنا تحریرہ فی ھذا المقام
اللھم انک تعلم انی ما
اردت بھذا التحریر الا صیانة
عقائد المسلمین عن الزیغ والضلال
فان کان صوابا فمنک ولک المنة
۱۴ محرم الحرام ۱۳۴۶ھ

کہ قول جبرئیل تو امر الٰہی تھا اور تم کو کس نے حکم دیا
ہے تو جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ بیشک
قول جبرئیل امر الٰہی تھا۔ مگر اس نے ہمارے واسطے جواز
کا دروازہ کھول دیا ہے۔ اب رہا لفظ غلام تو اگرچہ
وہ فارسی محاورہ میں عبد کے معنے میں ہے۔ تاہم اپنے
بچوں کو صلحاء کے غلاموں کے ساتھ تشبیہ دینے میں
کیا قباحت ہوگی اور صلحاء سے مراد نبی ہیں اور صحابہ
اور اُمت محمدیہ کے نیک بندے۔ کیا انکے پاس خود
اپنے غلام نہ ہوتے تھے یا انکو اپنی ذات سے منسوب
کرتے تھے؟ اور یوں نہ کہتے تھے کہ اے میرے بندے
اور اے میری لونڈی کیا خدا نے انکو اپنی طرف سے منسوب
نہیں کیا کہ تم اپنے بندوں اور اپنی بندیوں کے نکاح
کرادیا کرو پس حقیقت میں تمام غلام اور تمام آزاد لوگ
خدا کے بندے ہیں اور غلام اپنے آقاؤں کے مجازی
طور پر بندے ہیں۔ چنانچہ ہم نے اس کتاب کے آغاز میں
قرآن مجید میں کثرت کیساتھ حقیقت و مجاز کا استعمال
ذکر کردیا ہوا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس لوگوں کے بچے
حقیقت میں اللہ کے بندے ہیں اور صلحائے اُمت
کے مجازی طور پر بندے ہیں۔ انتہیٰ۔ یہ ہماری تحریر
کا آخری مقام ہے جس کا ہم نے ارادہ کیا تھا۔ یا اللہ
تُو جانتا ہے کہ میں نے اس تحریر سے اور کوئی ارادہ نہیں کیا سوائے
اس کے کہ مسلمانوں کے عقائد کجروی اور گمراہی سے
درست ہوں پس اگر یہ تحریر تیری طرف سے ہے تو میں
تیرا احسان اور فضل مانتا ہوں۔ تو اس سے اپنے

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مسألة :

من كرامفور من ناحية نارتهه إركات .

ما يقول علماء الشريعة المتينة فى أن أحدا من مقلدى الإمام الأعظم أبى حنيفة رحمه الله تعالى يعمل بالحديث الصحيح الغير المنسوخ ولا المتروك وذلك الحديث معمول لأحد من الأئمة الأربعة كحديث التأمين جهراً ورفع اليدين قبل الركوع وبعد الركوع وصلوة الوتر ثلث ركعات بقعدة واحدة وتسليم وأحد فهل يخرج هذا العامل من المذهب الحنفى أم يبقى حنفيا ، فإن قلتم بخرج فكيف نقل عن الإمام ابن الشحنة فى " رد المحتار " وهو كتاب له إعتبار عند الأحناف .

إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولايخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عنه أنه قال إذا صح الحديث فهو مذهبى وحكى ذلك ابن عبد البر عن أبى حنيفة وغيره من الأئمة .

وفى المكتوب السادس عشر من كتاب " مقامات مظهرى " للسيد مظهر جان جانان الحنفى إن عمل بالحديث الثابت لم يخرج من

Marfat.com

مذهب الإمام " إذاصح الحديث فهو مذهبى " نص فى هذا الباب وإن لم يعمل بالحديث الثابت بعد عثوره عليه خالف قول الإمام " أتركوا قولى بخبر الرسول ﷺ " .

وفى نفس المكتوب " من يدعى إن العمل بالحديث يخرجه من مـذهب الإمام فليقدم برهانا إن كان فى وسعه ، وقال الشاه ولى الله المحدث الدهلوى الحنفى فى كتاب " عقد الجيد " لاسبب لمخالفته حديث النبى ﷺ إلاالنفاق خفى أو حمق جلى .

فما جواب هـــذه الأقوال لهؤلاء الكبار وإن قلتم إنه لايخرج من مذهب الإمام فالتشنيع والطعن عليه اعتداء أم لا ؟ بينوا توجروا .

المستفتى : كاكا محمد عمر ، ١٣ رجب ١٣١٣هـ . (١)

☆ ☆ ☆

---

(١) الشيخ احمد رضا خان رحمه الله : الفضل الموهبى ، طبع مركزى مجلس رضا لاهور وقـد عرب هـــذه الرسالة أخونا الفاضل الأستاذ افتخار احمـــد القادرى ، الأستاذ فى الأدب العربى بالجامعـــة الأشرفية بمبار كفور أعظـم كره ، يو ـ بى الهنـد ، ونشكر الأستاذ على خدمته السنيـة وبارك الله فيها ونفعه بها فى الدارين ، ونقلنا هذه السطور من ترجمته الشريفة . مصنف :

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحيم

الجـــواب

الحمد لله الذى أنزل الفرقان فيه تبيان لكل شئ تمييزا للطيب من الخبيث وأمر نبيه أن يبينه للناس بما أراه الله فقرن القرآن ببيان الحديث والصلاة والسلام عـلى من بين القرآن وأقام المظان وأذن للمجتهدين بإعمال الأذهان فاستخرجوا الأحكام بالطلب الحثيث فلو لا الأئمة لم يفهم الكتاب ولولا الكتاب لم يعلم الخطاب فيالها من سلسلة تهـدى وتغيث وعلى آله وصحابته ومجتهدى ملته وسائر أمته إلى يوم التوريث .

أقول وبالله التوفيق ، ههنا أمران ، الأول صحـة الحديث على مصطلح الأثر والثانى صحة الحديث لعمل المجتهد وبينهما عموم وخصوص مطلقا بل من وجه وقد يكون الحديث ضعيفا فى الأسناد وائمة الأمة وأمناء الملة يعملون به نظرا إلى أن لذلك الحديث قرائن خارجة تعضده أو لأنه يطابق القواعد الشرعية فعملهم هـذا يوجب صحة الحديث وتقويته .

فهنا قد تفرعت الصحة على العمل لا العمل على الصحة وقد قال الإمام الترمذى بعد أن روى الحديث من جمع بين الصلاتين من غير عذر فقد أتى بابا من أبواب الكبائر " .

Marfat.com

حنش هذا هو أبو على الرحبي وهو حنش بن قيس وهو ضعيف عند أهل الحديث ضعفه احمد وغيره والعمل على هذا عند أهل العلم .

وقد حرر الإمام جلال الدين السيوطى فى كتابه " التعقبات على الموضوعات " أشار الإمام الترمذى بذلك إلى أن الحـــديث اعتضد بقول أهل العلم وقد صرح غير واحد بأن من دليل صحة الحديث قول أهل العلم به وإن لم يكن له إسناد يعتمد على مثله .

وقد نقل الإمام شمس الـدين السخاوى فى " فتح المغيث " عن الشيخ أبى الحسن القطان " هذا القسم لايحتج بـه كله بل يعمل به فى فضائل الأعمال ويتوقف عن العمل به فى الأحكام إلا إذ اكثرت طرقه أو عضده إتصال عمل أو موافقة شاهد صحيح أو ظاهر القرآن وقد قال الإمام المحقق على الإطلاق فى " فتح القدير" فى باب صفة الصلوة ليس معنى الضعيف الباطل فى نفس الأمر بل ما لم يثبت بالشروط المعتبرة عند أهـل الحديث مع تجويز كونه صحيحا فى نفس الأمر فيجوز أن تقترن قرينة تحقق ذلك وإن الراوى الضعيف أجاد فى هذا المتن المعين فيحكم به .

وربما يكون الحديث صحيحا ولا يعمل به الإمام المجتهد :

١ : إما لأن عنده هذا الحديث غير متواتر يوجب نسخ الكتاب .

٢ : أو حديث الآحاد يوجب الزيادة على الكتاب .

٣ : أو الحديث روى عن الآحاد فى موضع تكرر الوقوع وعموم البلوى أو فى كثرة المشاهدين وتوفردواعى الروايه .

Marfat.com

٤ : أو يلزم تكرار النسخ فى العمل به .

٥ : أو يكون الحديث الصحيح الآخر معا رضا لـــه ويترجح عليه بوجه من وجوه الترجيح الكثيرة .

٦ : أو ذلك الحـــديث مؤول أو معدول عن الظاهر لحـــكم الجمع والتوفيق والتطبيق بين الأدلة .

٧ : أو الحديثان متساويان ولا يمكـــن الجمع المقبول بينهما ولا يعلم تاريخهما ليتبين الناسخ من المنسوخ فبعـــد أن تساقطت الأدلـة المتعارضه وجب الرجوع إلى موافقة الأصل .

٨ : أو مضى عمل العلماء على خلافه .

٩ : أو تعامل الأمة قد سوغ له مخالفة الحديث كمثل حديث المخابرة .

١٠ : أو خالف الراوى الصحابى الحديث المفسر .

١١ : أو انتفت علة الحكم الأن كما فى سهم المؤلفة قلوبهم .

١٢ : أو كمثل حديث لاتمنعوا اماء الله مساجد الله ، وكان مبنى الحكم حال العصر أو عرف البلد فانتفى الآن وانقطع .

١٣ : أو العمل بـــه داع إلى الضيق الشديد والحرج فى الدين كما فى حديث الشبهات .

١٤ : أو لفسادنا شئ هذا ألا وإن كما فى حديث التغريب لعام .

Marfat.com

١٥ : أو مثل حديث ضجعة الفجر وجلسة الاستراحة منشأه أمر معتاد أو موقت أو حاجة خاصة لا التشريع الدائمي مثل الجهر بآية فى الظهر أحيانا أو جهر الفاروق بدعاء القنوت أو مثل الحديث عليك السلام تحية الموتى إنما المقصود به الإخبار لا الحكم الشرعى إلى غير ذلك من الوجوه التى يعرفها النبيه ولايبلغ حقيقة كنهها إلا المجتهد الفقيه فمجرد كون الحديث صحيحا على مصطلح الأثر لن يكفى صحة العمل للمجتهد، ولم يظهر مجتهد من السادة الصحابة الكرام إلى الأئمـــة المجتهدين المتأخرين رضى الله عنهم لم يجعل بعض الأحاديث الصحيحة مؤولا أو مرجوحا أو متروك العمل بوجه ما .

لم يعمل أمير المؤمنين عمـر الفاروق الأعظم بحديث عمار رضي الله عنه فى التيمم للجنب وقال إتق الله يا عمار كما فى صحيح مسلم وكذلك لم يعمل بحديث فاطمة بنت قيس فى عدم النفقة والسكنى للمبتوتة وقال لانترك كتاب ربنا ولاسنة نبينا بقول امرأة لاندرى حفظت أم نسيت رواه مسلم أيضاً .

كذلك لم يعمل عبد الله بن مسعود رضي الله عنه بحـديث التيمم السالف ذكره وقال أبو موسى الأشعرى رضي الله عنه أو لم تر عمر لم يقنع بقول عمار كمـــا فى الصحيحين وكذلك لم تعمل أم المؤمنين عائشة الصديقـة رضي الله عنها بحديث فاطمة المذكور وقالت ما لفاطمة لاتتقى الله رواه البخارى .

وكذلك لم يعمل عبـــد الله بن عباس رضى الله عنهما بحـديث أبى هريرة رضي الله عنه " الوضوء ممـــامست النار " وقال انتوضأمن الدهن

Marfat.com

انتوضأمن الحميم رواه الترمذى .

وكذلك لم يعمل الأمير معاوية رضي الله عنه بحديث عبد الله بن عباس رضى الله عنهما أنه صلى الله عليه وسلم لم يستلم هذين الركنين وقال ليس شئ من البيت مهجورا كما فى البخارى من رواية الحموى والمستملى .

وكذلك لم يعمل الجماهير من الأئمة الصحابة والتابعين من بعدهم بحديث الوضوء من لحوم الإبل وهو صحيح معروف من حديث البراء وجابر بن سمرة وغيرهما رضى الله عنهم .

وكان إمام دار الهجرة عالم المدينة سيدنا مالك بن أنس رضي الله عنه يقول " العمل أثبت من الأحاديث " وقال أتباعه " إنه لضعيف أن يقال فى مثل ذلك حدثنى فلان عن فلان " .

وكانت طائفة من الأئمة التابعين إذا بلغهم الأحاديث من غيرهم على خلافهم قالوا مانجهل هذا ولكن مضى العمل على غيره .

ويقول للإمام محمد بن أبى بكر بن جرير أخوه مراراً لما ذا ما حكمت بحديث كذا فيقول " لم أجد الناس عليه " . وكان أستاذ الأستاذ البخارى ومسلم إمام المحدثين عبد الرحمن بن مهدى يقول " السنة المتقدمة من سنة أهل المدينه خير من الحديث " نقل هذه الأقوال الخمسة الإمام أبو عبد الله محمد بن الحاج العبدرى المكى المالكى فى " مدخله " فى فصل فى النعوت المحدثة وفى فصل فى الصلاة على الميت فى المسجد ما ورد من أن النبي صلى الله تعالى عليه وسلم صلى

Marfat.com

على سهيل بن بيضاء فى المسجد فلم يصحبه العمل والعمل عنـــد مالك أقوى إلخ .

ونذير حسين الدهلوى نفسه يكتب فى كتابه " معيار الحق " أن ترك بعض الأئمة بعض الأحاديث فرع بحثهم لأنهم لم يعتبروا تلك الأحاديث أحـــاديث يعمل بها بدعوى النسخ أو بـدعوى الضعف وأمثال ذلك .

فقد كشفت إضافة " أمثال ذلك " عن أن الأئمة أحيانا لايعتبرون بعض الأحاديث أحاديث يعمل بها بغير دعوى النسخ والضعف ولاشك أن الأمر كذلك ، وفى نفس الكتاب جعل المؤلف الحـــديث الجليل لصحيح البخارى " حتى ساوى الظل التلول " متروك العمل تقليدا محضاً لبعض الشافعية المقلدين بحيلة التأويلات الباردة الكاسدة الساقطة الفاسدة وقال معتذراً من الإثم إن هذه التأويلات الحقة إقترفتها جمايين الأدلة .

وسوى ذلك قـــد جعل كثيرا من الأحاديث الصحاح واهيات مردودة بالدعاوى الباطلة الذاهلـــة الزائلة بلاخوف ولاخطر تصويبا للمذهب وقد ذكرت تفصيل ذلك فى رسالتى " حاجز البحرين الواقى عن جمع الصلاتين " وهـــذه الرسالة فى مسئلة واحـــدة فقط وهناك قد أوضحت زلات نذير حسين الدهلوى التى تتعلق بها وهكـذا فعل فى سائر المسائل .

Marfat.com

وبالجملة لاينكر عاقل موافقا كان أو مخالفا أن مجرد صحة الأثر لايستلزم صحة العمل بل يستحيل استلزامها والا يلزم القول بالمتنافيين حين صحة المتعارضين وذلك محال عقلاً فلا جرم أن يكون المراد بصحة الحديث فى الأقوال المذكورة بالسؤال وأمثال ذلك صحة العمل وبالخبر هو الخبر الواجب العمل عند المجتهد .

ومن أجلى البديهيات أنه إن عثر المجتهد على حديث ولم يعمل به لأجل التأويل أو للوجوه الآخرى فذلك الحديث لايكون مذهبا له والا تعود نفس الاستحالة العقلية من أنه قد قال بضده تصريحا .

فقد ظهر ظهور ابينا أن الادعاء بتلقى حديث على خلاف مذهب الإمام بزعم أن مذهب الإمام مطابق له لأجل أقوال الإمام المذكورة ينحصر فى أمرين :

الأول : ان يكون من المعلوم والمحقق أن هذا الحديث لم يكن بلغ الإمام والا فالمذهب بحال العثور مخالف لاموافق له ولذلك صرح العلامة الزرقانى فى شرح الموطا الشريف قد علم أن كون الحديث مذهبه محله إذا علم أنه لم يطلع عليه إما إذا احتمل إطلاعه عليه وأنه حمله على محمل فلا يكون مذهبه .

الثانى : أن يكون لهذا القائل احاطة تامة باحكام الرجال والمتون وطرق الاحتجاج ووجوه الاستنباط وما يتعلق بها من اصول للمذهب .

ههنا تعتريه أربع مراحل شديدة الصعوبة كل منها أصعب من الآخرى .

Marfat.com

المرحلة الأولى : نقد الرجال بحيث أن يكون القائل عاثرا على مراتبهم من الثقة والصدق والحفظ والضبط وأقوال الأئمة فيهم ووجوه الطعن ومراتب التوثيق ومواضع تقديم الجرح والتعديل وحوامل الطعن ومناشى التوثيق ومواضع التحامل والتساهل والتحقيق ويكون متمكنا من استخراج مرتبـة اتقان الراوى بنقد الروايات وضبط المخالفات والاوهـام والخطيئات ويكون حاذقا فى اساميهم والقابهم وكناهـم وانسابهم والوجوه المختلفة لتعبير الرواة لاسيما أصحاب التدليس وتعيين المبهمات والمتفق والمتفرق والمختلف والمؤتلف ويكون مطلعا على مواليدهم ووفياتهـم وبلادهم ورحلاتهم ولقاء اتهم واساتذتهم وتلامـذتهم وطرق التحمل ووجوه الاداء والتدليس والتسوية والتغير والاختلاط والآخذين من قبل والآخذين من بعد والسامعين فى الحالين وغيرها من الأمور الضرورية كلها تكون منكشفة له فبعد ذلك كله يمكنه أن يقول فى سند الحديث فقط إنه صحيح أو حسن أو صالح أو ساقط أو باطل أو معضل أو مقطوع أو مرسل أو متصل .

المرحلة الثانية :

أن يمعن النظر التام فى الصحاح والسنن والمسانيـد والجوامع والمعـاجم والأجزاء وغيرهـا من كتب الأحاديث وطرقها المختلفـة والفاظها المتنوعة إلى أن يعثر على تواتر الحديث أو شهرته أو فرديته النسبية أو الغرابة المطلقة أو الشذوذ أو النكارة واختلاف الرفع والوقف والقطع والوصل والمزيد فى متصل الإسانيد واضطرابات السند والمتن وما إلى ذلك وأن يحصل له أيضاً رفع الابهام ودفع الاوهام وايضاح

Marfat.com

الخفي واظهار للشكل وابانة المجمل وتعيين المحتمل بجميع هذه الطرق واحاطة الألفاظ .

ولذلك كان الإمام أبو حاتم الرازى يقول لا نحصل على معرفة حديث حتى نكتبه بستين وجها ، وبعد ذلك إنما يمكنه أن يحكم بأن الحديث شاذ أو منكر أو معروف أو مرفوع أو موقوف أو فرد أو مشهور .

المرحلة الثالثة :

ثم ينظر فى العلل الخفية والغوامض الدقيقة وهذا لم يقدر عليه أحد منذقرون، فإن وجد الحديث منزها من العلل كلها بعد الاحاطة بوجوه الاعلال فإنما يحكم بصحة الحديث بمعنى مصطلح الأثر بعد أن يمر بهذه المراحل الثلاثة وحفاظ الحديث كلهم والنقاد الاجلة وغير الواصلين إلى ذروة الإجتهاد الشامخة لا يبلغون إلا إلى هذه المرحلة والذين يدعون الإجتهاد وكفاءة الأئمة الامجاد وهم يقلدون اثناء الجواب هذه المراحل اصحاب الصحاح أو مصنفى اسماء الرجال تقليدا جامدا يوقحون ولا يستحيون بل هذا التقليد شرك جلى على قولهم، فى أى آية أو حديث قيل إن البخارى والترمذى بل الإمام أحمد وابن المدينى ما يصححونه او ما يخرجونه من حديث يكون كذلك وأى نص جاء أن الذهبى والعسقلانى بل النسائى وابن عدى والدارقطنى بل يحيى بن معين وابن مهدى ما يقولونه فذلك هو الحق المبين .

Marfat.com

ولما لم يتقرر تقليد الا كابر الذين هم ارفع واعلى وأعلم وأعظم بدرجات من هؤلاء وأمثالهم الذين كان ينبغي لهم أن يقلدوهم ويتبعونهم فى معرفة الإحكام الالهية الذين يعرّف هؤلاء أيضاً بدرجات امامتهم السامية فالتقليد المحض للرجال (امثال البخارى والترمذى وغيرها) الذين هم اقل رتبة ومكانة بكثير من هؤلاء الإكابر (أمثال الأئمة الأربعة) فى أقل من هذا كالجرح والتعديل وغيرهما من الامور المذكورة التى فيها اتساع لتقديم الرأى لا يجوز قطعاً وإن استدللتم فاستدلوا برأيكم ولا تسموا فى هذا فلانا وفلانا فستنجلى الحقيقية .

ما ذا اخاضك يا مغرور فى الخطر
حتى هلكت فليت النمل لم تطر

يجب على الإخوان العادلين أن ينظروا إلى صعوبات هذه المراحل التى أو خذ فيها المحدث الجليل الشان أبو عبد الله الحاكم بمواخذات عظيمة شديدة وعزى مثل الإمام ابن حبان الناقد البصير إلى التساهل وأكبر منها الإمام أبو عيسى الترمذى قد تقرر متساهلا فى التصحيح والتحسين والجبل الرفيع الإمام مسلم قد اعترف بعبقرية البخارى وأبى زرعة كما أوضحنا فى رسالتنا " مدارج طبقات الحديث " .

ثم المراحلة الرابعة :

وهى العلو فى الفلك الرابع الذى لا يبلغ إليه أحد إلا بعد أن يكون شمسا منيرة بنور الإجتهاد ومن ذا الذى بلغ فى المراحل الثلثة

Marfat.com

مبلغ إمام ائمة المحدثين محمد بن اسمعيل البخارى ولكنه حينما دخل فى موضع الإحكام والنقض والإبرام فاتى بالعجائب من ارادان يلاحظها فليجب عليه النظر فى صحيح البخارى وعمدة القارى للعلامة العينى نظرة العدل مثلاً قصة (!) حليب الشاة شهير جداً .

ورواية اشتغال الإمام عيسى بن ابان بالحديث ثم الاخطاء فى مسئلة مرتين وكونه ملازمالتلامذة الإمام الا عظم أبى حنيفة ما ثور ومعلوم ، لذلك يقول الإمام الاجل سفيان بن عيينة شيخ الإمـــام الشافعى والإمام أحمــد وأستاذ الأستاذ للإمام البخارى والإمام مسلم ومن الأئمة المحدثين الاجلة رمن الفقهاء المجتهدين ومن تبع التابعين " الأحاديث مضلة إلا للفقهاء .

ويقول العلامة ابن الحاج المكى فى " المدخل " يريدا لإمام سفيان بن عيينة إن غيرهم قد يحل الشئ على ظاهره وله تاويل من حديث غيره أو دليل يخفى عليه أو متروك أوجب تركه غير شيئ مما لا يقوم به إلا من تبحر وتفقه .

ويقول سيدنا ونبينا محمد رسول الله ﷺ " نضر الله عبد اسمع مقالتى وحفظها وعاها واداها فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه إلى من هوا فقه منـــه " أخرجه الإمام ١ـ الشافعى ٢ـ والإمام أحمد ٣ـ والدارمى ٤ـ وأبو داود ٥ـ والترمذى وصححه ٦ـ وابن

(!) وهى إذا شرب رضيعـــان حليب شاة يصيران اخوين رضيعين وهذا من العجائب (المعرّب) .

Marfat.com

ماجة ٧ـ والضياء فى المختارة ٨ـ والبيهقى فى المدخل عن زيد بن ثابت ٩ـ والدارمى عن جبير بن مطعم ونحوه ١٠ـ أحمد ١١ـ والترمذى ١٢ـ ابن حبان بسند صحيح عن ابن مسعود ١٣ـ والدارمى عن أبى الدرداء رضى الله عنهم أجمعين ولو كان العلم بالحديث يكفى فهم الحكم فما المراد بقول النبى ﷺ المذكور من قبل ؟

يقول الامام ابن حجر المكى الشافعى فى كتابه الخيرات الحسان (١) إن أحداً سأل امام المحدثين سليمان الأعمش التابعى الجليل الشان من الأئمة الاجلة التابعين ومن تلامذة سيدنا أنس رضي الله عنه عن مسائل وكان امامنا الاعظم سيدنا أبو حنيفة رضي الله عنه حاضرا فى المجلس فوجه الإمام الأعمش تلك المسائل إلى امامنا فاجاب الإمام على الفور فقال الإمام الأعمش من اين اتيت بهذه الاجوبة فقال من الاحاديث التى قد سمعتها منك وروى تلك الاحاديث بالإسناد فقال الأعمش حسبك ما حدثتك به فى مائة يوم تحدثنى به فى ساعة واحدة ما علمت إنك تعمل بهذه الإحاديث يا معشر الفقهاء أنتم الاطباء ونحن الصيادلة وأنت أيها الرجل أخذت بكلا الطرفين والحمد لله رب العلمين ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم .

---

(١) قد نقلت هذا الكتاب النادر فى مناقب أبى حنيفة إلى الاردوبه ، وقد طبع مع الأصل فى مدينه پبلشگ كمپنى كراتشى ـ شجاعت على .

Marfat.com

بعد ذلك الرابعة المراجعة :

ومـا أدراك ما المرحلة الرابعـة هى اعوص المنازل وأصعب المراحل لا يسير إليها إلا أقل القلائل فن يعرف قدرها واهميتها ، بيت :

گدائى خاک نشينى تو حافظا مخروش
كه نظم مملكت خويش خسروان دانند

(تعريب البيت) أنت الصعلوك ذوالمتربة أيها الحافظ فلا تعول ولا تطمع فإن الملوك هم يعلمون نظم مملكتهم واسرار سلطانهم .

فالواجب على السائران يكون لـه العثور التام والنظـر العميق والـذهن المتوقد والبصيرة الناقدة والبصر المنيع والاطلاع العـام على جميع لغات العرب وفنون الأدب ووجوه الخطـاب وطرق التفاهم وأنواع النظم واقسام المعانى وإدراك العلل وتنقيح المناط واستخراج الجامع ومعرفـة المانع وموارد التعدية ومواضع القصر ودلائل حكم الآيات والأحاديث واقاويل الصحابة وائمة الفقه من القدماء والجدد ومواقع التعارض واسباب الترجيح ومناهج التوفيق ومدارج الدليل ومسالك التخصيص ومناسك التقييـد ومشارع القيـود وشوارع المقصود وغير ذلك .

وقد حرر الإمام شيخ الإسلام زكريا الأنصارى ـ قدس سره ـ البارى شيئاً من اجمال ذلك ، " إياكم أن تبادروا إلى الإنـكار على قول مجتهد أو تخطئته إلا بعد احاطتكم بادلة الشريعة كلهـا ومعرفتـكم بجميع

Marfat.com

لغات العرب التى احتوت عليها الشريعــة كلها ومعرفتكم بمعانيها وطرقها ثم قال متصلا " وأنى لكم بذلك " نقله الإمام العارف بالله عبد الوهاب الشعرانى فى الميزان .

ورد المحتار الذى نقل للمستفتى عبارتـه فى المسألة فى نفس ذلك الكتاب قد اوضح معنى العبارة متصلابتلك العبـارة ولكن المستفتى لم بنقله يقول ولا يخفى إن ذلك لمن كان اهلا للنظر فى النصوص ومعرفة محكمها من منسوخها فإذا نظر أهل المذهب فى الدليل وعملوا به صح نسبته إلى المذاهب" .

و مما لاريب فيه أن الشخص الذى جاب هذه المراحل الأربعـة هو مجتهد فى المذهب كالامام أبى يوسف والإمام محمد رضى الله عنهما فى المذهب المهذب الحنفى ولاشك أن لا مثال هؤلاء الأئمة مبرر الذلك الحكم ولتلك الدعوى ومع ذلك أنهم لم يخرجوا من تقليد الإمام فانهم خالفوا صورة" ولكنهم عملوا معنى بالأذن الكلى للإمام ثم إنهم وإن يكونوا ما ذونين بالعمل لا يمكنهــم أن يدعوا بالجزم أن مفاد هذا الحديث على رغم مذهب الإمام غاية الأمر الظن فقط يمكن أنه إن كانت مداركهم قصرت عن مدارك الإمام العالية لو عرضوه على الإمام لعله لم يقبله فالتيقن التام على كون مذهب الإمام ليس هناك أيضاً فاجل الأئمــة المجتهــدين فى المذاهب قاضى الشرق والغرب سيدنا الامام أبو يوسف رحمه الله تعالى الذى قد اعترف الموافقون والمخالفون بمدارجه الرفيعة فى الحديث قال فيه الإمام المزنى تلميذ الامام الشافعى الجليل " هو اتبع القوم للحديث " وقال الإمام أحمد بن حنبل " منصف فى

Marfat.com

الحديث وقال الإمـــام يحيى بن معين وهو منشدد كبير " ليس فى أصحاب الرأى أكثر حديثـــا ولا أثبت من أبى يوسف وقـال أيضاً صاحب الحديث وصاحب السنة وحرار ابن عدى فى كامل ليس فى أصحاب الرأى أكثر حديثا منـــه وقد عده الإمام أبو عبد الله الذهبى الشافعى من حفاظ الحـديث وذكر فى كتاب تذكرة الحفـاظ بعنوان الإمام العلامة فقيه العراقيين فهذا الإمام أبو يوسف مع جلالة شانه يقول فى الإمام سيدنا الإمام الأعظـم ﷺ ما خالفتـــه فى شئ قط فتدبرته الا رأيت منهبه الذى ذهب إليه انجى فى الآخرة وكنت ربمـا ملت إلى الحـديث فـكان هو ابصر بالحديث الصحيح منى وقال أيضاً إذا كان الإمام يجزم بقول كنت اتردد إلى الأئمة المحدثين فى الكوفـة لكى أرى أن اجد حديثا أو أثرا فى تائيد قوله فكثيرا ما قدمت أمام الإمام بحديثين أو بثلثة أحاديث فيقول فى البعض ليس بصحيح ويقول فى البعض ليس بمعروف فقلت وما أدراك هذا وأنها موافقـــة لقولك فيقول إنى عـــالم بعلم أهل الكوفة ذكر كله الإمـــام ابن حجر فى الخيرات الحسان .

ملخص الكلام أن غير البالغين إلى قمة الاجتهاد ليسوا اهلاً لهذا وليسوا مرادين هنا أصلاً فضلاً عن المـــدعين الناشئين الجهال عـديم الاناءة والوقار الذين لا يتمكنون من فهم كلامنا وكلامكم وينقدون اجتهاد أساطين الدين الالهى لو نظر السائل فى نفس كتاب رد المحتار أنـه صرح فى الإمام ابن الشحنة والعلامة محمد بن محمد البهنسى استاذ العلامة نور الدين على القارى الباقانى والعلامة عمر بن نجيم المصرى مؤلف

Marfat.com

النهر الفائق والعلامة محمد بن على الدمشقى الحصكفى مؤلف الدر المختار الكبار أنهم ليسوا باهل لترجيح بعض روايات المـذهب فضلا عن مخالفة المذهب ونقل فى كتاب الشهادة بباب القبول عن العلامة السائحانى " ابن الشحنة لم يكن من أهل الأختيار " وفى كتاب الزكوة فى باب صدقـة الفطر " البهنسى ليس من أصحـاب التصحيح " وفى كتاب النكاح بباب الحضانة " صاحب النهر ليس من أصحاب الترجيح " وفى كتاب الرهن عن بحث للعلامـة الشارح الحصكفى لاحاجـة إلى إثباته بالبحث والقياس الذى لسنا اهلا له وأن هؤلاء ليسوا فى شئ حتى إن الاكابر وأساطين المذهب الأعاظم الجليلين رفيعى الدرجات أمثال الإمام الكبير الخصاف والإمام الأجل أبو جعفر الطحاوى والإمام أبو الحسن الكرخى والإمام شمس الأئمة الحلوانى والإمام شمس الأئمـة السرخسى والإمام فخر الإسلام على البزدوى والإمام فقيه النفس فخر الدين قاضى خـان والإمام أبو بكر الرازى والإمام أبو الحسن القدورى والإمام برهان الدين الفرغانى مؤلف الهداية وغيرهم من الأعاظم الكرام ادخلهم الله تعالى فى دار السلام قد نقل التصريح فيهم عن رسالـة العلامة ابن كمال باشا رحمه الله تعالى " إنهم لايقدرون على شئ من المخالفة لا فى الأصول ولافى الفروع .

العدل فانـكم حاضرون أمام الله وما ثلون بين يـديـه فليس من المناسب التلسن والتحمس والالحاح لدقائق بل لابد لكل إنسان أن يطرق رأسه ويفكر وأن يختبر مؤهلاته تجاه هؤلاء الأئمة العظام فيرى أين السهامن مصابيح السماء وأين الثرى مـن الثريا إن لم يقص على دينه

Marfat.com

وعدل فى نفسه لم يجد أهلية التلمذ لادنى تلامذة تلامذتهم ، لله الفريسة التى تكون مفلتة من وثبة الآساد الضوارى يريد الثعالب والسراحيب التمكن منها (إن هذا لشئ عجاب) .

نعم لانذكر من جعلـــه ابليس المريد مريدا لــــه وعلمه إدعاء " أناخير منه " تجاه جميع ائمة الأمة أيها الأخ هل ترغب فى التمسك بالـــدين أم الألحاح على القول فليس الاضطراب والسخطـة والتململ لدقائق مستنكرا ولكن لاحظوا آثار دعاوى الأهلية من غبر المقلدين ورأسهم وزعيمهم وأعـــلى القمم وأسمى الذرى واكبر المحـــدثين والمتوحدين الإمام المنتخب والمتفرد مجتهد العصر علامة الدهر نذير حسين الـــدهلوى هداه الله إلى الصراط السوى لاحظوا مؤهلات نفس هـذا الأكبر وقد كشفت عن علمه بالحديث لحاجة سؤال السائلين فى هذا الشهر الجارى فى مسألة واحـــدة وهى الجمع بين الصلاتين فاخرجت الطرائف التى لم ترهاعين الفلك الهرم مع دورانه القديم وعمره الطويل من يريد البسط فليراجع كتابى المذكور " حاجز البحرين " .

أنا أجمل علم المجتهد الدهلوى وطرائفه وعجائبه فى مسألة واحدة :

١: هذا المجتهد (نذير حسين الدهلوى) لايميز الضعيف المحض من المتروك .

٢: ولايفرق بين التشيع والرفض .

٣: ولايفصل فلان يغرب وفلان غريب الحديث .

Marfat.com

٤: ولايميز بين الغريب والمنكر .

٥: ويحمل كلام " فلان يهم " على الوهمى (أى الذى قيل فيه أنه يهم فهو وهمى عنده) .

٦: وكذا يحمل " له أوهام " على أنه وهمى .

٧: والحديث المرسل مردود مخذول عنده ومدلس العنعنة جدير بالأخذ والقبول .

٨: يعتبر الوصل المتأخر تعليقا مثلاً عند ما يقول المحدث رواه مالك عن نافع عن ابن عمر حدثنا بذلك فلان عن فلان عن مالك يقرره هذا الدهلوى معلقا ويهضم قطعة حدثنا بذلك .

٩: ويجعل الأحاديث الصحيحة مردودة منكرة وواهية بسلاطة لسانه فقط .

١٠: والحديث الضعيف الذى صرح الإمام البخارى وغيره بكونه منكرا ومعلو لايجعله صحيحا ببحوثه الباطلة .

١١: ويقصر الحديث الضعيف على ضعف الرواة ويعتقد العلل القوادح معدومة حين ثقة الرواة .

١٢: وله فى معرفة الرجال شرة التمييز إلى حد أنه لايميز بين الإمام الأجل سليمان الأعمش العظم القدر الجليل الفخر التابعى الشهير وبين سليمان بن أرقم الضعيف .

Marfat.com

١٣ : ويعتقد خالــد بن الحارث الثقة الثبت خالــد بن مخلد القطوانى ولايفرق بينهما .

١٤ : ويقرر الوليد بن مسلم الثقة الشهير الوليد بن القاسم .

١٥ : ويجهل مسألة تقوى بطرق جهلا محضاً .

١٦ : ويغفـل عن الفرق البــديهى بين الراوى المجروح والمرجوح أصلاً .

١٧ : الإمتياز بين المتابع والمدار صعب عليه ومتابعات الثقات الواضحة بأقرب الوجوه بين عينيه ولكن الحديث سخيف بزعمه لوقوع الضعف فى بعض الطرق .

١٨ : وتتوفر الطرق الجليلــة الموضحة المعانى فى الكتب المشهورة المتداولـة حتى فى الصحيحين والسنن الأربعـة والوصول اليها يستحيل عليه فضلا عن قدرة الاعتناء بجميع الطرق من سائر الكتب واحاطة الألفاظ والفرق بين المبانى والمعانى من سائر الكتب بالبحث والتحقيق .

١٩ : ولايقبل قول الأئمـة فى التصحيح والتضعيف إلا إذا كان ذلك القول منقولا ومـذكوراً فى تصانيفهم والا نقل الثقات يكون مردو أو مخذولاً .

٢٠ : وقد يقدح الرواة الجليلين للبخارى ومسلم بلاوجه وجيه ودليل ملزم فيجعل بعضهم مردودا وخبيثا وبعضهم متروك الحديث

Marfat.com

كالإمام بشر بن أبي بكر التيسى ومحمد بن فضيل بن غزوان الكوفى وخالد بن مخلد أبي الهيثم البجلى وهذا تفوهه برجال البخارى ومسلم الخاصين البعيدين عن الجرح والقدح وأكبر من ذلك أن علمه بالحديث قد وضع قواعد سبعة فى الردوا لابطال للصحاح الستة فقال إن الراوى الذى قيل فيه " التقريب " صدوق رمى بالتشيع أو صدوق متشيع أو ثقة يغرب أو صدوق يخطئ أو صدوق يهم أو صدوق له أوهام فهؤلاء كلهم ضعاف ومردودا والرواية ومتركوا الحديث عند هذا الدهلوى ودعوا سائر الصحاح وانظروا فى الصحيحجن تجدوا كثيرا من أمثال هؤلاء رواة ليس عددهم بواحد أو أثنين أو إلى عشرين فقط بل يبلغ عددهم إلى مائة أو أكثر ، هذه ست قواعد .

والسابعة السند الذى يقع فيه راو غير منسوب مثلاً حدثنا خالد عن شعبة عن سليمان ويوجد راو ضعيف آخر باسم ذلك الراوى فيحمله على الراوى الغير المنسوب بالنظر إلى قرب الطبقة وروايات المخرج رجما بالغيب وجزما بالريب ويحكم بضعف الحديث وسقوط الرواية .

معشر المسلمين! أنظروا إلى القواعد السبعة لهذا المحدث واعرضوا عليها البخارى ومسلم وما يرد من الأحاديث بهذه المحدثات المخترعة فاخرجوها إلى مستيقن وجازم بأنه لايبق أكثر من نصف الكتابين أو ثلثها .

Marfat.com

لا يسمح الله أن يكون طالب متوسط من مقلـدى الأئمة متخبطا مثل ذلك ، هذه طرائفه فى مسألة واحدة فإلى أين تبلغ طرائف جميع كلامه فالعظمة لله هؤلاء القدماء الرءوس الذين تعتبرهم الجماعة انوفهم وتحسبهم مجتهدين عالين وموهلاتهم هـــذه فأين الأمة الجديدة جماعـة الإخوان الصغار منهـم لافى العير ولا فى النفير العيـــاذ بالله من شر الشرير .

هل كان المرزا والشاه (ولى الله الدهاوى اللذان ذكرهما السائل فى الاستفتاء) غبيين وعديم الشعور حتى يفوضا ازمـة أحكام الشريعة الالهية وفهم أحاديث الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم إلى أيدى رجال لاخطام لهم فرادهما أن من كان أهلاً له فله إجازة العمل (بالحديث) بل الواجب لا الاغبياء الغير الموهلين الذين يقرءون الترجمة الأردوية للبخارى والترمـــذى والمشكوة فيحسبون أنهم محدثون أو بعض الناس يزعمون مذهب الأئمـة مخالفا للحديث لكى يحرم الله تعالى تقليد الأئمـة ويفرض الإيمان ببعض الناس فى هذا العصر ، أيها الأخ العزيز إنما هذا أيضاً تقليـد محض نعم ليس تقليد أبى حنيفة ومحمد ولكن تقليد بعض الناس .

واأسفاه ! على أن يفهموا هـذا المعنى من كـلام المرزا والشاه ويعتقد وهما خارجين عن نطاق العقل وهاديها العالى مرشدهما السامى مولها ومولى البيعة وإمامها الربانى الشيخ مجـدد الالف الثانى يحرر فى مكتوب ٣١٢ من مكتوباته :-

Marfat.com

مخدومی ! إن أحـــاديث الرسول على مصدرها الصلوة والسلام قدجاءت فی باب جواز الإشارة بالسبابة كثيراً وجاء بعض الروايات الفقهية الحنفية أيضاً فی هذا الباب ولكن غير المذهب الظاهر , أما قول الإمام محمد الشيبانی كان رسول الله ﷺ يشير ونصنع كما يصنع النبی عليه وعلى آلـه الصلوة والسلام ثم قال هـــذا قولی وقول أبی حنيفة رضی الله تعالى عنهما فمن روايات النوادر لامن روايات الأصول وإذا وقعت حرمـة الأشارة بالروايات المعتبرة وافتوا على كراهة الإشارة لايجوز للمقلدين أمثالنا أن نجترئ على الإشارة عملاً بمقتضی الأحاديث ولايخلو مرتكب هـــذا الأمر من الحنفيـة عن الحالين إما لايثبت العلم بالأحاديث المعروفة فی جواز الإشارة للعلماء المجتهدين أو يحسبهم أنهم حكموا بالحرمـة والكراهة لمقتضی آرائهم خلاف الأحاديث وكلاهما فاسد ان لايختارهما الأسفيه أو معاند ولكن نحسن الظن بهؤلاء الاكابر ونحسب أنهم لم يحكموا بالحرمة أو الكراهة حتى ظهر لهم الدليل غاية ما فی الباب أنـــه لا علم لنا بذلك الدليل وهـذا المعنى لايستلزم قدح الاكابر وإن قال أحد إنـــه يعلم الدليل بخلاف ذلك أقول لايعتبر علم المقلد فی إثبات الحلة والحرمة ويعتبر ظن المجتهد فی هذا الباب كانهؤلا الاكابر يعلمون الأحاديث لأجل القرب ووفور العلم وحصول الورع والتقوى أحسن منا الاباعد ويعرفون الصحـــة من السقم والنسخ من عدم النسخ أكثر منا ولاريب أنهم يحملون الوجه الموجـــه فی ترك العمل بمقتضی الأحاديث على صاحبها الصلوة والسلام وأما ما نقل عن الإمام الأعظم إذاصح الحديث فهو مذهبی فالمراد بـــه الحديث الذی لم يصل إلى الإمام وحكم بخلاف ذلك بناء على عدم العلم بهذا الحديث

Marfat.com

وأحاديث الإشارة (فى التشهد) ليست من هذا القسم وإن قالوا إن علماء الاحناف افتوا بجواز الأشارة أيضاً فيجوز العمل بكليهما بمقتضى الفتاوى المتعارضة قلت إن وقع التعارض بين الجواز ترجح عدم الجواز اه ملتقطاً .

ونقل أيضاً عن رسالة المبدء والمعاد للمجدد :-

" كان يتمنى (هذا المجدد) إلى مدة أن يبد ووجه القراءة الفاتحة خلف الإمام فى المذهب الحنفى ولكن اعتناء بالمذهب كان يترك القراءة جبراً وكان يعتد هـذا الترك من قبيل الرياضة أخيراً أظهر الله حقيقة المذهب الحنفى فى ترك قراءة الماموم ببركة الأهتمام بالمذهب إذا لانتقال عن المذهب الحاد وجعل القراءة الحكمية أجمل من القراءة الحقيقية فى نظر البصيرة " .

نعم استعرضوا الآن أخبار أقوال الكبار ثم انظروا هـذا كبير الكبراء وعظيم العظماء وإمام الأئمة ماذا يقول وكيف ينزل الصواعق على الادعاء الباطل أى العمل بالحديث وكيف يهلك هذه النظرية .

أولاً : إعترف صراحة بأن الأشارة فى التشهد وردت فى كثير من أحاديث النبى صلى الله تعالى عليه وسلم .

ثانياً : تلك الأحاديث معروفة وشهيرة .

ثالثاً : فى المذهب الحنفى اختلاف قال الإمام محمد رحمه الله تعالى فى روايات النوادر كان النبى ﷺ يشير فنحن نشير أيضاً .

Marfat.com

رابعاً : وأعـرب عـن أن هـــذا قول الإمـــام الأعظم رضى الله تعالى عنه .

خامساً : ليست الرواية فقط بل أفتى العلماء الأحناف بكليهما مع هـذا كلـــه لأجل أن روايات الأشارة ليست مـن ظاهر الرواية يقول بكل صراحة لايجوز لنا المقلدين أن نجترئ على الإشارة نعمل بالحديث هذا القول القاهر للإمام الربانى فى حال اللين والسهل فكيف يكون قوله فى العمل بالحديث فما لاتكون الفتوى مختلفة ولا يوجد اختلاف فى الرواية أصلاً .

أيها الناس هل فى هذا الإمام قال الشاه ولى الله أنه احمق مبين أو منافق كافر استحيوا أيها المعترضون وإخشوا عظمـة الشاه ولى الله لم يكن يمكنه أن يظن فى فخامة المجدد هذا الظن المردود والمذموم فإنه يعتقده قطب الأرشاد والهادى والمرشد ودافع البدعات ويعتبر تعظيمه تعظيم الله وشكره شكر الله كما يكتب فى مكتوبه السابع :

" الشيخ (مجدد الألف الثانى) قطب الأرشاد لهذا الدور وقـد نجى كثير من الضالين باديـة الطبائع والبدعات على يده وتعظيم الشيخ تعظيم لمدور الأدوار ومكون الاكوان وشكر لنعمـة الشيخ شكر لمفيض النعمـة أعظم الله تعالى له الأجور " .

نعم لعل طعن نذير حسين الدهلوى ليس الأعلى حضرة المجدد كما يكتب فى " معيار الحق " إن بعض الناس فى هذه الأيام يصبحون مشركين

Marfat.com

بالتزام التقليد المعين فإنهم لايقبلون الحديث الصحيح وإن عرض ضد رواية الكيدانى .

فى نفس مسئلة الإشارة تعرض رو ية الكيدانى كما عرض المجدد فتاوى الغرائب وجامع الرموز وخزانة الروايات وغيرها وذلك أصل واحد أى عدم قبول الحديث ضد الرواية الفقهية .

فأنظروا كيف يقدم المجدد الرواية الفقهية ولاجلها يترك العمل بالأحاديث الصحيحة ويعبر نذير الدهلوى عن هـذا بالشرك بلاخوف ولاخطر حفظنا الله من ظلال هؤلاء مجى الشرك ونفوض أمر الدهلوى إليه ونقدم فوائد كلام المجدد .

أولاً : هذه هى فائدة عظيمة .

ثانياً : قد صرح حضرة المجدد بأن الأحاديث المعروفة كما وردت فى رفع اليدين وقراءة المقتـدى وغيرهما فانها ليست أقـل شهرة من احـاديث الإشارة فلا يعرضها ضد أقوال الإمام إلاغبى سفيه أو معاند مكابر ملحد فإن تلك الأحاديث لم تكن لتخفى على الإمام ومعاذ الله لم يكن الإمام ليخالف الأحاديث برأيه فلا جرم أنه لم يعمل بها لدليل قوى شرعى .

ثالثاً : قد أعرب عن أن العلم باجوبة الأحاديث ليس بواجب لنا ويكفينا العلم بأن عند علمائنا وجها موجها .

رابعاً : وقد قال أيضاً يكون العمل بمسألة المذهب وإن لم نعلم الدليل على خلاف ذلك صراحـة فضلاً على أن لا نعلم الدليل على

Marfat.com

مسألة المذهب على كل حال لايعتبر شيئاً .

خامساً : وقال أيضاً إن علماءنا الأسلاف رضى الله عنهم كما كانوا يحملون على الحديث ويعرفون الصحيح والضعيف والمنسوخ والناسخ لايساوى بهم من بعدهم فلا علم لهم كعلمهم ولاقرب لهم كقربهم الرسالة إذا يقول المجدد فى عصره فالى الآن قد مضى بعده ثلاث مائة عام فاليوم قليلوا المطالعة والقراءة هل يمكنهم أن يعادلوا بالأئمة .

سادساً : قد صرح بشرط أن أقوال الإمام المأثورة بألسوال الخاص (المذكور فى الابتداء) تتعلق بالأحاديث التى لم تصل إلى الإمام وصدرت المخالفة بناء على عدم العثور لا أنه مرجوح أو مأول أو متروك العمل على أصول المذهب بوجه من الوجوه المذكورة وإلا هكذا كانت المخالفة بحال العثور أيضاً كما لايخفى .

سابعاً : لعل مكانة علم المجدد لاينكرها هؤلاء أيضاً إن هذا المرزا جان جانان الذى استدل بكلامه (فى هذا الاستفتاء) اعترف بكبره يعتقد حضرة المجدد أهلاً للاجتهاد ويكتب فى ملفوظاته " التمست من رسول الله ﷺ ماذا تقول فى مجدد الألف الثانى ؟ قال من مثله فى أمتى ؟ إذا يقول هذا كبير الكبار " إنه لايجوز لنا المقلدين العمل بالأحاديث على خلاف الإمام والذى يجترحه احمق فاقد الشعور وهو باطل وساع للباطل فأين هؤلاء الزاعمون الكاذبون منهم أين الثرى من الثريا .

Marfat.com

هذه الفوائد السبعة كانت فى عبارة المكتوبات .

ثامناً : وإن لم يدرك أحد حقيـــة قول الإمام ولكن العمـل بذلك واجب إن هذا يحبه الله ويوجب البركات ، أنظروا إن حقية المذهب الحنفى فى مسألـــة قراءة المقتـدى (خلف الإمام) لم تكن ظهرت للمجدد إلى مـدة ولم يزل قلب المجدد يميل إلى القراءة ولكن لم يعمل إحتفالا للمـذهب ولم يزل لم يبحث عن مبرر فى نفس المذهب الحنفى .

تاسعاً : قد أجاب عن سوال بصراحة أنه إن خالف الإمام فى مسألة واحدة ولو بسبب أنه لم تظهر حقية المذهب فيها خرج عن للمذهب لأن هذا يعتبره الإمام الربانى إنتقالا عن المذهب .

عاشراً : أنظروا فى هـــذا الحكم القاهر الأشد أن من يفعـــل ذلك فهو ملحد .

فالآن على نذير الدهلوى أن يبتغى بمقتضى إيمانه ما ينبغى له إن شاء يقرر الشاه والمرزا سفيهين ومعاندين وملحدين عند المجدد وإن شاء يجعل حضرة المجدد مدعى الباطل ومخالف الإمام والأحمق المبين أو المنافق الكامن على قولها ولاحول ولاقوة إلا بالله العلى العظيم لاجرم أنهما يحادثان على نفس صحة العمل التى لايعثر عليها إلا الفقهاء أهل النظار والاجتهاد فى المذهب فالكلامان ليسا متخالفين ولا حرف فيهما مخالف لنا هكـذا ينبغى التحقيق والله ولى التوفيق ، كان هذا المبحث طويل الأذيال المقتضى بسط الكلام ولكن ما قل وكفى خير مما كثر وألهى

Marfat.com

أيها القارءون الكرام أنظروا فى المبحث المسئول عنه واجتنبوا الخروج عن المبحث فإنـه الصنيع الشنيع للجهلة والعاجزين ربنا إفتح بيننا وبين قومنا بالحق وأنت خير الفاتحين وصلى الله تعالى على سيد المرسلين محمد وآله وصحبه أجمعين .

وكان ينبغى لنا أن نسمى هذا المختصر بمقتضى المادة :

„ الفضل الموهبى فى معنى إذاصح الحديث فهو مذهبى “

ونلقبه باللبّ التاريخى :

” أعز النكات بجواب سوال اركات “

ربنا تقبل منا أنك أنت السميع العليم ، آمين . والله سبحنه وتعالى أعلم وعلمه جلّ مجده أتم وأحكم .

كتبـه : عبده المـذنب احمـد رضا البريلوى
عفى عنه بمحمد المصطفى النبى الأمى
صلى الله تعالى عليه وآله وسلم .

☆ ☆ ☆

Marfat.com

بدأت حركة الخلافة بعد الحرب العالمى الأولى (زهاء ١٩١٩م) فى جميع شبه القارة الهندية، وأساس هذه الحركة كان الظلم والإستبداد على الأتراك المسلمين من المسيحيين ، وهذا ما ملاء صدور المسلمين بالأحقاد ضد الإنجليز فى شبه القاره ، وكان فى الهند مع سائر الناس فريقان كبيران ، حكمـــا على الهند أيا ما غير يسيرة ، هما المسلمون والهندوس ، وكان كل منهما يود سيطرته على الهند ، ولما رأى رئيس الهندوس غاندى نفـرة المسلمين ضد الإنجليز ، إغتنم هذه الفرصـــة وأعلن " بحركـــة ترك الموالات " ليأخـذ القوة من المسلمين ضـد الإنجليز، وذلك فى سنه ١٩٢٠م وبعينه أراد بعض القواد من المسلمين ما آراد غاندى ، وكان من نتيجته مقارنـة " حركة الخلافة " (التى كانت حركة المسلمين) مع "حركة ترك الموالات" ونشأت من هذا كله مشكلة شرعيـــة ، وهى أن المسلمين وإن قاطعوا الإنجليز ولكنهـــم والو الهندوس ، بل قيدوا أنفسهـم مـع الهندوس فى سلسلة المواخاة والمودة ، وأول من جهر بتحريم هذه الصورة هو شيخنا أحمد رضا فإنه خالف " حركة ترك الموالات " بشكلها الخاصة ، والذين كانوا فى طليعة هذه الحركة إتهموه بمودة الإنجليز والحال إنه أكبر اعداء الإنجليز فى الواقع كما سنوضح بعد، وهذه الحركة كانت بعينها كتلك الحركة التى كانت فى عهـــد الملك " أكبر " (٩٦٣هـ - ١٠١٤هـ) فقام ضدها الشيخ أحمـــد سرهندى (متوفى ١٠٣٤هـ) المجدد للألف

Marfat.com

الثانى ، ألذى يقول فيه شاعر المشرق علامه اقبال رحمه الله

وه هند میں سرمایۂ ملت کا نگہبان
الله نے بروقت کیا جس کو خبردار

ولما أنشئت تلك الحركــة الأكبريه (توحيد الأديان) بهيئة جديدة قام لتدميرها وتدحيضها أحمد آخر ، وهو أحمد رضا ، رحمه الله ، فدمرها بفضل الله وكرمه تدميرا

خضوع بعض العلماء للإنجليز وحشوعهم للهندوس :

ومع الأسف لابدلى أن أذكر موجزاً الجو الذى عمل فيه الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله عمله التجديدى ، وقلت " مع الأسف " لأن هذه التذكرة تسفر القناع عن بعض وجوه الأعيان ، ومعهذا لا قبل ولا قدرة لنا على تغيير مسجلات التاريخ .

تفرق أتباع الشيخ إمداد الله مهاجر مكى فى فرقتين عند الثورة الهنديه سنـ ١٨٥٧م وهذا الإفتراق وقع فى مسئلة نصرة ملك دهلى ، فانتخبت فرقة مركزها على كره (مدينة فى هند) وأخرى ديوبند (١) أما اصحاب ديوبند فهــم ساعدوا فى ثورة سنه ١٩٥٧م الإنجليز بل بعضهم قاتلوا مع المسلمين (٢) والشيخ رشيــد أحمد جنجوهى لما

(١) الشيخ عبيد الله السندى ـ الشاه ولى الله وحركته السياسية ص ـ ١١١ .

(٢) تذكرة الرشيد ، المجلد الأول ـ ص ـ ٧٥ .

Marfat.com

أخذ فى قضية البغى ضد الإنجليز قال واضحا " إنى فى الواقع مطيع للحكومة (الإنجليزيه) لذا لا تضرنى تهمة شيئاً ؛ ولو قتلت فالحكومة ولية الأمر تفعل ما تشاء (١) .

وقال بعض العلماء إن الهنــد دار الحرب والمسلمين مستأمنون فيها ، وعلى هذا الأساس لا يجوز لهم الجهاد ، كما قالت الشيعة (٢) وقال بعضهم إن الهند دار السلام فلا يجوز فيها الجهاد ، وكانت الحال لسيطرة الحكومة الإنجليزية أن أكثر الناس أطاعوها، كما يقول الفردلائل " إن الجمعيات الهندية كلها مع اختلافها فى بعض الأمور متحدة القلوب فى اطاعة تاج بريطانيه اطاعة كاملة (٣) .

وبعد الحرب العالمى الأولى بدأت حركة الخلافة وفى تلك الآونة بدأت حركة ترك الموالاة على إشارة غاندى، واتحدت هاتان الحركتان لمخالفة الإنجليز مع الموالاة فيما بينهما ، أى بين المسلمن والهندوس ، ومن هنا نشاء تصور القومية الوطنية ، وقالوا إن المسلمين والهندوس قوم واحد لأنهم يسكنون فى وطن واحد ، ومع الأسف قبل هذا

(١) تذكرة الرشيد المجلد الأول ص - ٨٠ .

(٢) هذا ما قاله ڈبليو ڈبليو هنٹر فى كتابه - مسلمو هند ص - ١٧٤ - ١٨٠ .

(٣) سر الفر ڈلائل - عروج وسعة للمملكة الهندية - طبع حيدر دكن آباد ١٩٣٣م ص ٣٦٩ .

Marfat.com

التصور بعض أكابر علماء الهند ، وفى بعضهم يقول علامه إقبال رحمه الله .

عجم هنوز نداند رموز دين ورنه ....
ز ديوبند حسين احمد اين چه بو العجبى است
سرود برسر منبر كه ملت از وطن است
چه بے خبر ز مقام محمد عربى است
به مصطفىٰ برسان خويش را كه دين همه اوست
گر باو نه رسيدى تمام بولهبى است (١)

يعنى إن العجم لم يقفوا على رموز الدين حتى الآن ، والعجب كل العجب أن حسين أحمد الديوبندى يقول على المنبر إن القوم يتشكل بالوطن ، ما أجهله عن مكانة المصطفى ﷺ ، الدين كله فى حب الرسول ﷺ ومن لم يحبه فهو أبو لهب ، أى لابد للمسلم أن يجعل مركز المحبة محمداً ﷺ لا الوطن واللغة والنسب والحسب وغيرها ؛ كما يقول العلامه فى شعر آخر .

نهيں وجود حدود وثغور سے اسكا
محمد عربى سے ہے عالم عربى

وحضر مولينا محمد على جوهر ومولينا شوكت على فى خدمة الشيخ احمد رضا رحمه الله ودعاه إلى " حركة ترك الموالات " فاجاب

---

(١) كليات إقبال ، طبع دهلى ص ـ ٣٥٢ .

Marfat.com

الشيخ بقوله " مولينا ! فرق عظيم بين سياستكم وسياستى ، أنتم حماة إتحاد المسلمين والهندوس وأنا ضد هذا الأتحاد ، ولما سمعا هذه الإجابة الواضحة وجدا فى نفسهما شيئاً ، وتطييبا لقلوبهم قال الشيخ ! " مولينا ! إنى لا أخالف حرية الوطن بل إنى أخالف إتحاد المسلمين والهندوس " (١) .

وقد استفتى الشيخ بعض الناس عن ترك الموالات (١٣٣٩هـ ١٩٢٠م) فأجاب الشيخ جوابا مدللا بدلائل قاطعة ، وطبع هذا الجواب باسم " المحجة المؤتمنة فى آية الممتحنة " (١٣٣٩هـ/١٩٢٠م) وأريد أن أذكر فكرة الشيخ فى ضوء هذا الكتاب .

سأله مولوى حاكم على برفسور كلية إسلاميه لاهور (١٤ صفر ١٣٣٩هـ) وخلاصة سؤاله كالآتى :-

" قال مولينا أبو الكلام آزاد فى جلسة الشورى العموميه لكلية إسلاميه فى لاهور (٢٠ اكتوبر ١٩٢٠م) لا بدلنا من رد المبالغ الإمداديه من حكومة بريطانيه لتحقق ترك الموالاة ، وتفرز الكلية عن الجامعة ، وكان قول أبى الكلام موجبا لإثارة الغضب فى شركاء الجلسة ، فسأل مولوى حاكم على من الشيخ احمد رضا خان عن قول أبى الكلام ، هل يصح قوله أم لا ؟ وما حكم هذه المبالغ ؟ وقبول

---

(١) پاشا بيگم - الخدمات السياسة والدينيه للشيخ احمد رضا ، عرفات لاهور ، اپريل ١٩٧٠م - ص ٦٥ .

وبرفسور محمد مسعود احمد : فاضل بريلوى اور ترك موالاة .

والدكتور اشتياق حسين قريشى . العماء فى السياسة (بلغة انجليزيه) طبع معارف پستد كراتشى - ص ٣٦٤ .

Marfat.com

هذه المبالغ من الموالات أم لا ؟ وأجاب الشيخ ما محصله .

١- هناك فرق عظيم بين مجرد المعاملة والموالاة ، والمعاملة الدنيوية التى لاتضر بالدين غير ممنوع قطعا إلا عن المرتدين ، والذمى فى المعاملة كالمسلم (١) .

٢- يحل النكاح بالكتابيه، وإن جنجوا للسلم فالمصالحة ضرورية (٢) .

٣- وتجوز المعاهـــدة معهم ، وكذا لو عاهـد المسلم مع غير المسلم معاهدة جائزة فيجب إيفاء العهد والغدر حرام .

٤- كان أصحاب ترك الموالاة يستعملون أشياء الإنجليز ، مثلاً القطار البريد ، التلغراف وغيرها حينما يحرمون إشتراء أموالهم ، فالشيخ يقول يا للعجب ! جاز دفع المال فى المقاطعـة (ترك الموالاة) وحرم أخـــذ المال ، وإن قيل إن القطار والبريد وغيرهما فى بلادنا ، ومن أموالنا، فالجواب إن المبالغ التى تدفع فى الإمداد لاتأتى من بريطانيه وإنما هى أيضاً من أموالنا ومن بلادنا .

ثم بعد هذا السؤال أرسل إلى الشيخ سؤالا شودرى عزيز الرحمن صدر المدرسين للمدرسة الرسميه لائلپور (١٣٣٩هـ) وكانت فى السؤال

---

(١) الشيخ احمد رضا رحمه الله ـ المحجة المؤتمنه ـ وربئس احمد جعفرى : أوراق كم كشة طبع لاهور ـ ص ٢٢٧ .

(٢) أوراق كم كشة ـ ص ٢٢٧ .

Marfat.com

شدة ما، بعد أن كان السؤال نفس السؤال الـذى قدمناه من مولوى حاكم على ، وملخصه .

ما قولـكم فى حركة عدم التعاون مع الحكومة الإنجليزية ، هل هـذا الحكم إسلامى أم لا وهل يجوز الحاق الكليات مع الجامعة (أى الجامعة الحكومية) والإستمداد بالجامعـة ، وهل يجوز التوظف فى مكاتب الحكومـة وأجاب الشيخ على هـذه المسائل بالتحقيق العجيب والاستنباط الأنيق ، ملخصه :

تكلم على الـذمى ، الحربى ، المستأمن ، الموالات وترك الموالات وغيرها من الأمور المتعلقة بالموضوع ثم قال " التحقيق إن الموالات على قسمين ، الأولى الحقيقية ، وهى على مراتب أدناها ، ميل القلب، ثم الوداد ، ثم الإتحاد ثم الإنقياد بلاخوف مكروه ولاطمع محبوب ، ثم التبتل ، وهذه الموالاة بجميع وجوهها وأقسامها على كل حال محرمة مع الكفار .

الثانيه ٥ أن لايكون ميل قطعا فى القلب ولكن يعامل مع أحد معاملة تنبئ عن الوداد، وهـذه جائزة عند الضرورة بقدر الضرورة مطلقاً .

وبين المداراة والمداهنة، قسمين للموالاة الصورية البر والإقساط والمعاشرة والعاشرة مجرد المعاملة ، وهـذه تجوز مع كل كافر سوى لمرتد (١) ثم نقل أحاديث تتعلق بالاستعانة على اليهود والنصارى

(١) أوراق گم گشتة ـ ص ٢٥٩ .

Marfat.com

والمشركين وبين محملها ، يقول ، والإستعانة على أحوال ثلاث .

١- إلتجاء : أن تلجئ الجماعة القليلة الضعيفة العاجزة إلى الجماعة الكثيرة القوية ، لحل مشاكلها ، وهذا يرادف الأنقياد الكلى بالبداهة فكيف يجوز (١) .

الإعتماد - أن يستعينوا مع امثالهم فى العدد والقوة ، ويوالوهم، لحصول العزة والغلبة ، وهذا لا يتصور من عاقل أن يستعين باعدائه (٢) .

الإستخدام - أن يكون الكافر مغلوبا ، لا يقدر على ايصال الضرر ، بل يكون ناصحاً لنا خوفاً وطمعا (٣) .

ثم يقول الشيخ واضحا :

الموالاة حرام مطلقا مع كل مشرك ، لوكان ذميا مطيعا وخاضعا للإسلام ، ولوكان، إبنا، أباً ، أخا أو قريباً عزيزا (٤) .

وكان بعض العلماء حينئذاك يجوزون المعاملة والموالاة بل يحسنونها مع الكفار ومشركى الهند ، حينما يحرمون مجرد المعاملة مع الأنجليز

(١) أوراق گم گشة - ٢٧٩ .
(٢) أيضاً - ٢٨٠ .
(٣) أيضاً ص ٢٨٠ .
(٤) أيضاً ص ٢٣٧ .

Marfat.com

حراما قطعيا ، بل قال مولانا شوكت علي من أرضى الهنود فقد أرضى الله ، معاذ الله   قال مولانا ظفر الملك لو لم تختم النبوة لكان مهاتما گاندهي نبياً   وقال مولانا عبد البارى إنى جعلته (غاندى) هاديالى أطيعه فى جميع ما يقول ، وحالى الآن مصداق قول الشاعر :

عمرے کہ بآيات وأحاديث گذشت
رفتى ونثار بت پرستى كردى

يعنى إنى فديت عمرى الذى قضيت مع القرآن والأحاديث على رجل وثنى ، وقال محمد على جوهر " إنى أعتقد إتباع گاندهى لازماً علىّ بعد إتباع رسول الله ﷺ

ولم يكتف هؤلاء على الأقوال المذكورة بل جاؤا بشردها نند (الهندو) على منبر جامع دهلى للخطاب ، ووضعوا القرآن الكريم وگيتا (الكتاب المقدس عند الهندوس) فى عجلة واحدة وأخرجوا جلوسها معا ، وبعضهم اختاروا شعائر الهندوس.

قضية قربان البقرة :

كما يعلم قراءنا الكرام أن الهنود يعظمون البقرة بل يعبدونها ، ومنذ قديم لا يزال مسلمو الهند فى معركة وقتال مع الهنود فى قضية قربان البقرة وذبحها، وعلى هذه القضية تهيج الحروب بينهم من حين الى حين ، حتى الآن ، وجلال الدين أكبر منع ذبح البقرة فى القرن العاشر الهجرى ، وقدر التعزيرات الكبيرة للذين يذبحون البقرة ويخالفون أمره (١) .

---

(١) من أراد البسط فليراجع الى " آئين أكبرى " لأبى الفضل ، ومنتخب التواريخ لعبد القادر البدايونى، و " منتخب اللباب" وغيرها من كتب التاريخ .

Marfat.com

وجاهد ضد هذا الحكم المجدد للألف الثانى ، وحينما فتح كانگره، ذبح الشيخ أحمـد المجدد السرهندى البقرة بيده فى الحصن بين يدى جهان گير ، وبهذا أحيى شعار المسلمين .

وبعينه بدأت تلك القضية فى عهد الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله وكان من أمرها أن پنڈت مدن موهن مالوى قال فى جلسة كانفرس فى دلهى (ديسمبر ١٩١٨م) على المسلمين أن يتركوا ذبح البقرة تطييبا لقلوب الهنود ويمدوا أليهم يد المواخاة والمودة .

وبعد هذا أعلنت " مسلم ليگ (فى ديسمبر ١٩١٩م) بمساعى الدكتور مختار أحمد أنصارى والطبيب أجمل خان أن على المسلمين أن يحترموا عواطف الهنود ، ويتركوا قربان البقرة ألبتة .

وخالف هذا القرار الشيخ عبد القادر البدايونى (وهو من خلص أحباء الشيخ أحمد رضا خان رحمه الله) وكتب جوابه باسم " الرسالة المفتوحة على اتحاد المسلمين والهندوس إلى مهاتما گاندى " وقد طبع هذا الجواب فى ديسمبر ١٩٢٥م من على كره (هند) .

وقدم إلى الشيخ أحمد رضا سؤال متعلق بقربان البقر فى سنـة ١٣٠٠هـ فاجاب الشيخ بجواب مدلل من الـدلائل الشرعية وسماه ، " أنفس الفكر فى قربان البقر " (١) ملخصه قربان البقر من شعائر الإسـلام قال تعالى ، والبدن جعلناها لكم من شعائر الله ، لا يجوز للمسلمين أن يشاركوا مع المشركين فى منع ذبح البقـر ،

Marfat.com

قطعات الى حضرة حاتم الزمان الفاضل حسين چلبي بن سعيد استانبولي من
العقير ابي محمد الويلثوري المليباري عفي عنهما الباري

أَمَلْجَايَ حلمي يَا حُسَيْنُ عَلَيْكُمُ   سَلَامٌ مِنَ اللهِ الْكَرِيمِ بِرَحْمَةٍ
أَقَمْتَ عُلُومَ الدِّينِ أَعْلَيْتَ صَوْتَهُ   بِإِقْمَاعِ بِدْعَاتٍ وَإِحْيَاءِ سُنَّةٍ
فَكَمْ مِنْ عُلُومٍ قَدْ نَشَرْتَ طِبَاعَهَا   تَدَارَكْتَهَا قَدْ كَانَ قُرْبَ الْيَاْسَةِ
فَأَنْفَقْتَ فِيهَا الْمَالَ تِبْرًا وَدِرْهَمًا   تَزِيدُ عَلَى قِنْطَارِ يَاقُوتِ دُرَّةٍ
وَلَا غَرْوَ فِيهَا حَيْثُ تُجْزَى بِنِيَّةٍ   قَدِ ابْتَاعَ رَبِّي مِنْكَ كُلًّا بِجَنَّةٍ
رُوِي قَوْلُ مَلَكٍ أَعْطِ خَلَفًا لِمُنْفِقٍ   وَفَاسْتَبْشِرُوا بِالْبَيْعِ جَاءَ بِآيَةٍ
إِلَيْنَا أَتَى مِنْكُمْ رَسَائِلُ جَمَّةٌ   بِغَيْرِ حِسَابٍ نُسْخَةٌ بَعْدَ نُسْخَةٍ
فَيَا شَيْخَنَا هٰذَا الْكِتَابُ هِدَايَةٌ   لِمَنْ وَفَّقَ الْهَادِي صِرَاطَ اسْتِقَامَةٍ
فَلَا تَجْعَلَنْهَا يَا مَلَاذِي كَعَظْمَةِ الْـــمُنَاجَاةِ مَرْدُودًا إِلَيْنَا بِخَيْبَةٍ
عَلَى صُنْعِكُمْ جَازَى الْإِلٰهُ بِجَنَّةٍ تمت ٭ وَيَجْمَعُنَا فِيهَا بِأَهْلِ النُّبُوَّةِ

Bava Musliar
Mudarris Valavannur
Juma masjid Kerala
KALPAKANCHERI
INDIA

Marfat.com

عالمگیر اسلامی تنظیم الدعوة الاسلامية العالمية فرع آزاد کشمیر (پاکستان)

(دی ورلڈ اسلامک مشن) آزاد کشمیر برانچ - جامع مسجد مدینہ سیکٹر سی ٹو میرپور آزاد کشمیر (پاکستان)

THE
WORLD ISLAMIC MISSION

(In International Religious Organisation)   Central Office:- (U. K.)

Azad Kashmir Branch ;   Jamia Masjid Madina - Sector C/2 Mirpur A.K. Pakistan

الدعوة الاسلامية العالمية تنقد رأى سعد الحرمين فى ازالة القبة الخضراء

عُقِدَتْ حفلةٌ بِبلدةِ ميرفور آزادكشمير (باكستان) مِنْ فرع « الدعوة الاسلامية العالمية » بَعْدَ انْ نشر رأى سعد الحرمين فى المجلة « الدعوة » لازالة القبة الخضراء.

وكان العلامة محمد البشير رئيسا للحفلة.

اجتمع فيها اعضاء اللّجنة من انحاء آزادكشمير وحضرها عددٌ كبيرٌ من السامعين وخاطب فيها الاعضاء موضحين اهمية ابقاء القبة الخضراء الّتى قُرّة عيون المؤمنين للعالم كلّه الّذين يَعُدُّونَ زيارةَ القبة الخضراء وسيلةً لنجاتهم لقولِ الرّسول صلى الله عليه وسلم « مَنْ زارَ قَبْرِى وَجَبَتْ لَهُ شفاعَتِى » وهذا الرأى المذموم لِسعد اَكْبَرُ الفتن، وَخُدْعَةٌ عُظْمىٰ ومَكْرٌ خفىٌّ لأعداء الاسلام - هَلْ يمكن اَنْ يكونَ هذا الرأى القبيح لِمحبٍّ لِلْإسْلامِ؟ من يسعىٰ لازالة شعائر الله ! - لا والله. بل يمكن ان تكون الايادى الخفيه والقوى الصيهونية تعمل خلف هذا الرأى السّيئ - لا كذبٌ اِنْ نقُلْ اَنَّ اِخْراجَ جثمان الأصحاب وجنازة السيد عبدالله ابى الرسول (عليه السلام ورضوان الله عليهم)، سَبَبٌ لِلاجتراء على الرأى لازالة القبة الخضراء - هذه فتنةٌ عَظِيمَةٌ لاخير فيها اِلاّ اَنْ تُدْفَنَ

يجب على المملكة السعوديه العربيه ان تشرح الوجوه الممكنة الّتى تلعب وتداعب مداعبة كريهة بقلوب المسلمين المملوءة بحب الرّسول وحبّ قبّتهِ الخضرا لاجله عليه السلام - لا شكّ فيه اَنَّا نحبّ العربَ للحرمين الشريفين ولو لم يكن احترامهما فكيف تبقى المحبة لهم فى قلوبنا - ونحن نلتمس البلاد الاسلاميّة العالميّة ان تخْبِرَ المملكةَ السّعوديّة العربيّة بهذه الخُدْعَةِ العظيمةِ وتسعى ان تُدْفَنَ هذه الحيلة المذمومة فى التّراب.

والسلام

١٥ ربيع الآخر ١٣٩٨
٢٤ مارت ١٩٧٨

اعضاء فرع « الدعوة الاسلامية العالمية بآزادكشمير. ميرفور

MIR PUR-A.K.   PAKISTAN

Marfat.com

Marfat.com

İş bu (Medaricüsseniyye) ve (El-akaid-üs-sahîha fî-terdîd-il-vehhâbıyyet-in Necdiyye) kitablarında, Peygamberimize salavat okumanın çok sevab olduğu ve vefat eden kimsenin ibadetlerindeki kusurlarını ve kul haklarını afvvetdirmek için devir ve iskat yapmak lâzım olduğu ve Peygamberlerle şehitler ve evliyanın öldükden sonra ruhlarının dünyadan haberdar oldukları ve bunların şefaatiyle Allahü teâlânın dirilere merhamet edeceği ve ölüler için nasıl düâ ve hayrat ve hasenât yapılacağı bildirilmekdedir. Her iki kitap arapça olup, Urdu diline tercemeleri dahi vardır. İçinde osmanlıca yazı hiç yoktur.

HAKÎKAT KİTABEVİ

Price: 400 TL.

Marfat.com